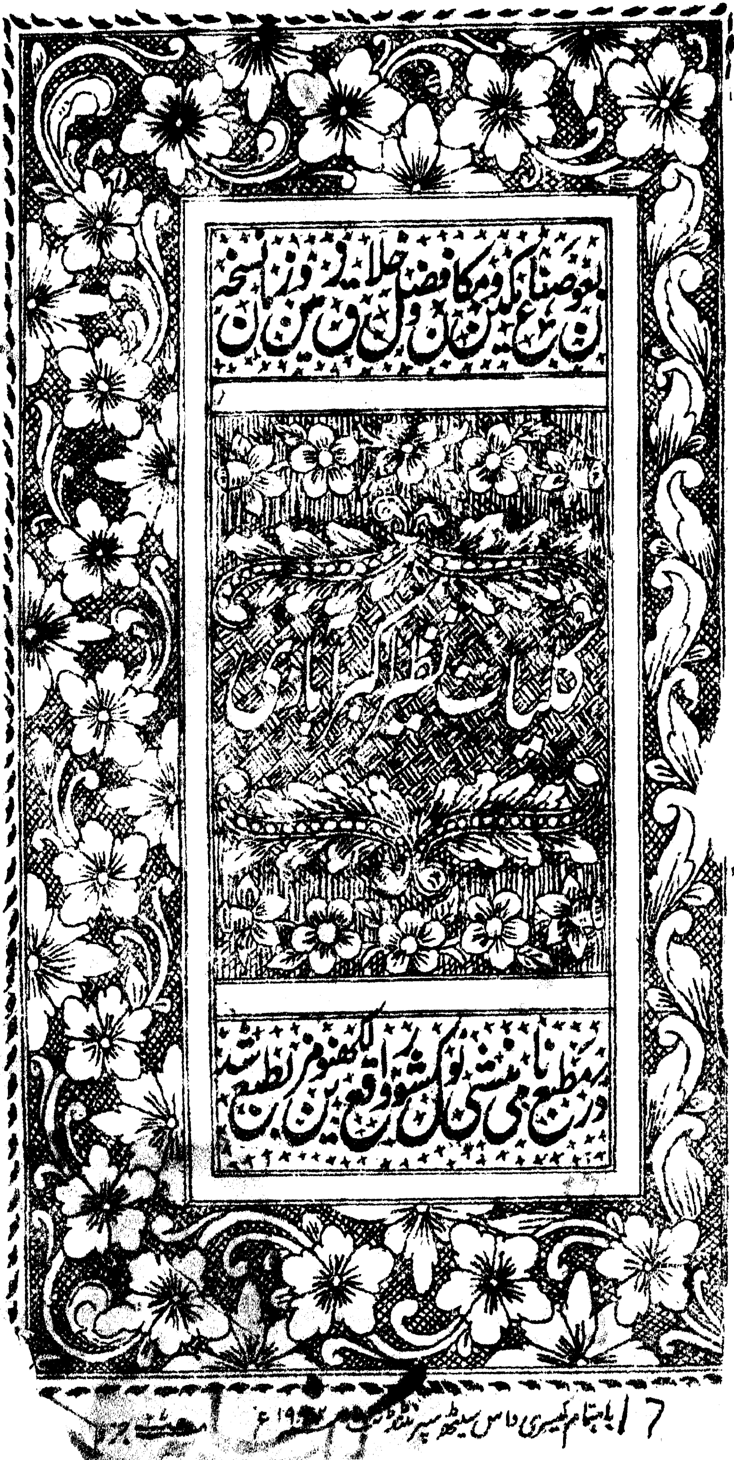


باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ ۱۹۲۶ء

التماس

اِس مطبع مین ہرعلم وفن کی کُتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مفصل ہرشایق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اِس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے تین صفحہ سادہ مین کلیات ودواوین اُردو وکلیات ودواوین فارسی درج کرتے ہیں تاکہ جسطرح فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہووے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات ودواوین		زبان ریختہ۔	۶ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۸/	قطعۂ منتخب۔	۳/
کلیات مومن۔	۱۳/	کلیات صنعت۔	۱۲/
دیوان ناسخ۔	عہ/	دیوان شاہ تراب۔ عارفانہ کلام لاجواب۔	۱۵/
کلیات آتش۔	۱۲/		
کلیات نعتیہ مجید۔	عہ/	زندگانی بے نظیر یعنی سوانح عمری	
کلیات امیراللہ تسلیم۔	عہ/	میان نظیر۔	۱۲/
کلیات میرتقی میر۔	۱۰/	دیوان وقار۔	۱۰/
کلیات سودا۔	۱عہ/	بہارستان اشعار۔	۴/
کلیات انشاءاللہ خان	عہ/	کلیات نظیر اکبرآبادی کلان از	
شاہد عشرت۔	۹ پائی	عبدالغفور شہباز۔	سے/
سخن شعرا۔	عہ/	کلیات صفدر۔	عہ/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کلیات نظیر

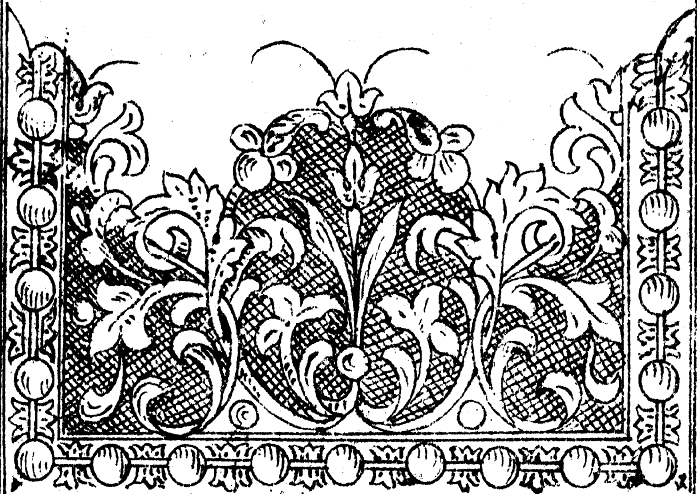
بعون صانع بیچون و مکان فضل خلاق زمین و زمان نسخہ



کلیات نظیر اکبرآبادی

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع شد

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
۱۹۲۲ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے تو حمد خالقِ ارض و سما لکھون
گر عمر بھر مین اسکو لکھون تو بھی کیا لکھون
لازم ہی اسمین طبع کو عجز انتہا لکھون
کچھ ناز کچھ نیاز بہ فکر رسا لکھون

بعد اِسکے پھر مین نعت شہِ انبیا لکھون
بے انتہا ہی وہ تو غرض تا کجا لکھون
کچھ وصف حُسن کا لکھون کچھ عشق کا لکھون
ہی جی مین لیلیٰ مجنون کا کچھ ماجرا لکھون

سچ پوچھیے تو دونون عجب کام کر گئے
معشوقی عاشقی مین غرض نام کر گئے

پیدا ہوا تھا قیس جب اپنے پدر کے گھر
کُنبے کے لوگ بیٹھے تھے باہم سب آنکر
چومے تھا باپ قیس کے ہر لحظہ چشم و سر
مان بھی لیے پھرے تھی اُسے اپنے دوش پر

مان باپ کو ہوئی تھی خوشی سب سے بیشتر
اک دھوم مچ رہی تھی خوشی کی اِدھر اُدھر
رکھتے تھے ہاتھون چھاؤن اُسے گرچہ بے خطر
فرزند کی خوشی مین لٹاتی تھی سیم و زر

مان بھی

لیکن وہ مان کی گود مین آکر نہ سوتا تھا
ہر وقت شور کرتا تھا ہر لحظہ روتا تھا

مادر تھپک تھپک کے سُلاتی تھی کرکے پیار — پھرتا تھا باپ فال دکھاتا بچشم زار
تعویذ ڈالتا تھا گلے بیچ بے شمار — لیکن اُسے قرار نہ آتا تھا زینہار
رہتا تھا اک فقیر کوئی وان بزرگوار — جسدم وہ حال اُسپہ کیا جا کے آشکار
سنتے ہی اُسنے آہ کی اور ہوکے اشکبار — مجنون کے باپ سے یہ کہا اُسگھڑی پکار

دُکھ پانے والے لڑکے جو دنیا مین آتے ہین
لچھن سب اُنکے پہلے ہی پہچانے جاتے ہین

لڑکا ترا یہ عاشقِ سرشار ہووےگا — محفل مین عاشقون کی نمودار ہووےگا
زلفون مین نازنین کے گرفتار ہووےگا — چشمِ کرشمہ ساز کا بیمار ہووےگا
نازو ادا کا دل سے خریدار ہووےگا — دیدار خوبرو کا طلبگار ہووےگا
رمزون سے عاشقی کے خبردار ہووےگا — رسوائے شہر کوچہ و بازار ہووےگا

تدبیر یہ نہ رونے کی اسکے کیا کرو
تم گلرخون کی گود مین اسکو دیا کرو

مجنون کا باپ سنتے ہی گھر کی طرف پھرا — آیا تو گلرخون کی اُسے گود مین دیا
جب اُن پریرخون نے اُسے پیار تک کیا — تھا وہ جو رونا دھونا سو موقوف ہو گیا
مان باپ کا دل اُسکے تئین دیکھ خوش ہوا — بارے اسیطرح سے ہوا جب وہ کچھ بڑا
مکتب مین اُسکے باپ نے لاکر بٹھا دیا — اک قاعدہ بھی سامنے اُس طفل کے رکھا

مکتب کو دیکھ قیس نے ہوش اپنا کھو دیا — دیکھا جو قاعدے کو بھی یارو توڑ دیا

اُستاد ایسے بیٹھے کہ پوچھین وہ عشق کو
روے سخن مین اُنکے مے عاشقی کی بو
جو کچھ پڑھے تو یون کہین غم کے گھر پڑو
تختی لکھے تو بولین اِسے آنسوؤن سے دھو
معنی جو پوچھے تو کہین صبر و قرار کھو
تقریر پوچھے تو یہ کہین اُسکے روبرو
دل دیکے خوبرو کی محبت میں خوب رو
باعث جو عشق کے تھے وہ حاضر تھے دوستو

چاہت کی پاکبازی کا ہر دم رواج تھا
لڑکا بھی ابتدا ہی سے عاشق مزاج تھا

اسکے سواے اور یہ جادو بھرا اکنار
لڑکی جو اُسمین بیٹھی سو ایسی وہ گلعذار
صورت کو جسکی دیکھ کے بلبل ہو بیقرار
اندر تو قاتلونکا وہ مجمع ستم شعار
باہر پڑے تڑپتے تھے مشتاق دلفگار
اُسکے سوا یہ اور قیامت تھی آشکار
جو اُسمین لڑکیان بھی کئی تھین حیانگار
جادو یہ جادو جب یہ ہوا آنکر دوچار

دیوانگی کے بڑھنے کا دیوان ہوگیا
مکتب وہ اُسکے حق مین پرستان ہوگیا

حُسن و ادا کا ناز کا دیکھا جو التیام
اُن لڑکیونمین ایک جو لڑکی تھی خوشخرام
تھی شرمگین وہ نازنین لیلی تھا اُسکا نام
زلف اُس صنم کی ہوگئی مجنونکے دلکی دام
بن دام اُسنے کرلیا مجنون کے تئین غلام
اُسکے بھی دل مین اُلفتِ مجنونکا اژدہام
ایسا ہوا کہ کڑھنے لگا جی مین صبح و شام
چاہت کی مے کے پی لیئے آپسمین بھر کے جام

تقدیر سے جو چاہ کا روشن قلم ہوا
دونون دلو نپہ حرف محبت رقم ہوا

یہ چاہتا تھا اُسکو اُسے وہ لبھاتی تھی
چاہت جو یہ جتاتا تھا وہ بھی جتاتی تھی

سُمگہ نگہ سے نہ ہرگز لڑاتی تھی — پر نیچی نیچی نظروں سے کچھ مسکراتی تھی
ظاہر مین تو ہر اک سے وہ چاہت چھپاتی تھی — لیکن وہ دل ہی دل مین محبت بڑھاتی تھی
مکتب سے جب وہ نازنین ٹک گھر کو جاتی تھی — مجنونکے دل پہ تب تو قیامت ہی آتی تھی

ہوتا ہجوم جی مین جو تھا اضطراب کا
اک اک ورق بکھرتا تھا دل کی کتاب کا

تختی کو لے کے جب وہ قلم کو اُٹھاتا تھا — مشقِ الف مین آہ کی مدین دکھاتا تھا
بے کی کشش مین طولِ طپش کو جتاتا تھا — نقطے کی جائے قطرۂ آنسو بہاتا تھا
لکھنے مین میم کے جو قلم کو ہلاتا تھا — نقش دہن صنم کا اُسے یاد آتا تھا
جسوقت عین لکھنے مین دلکو لگاتا تھا — دیکھ اُسکو چشم یار تصور مین لاتا تھا

تختی وہ کیا تھی دفتر رنج و ملال تھا
لکھنے کی بات پوچھو تو اُسکا یہ حال تھا

جاتی تھی جب وہ گھر مین تو اسکا بھی یہ حال — مکتب مین جلد جانیکا تھا دمبدم خیال
ہوتی تھین چپکے رونیسے آنکھین جب اُسکی لال — جو پوچھتا تھا اُس سے کوئی موجب ملال
کہتی تھی آنکھ مین جو پلک کا گیا ہے بال — ہوتا ہے اِس سبب مرے اشکونکا اتصال
مجنون سے ملنے کا جو اُسے شوق تھا کمال — الفت کے دور رہنے مین ہوتا تھا جی نڈھال

جاتی تھی جلد پھر اُسی عنوان آتی تھی
مجنونکے تن مین دیکھکے پھر جان آتی تھی

کتنے دنون تو روز ہی ہمرازیان ہوئین — اُلفت کی تازہ تازہ ترانداز یان ہوئین
چاہت کی ہر کسی سے نہان سازیان ہوئین — ہرگز نہ اتہام نہ غمّازیان ہوئین

نے اتفاق ہوا نہ درانداز یان ہوئین
شوق درون کی آئینہ پردازیان ہوئین
چھپ چھپ کے ہمدگر کی نظربازیان ہوئین
یکتا دلی مین طبع کی انبازیان ہوئین

مکتب کے بیچ گل کی طرح سے کھلے رہے
ناز و نیاز کیا ہی کھلے اور ملے رہے

اُس گلبدن کے دل مین چبھا ہجر کا جو خار
مکتب مین جاتی وہ جو کچھ ہوتا تھا اختیار
مجنون کو تھا جو لیلی کے آنیکا انتظار
کہتا تھا آتی ہوگی وہ محبوب گلعذار
اب کوئی دم مین دیکھینگے پھر وصل کی بہار
پھرتا کبھی یہ کہتا وہ گھبرا کے بیشمار
آگے تو اتنی دیر نہ لگتی تھی زینہار
ہرگز نہ جی کو چین نہ خاطر کو تھا قرار

کثرت سے طبع پر جو چڑھی دلگی چاہ تھی
در کی طرف نگاہ تھی اور آہ آہ تھی

جب شام تک نہ آئی وہ مجنون کی مہ جبین
چھپ چھپ کے سب سے روتی رہی گھر مین نازنین
بیم پدر کبھی کبھی مادر سے سہمگین
بیتابی جب ہوا تو ایسی ہوئی قیس کے تئین
بیکل تمام رات رہا خستہ و حزین
اشکون سے آنکھین اُسکی بھرین صبح تک وہین
جو ہجر نے دکھائین جفائین وہ سب سہین
کہتا رہا یہ دل سے کہ اے دل یہ ہے یقین

لیلی کا میرے پاس جو آنا نہ ہووے گا
تو میری زندگی کا ٹھکانا نہ ہووے گا

مجنون کے دل پہ جب یہ ستمگاریان ہوئین
فرقت کے درد و غم کی گرفتاریان ہوئین
پھر آن بیکسی کی مددگاریان ہوئین
ہر دم ادھر ادھر کی دل آزاریان ہوئین
اُٹھنے کی ننگ و نام کی تیاریان ہوئین
ہجران کی لحظہ لحظہ جفاکاریان ہوئین

جتنی کہ اُسکو ملنے کی دشواریان ہوئین | اُتنی ہی اُس صنم کو بھی ناچاریان ہوئین

جیسا کہ اُسکے دل کے تئین رنج و تاب تھا
ویسا ہی نازنین کے تئین اضطراب تھا

کتنے دنون تو قیس رہا دل سنبھالتا | ہر لحظہ رنج و درد سہا انتظار کا
جو فکر وصل ہوتی ہے چاہت مین جابجا | اُس بیقرار نے بھی کیا سب وہ ٹھک ٹھکا
لیلیٰ کا جب گذر نہ ادھر مطلقاً ہوا | پھر تو گھر اپنا بھی اُسے لگنے لگا بُرا
مان باپ سے بھی رہنے لگا ہر گھڑی خفا | سمجھاتے تھے جو اُسکے تئین خویش و اقربا

آنکھون سے آنسو بہتے تھے اور لب خموش تھا
ہرگز کسی کی بات پہ رکھتا نہ گوش تھا

گھبرا کے تھا کبھی یہ سر بام بیٹھتا | کہتا ہوا سے اسگھڑی لیلی کے پاس جا
کہیو مری طرف سے کہ اے شوخ دلربا | تیغ نگہ سے تونے جو بسمل مجھے کیا
کیون مجھسے روٹھ بیٹھی ہے خاطر مین ہو خفا | اے نازنین بتا ہوئی تقصیر مجھسے کیا
لازم ہے ایک بار تو میرے سکتے پھر آ | آ کر کسی بہانے سے پھر منہہ مجھے دکھا

پہرون تلک یہ حال ہوا کو سُناتا تھا
باتین یہ اُس سے کہتا تھا اور روتا جاتا تھا

جاتا کبھی چمن مین تو ہوتا وہان یہ حال | بلبل کو وصل گل مین جو تھا دیکھنا محال
مل بیٹھنے کا لیلی کے تھا باندھتا خیال | رو رو کے آنکھین کرتا تھا گل کی طرح سے لال
نرگس سے چشم لیلی کو دیتا کبھی مثال | سنبل سے یاد آتے تھے لیلی کے اُسکو بال
ہر سرو کو سمجھ قد لیلائے خوش جمال | ہر دم گلے لگاتا تھا بیتاب ہو کمال

دل سختیِ فراق سے جون غنچہ تنگ تھا
گھر مین تو وہ طرح تھی چمن مین یہ رنگ تھا

چھٹی جو ملتی اور تو سب لڑکے لڑکیان
لیلی کے آنسو ہوتے تھے رخسار پر روان
تو جا کے دیکھون مجنون کو مکتب کے درمیان
جاتا تھا دیکھنے اُسے رہ رہ کے درمیان

ہنستے اُچھلتے کودتے کر کر کے بازیان
کہتی تھی ہو جو رات کی جلدی سحر عیان
مجنون بھی ہر بہانے سے تا شام اُسکے یان
جب ہوتی رات گھر مین پھر آتا تھا نیم جان

لیلی کی یاد دل کو جو ہر دم ستاتی تھی
آنکھون مین نیند اُسکے سحر تک نہ آتی تھی

ہوتی تھی جب سحر تو وہ مکتب مین آتا تھا
اُس غنچہ لب کے منہ سے جو منہ کو ملاتا تھا
ملنے کا اشتیاق ہر اک دم ستاتا تھا
جب حرف شوق لیلی کے لب پر آتا تھا

لیلی کو پہلے آنسے اپنے وہ پاتا تھا
گل کیطرح سے دلمین نہ پھولا سماتا تھا
دلکی طلب کو اپنی نگہ سے جتاتا تھا
اُس نازنین کی چاہ پہ قربان جاتا تھا

کہتا تھا مین غلام ترا بے تمیز ہون
کہتی تھی ہنسکے وہ بھی مین تیری کنیز ہون

پھر گھر مین اپنے جاتی جو محبوب دلربا
دیتی وہ کچھ تو مجنون سے کہتی تھی تو بھی لا
چومتی تھی اُس نشانی کو سب سے چھپا چھپا
رہتے تمام رات اسی دُھن مین مبتلا

مجنون جو کچھ صنم سے نشانی تھا مانگتا
مجنون بھی دیتا اسکو تو لے کر وہ مہ لقا
مجنون بھی ہر گھڑی اُسے آنکھون پہ رکھتا تھا
آخر کو صبح جب اُنھین دیتی تھی منہ دکھا

مکتب مین پھر تو آنے کی تشدید ہوتی تھی
دونون کو وہ سحر عید ہوتی تھی

جبتک یہ خورد سال تھی چاہت نہان رہی
لوگون مین چرچے ہونے لگے اُسکے ہر گھڑی
جانا کسی کسی نے ملامت کسی نے کی
کچھ بن سکا نہ جب تو ہوئی اُنکو بے بسی

سیانی ہوئی تو تاڑنیوالون پہ کچھ کھلی
چاہت کے گل کی بو نہ رہی آخرش چھپی
پھر تو وہ بات پھیلی ایسی کہ پہونچی گلی گلی
چٹپن کی تھی جو چاہ تو ہرگز نہ چھٹ سکی

آسان نہین ہو رشتۂ اُلفت کو توڑنا
مشکل ہی بالے پن کی محبت کا چھوڑنا

پہونچی یہ بات خانۂ لیلی مین جسگھڑی
لیلی جب اُنکے روبرو آکر ہوئی کھڑی
کچھ جھڑکیان دین باپ نے کچھ مان ہوئی لڑی
تدبیر اور اُسکے سوا کچھ نہ بن پڑی

مان باپ کے دلون مین پڑی غم کی پھلجھڑی
دونونکی طبع کثرت تنبیہ پر اڑی
ہیبت دکھائی اور تقید بھی کی بڑی
مکتب سے اُسکو منع کیا مار کر چھڑی

مجبور کر دیا وہین فرقت کے ساتھ سے
تختی کتاب چھین لی لیلی کے ہاتھ سے

بے بس ہو گھر مین بیٹھ رہی جب تو وہ صنم
مجنون کی یاد صفحۂ دل پر جو تھی رقم
لیلی کی یاد مجنون پہ کرتی تھی یان ستم
لیلی کی شکل پھرتی تھی آنکھون مین ہر قسم

ہوش و حواس کر گئے خاطر سے اسکی رم
مجنون ہی مجنون کہتی تھی دلمین بدرد و غم
تختی کہین پڑی تھی پڑے تھے کہین قلم
وان ایک پل قرار نہ یان چین ایکدم

دونونکے صحن دل مین جو بیتابی ہوتی تھی
وان مجنون مجنون ہوتا تھا یان لیلی لیلی تھی

لاتا تھا باپ کھینچ کے اُسکو گھڑی گھڑی
چین اُسکے دلکو گھر مین نہوتا تھا اک ذری

ناچار اُسکے پانون مین زنجیر ڈالدی
زنجیر کی صدا سے بھی دیوانگی بڑھی
تدبیر اور جنون کی جو ہوتی ہے وہ بھی کی
آخر گھر اپنا چھوڑ کے صحرا کی راہ لی
کہتا تھا باپ جا کے جو اُس سے کبھی کبھی
بیٹا مین تیرا باپ ہون مل مجھسے اِک گھڑی

کہتا تھا رو کے میں تو تجھے جانتا نہین
لیلیٰ سوا کسی کو مین پہچانتا نہین

آتا تھا دیکھنے کو جو لیلیٰ کو وہ کبھی
تھا چومتا بہانے سے چوکھٹ جو گھر کی تھی
کھڑکی کو دیکھتا تھا کہ ہو بند یا کھلی
کرتا نگاہ تھا کبھی جالی پہ ہر گھڑی
لیلیٰ کو اُسکے آنے سے ہوتی تھی آگہی
پھرتی اِدھر اُدھر تھی وہ حیلے کو ڈھونڈھتی
ماں اور پدر کے خوف سے تھی گرچہ بے بسی
تو بھی ہر ایک طرح سے وہ صورت دکھاتی تھی

کچھ کہنے پاتے کیونکہ حذر ہوش کھوتا تھا
باتونکے بدلے وان اسے رو دینا ہوتا تھا

جاتی تھی سیر باغ کو جس دم وہ دلربا
مجنونکے دیکھنے کا وہ رکھتی تھی مدعا
دیدار کے لیے وہ بہانہ تھا باغ کا
لڑکے جب آکے مجنون کو دیتے تھے یہ سنا
سنتے ہی دوڑتا تھا خوشی سے وہ مبتلا
لیلیٰ بھی اُسکے سُنتی تھی جب شور کی صدا
محمل کے پردہ کو وہ دیتی تھی پھر اُٹھا
جلدی سے اُسکو دیتی تھی مُنھ اک نظر دکھا

دونون طرف سے شوق جو نشتر چبھوتا تھا
وان دیکھنا دکھانا اسی ڈھب سے ہوتا تھا

مجنون کا مدتون تلک ایسا ہی حال تھا
آیا کبھی تو شہر نے اُسکو نہ وان دیا
گر رہ گیا بہانہ تو ٹک مُنھ کو تک لیا
ورنہ وہ اپنے پھر اُسی وادی مین جا پڑا

سر کی خبر نہ اپنی اُسے تھی نہ ہوش پا — لیلی ہی لیلی اُسکی زبان پر تھی جابجا
رہتا تھا رات دن غم فرقت مین دل پھنسا — تن کا بیان مین یار وکھون اُسکے اور کیا

غالب جو اُسکے جی پہ وہ دیوانہ پن ہوا
لیلی کی جو کمر تھی وہ اُس کا بدن ہوا

کہتا تھا وہ مدام مری دلدار لیلی ہی — اس خستہ دلکی مونس وغمخوار لیلی ہی
محفل مین دلبرونکی نمودار لیلی ہی — خوبی و دلبری مین چمن زار لیلی ہی
ناز وادا کی گرمی بازار لیلی ہی — خوبان نازنین مین فسونکار لیلی ہی
محبوب گلرخونکی وفادار لیلی ہی — مجنون کی عاشقی کی سزاوار لیلی ہی

لیلی ہی کی ادا پہ مرا دل نثار ہی
لیلی ہی کی نگہ مرے سینے سے پار ہی

ماں باپ نے جب اُسکی یہ کچھ دیکھی بیکلی — مشاطہ ایک خانۂ لیلی مین بھیجدی
مادر پدر نے لیلی کے بات اُس سے یہ کہی — لڑکے کی اُنکی تو ہی جنون سے لگن لگی
سنتے ہین وہ تو رہتا ہی وحشی سا ہر گھڑی — مشاطہ جب یہ سُنکے اِدھر سے اُدھر پھری
اُنسے کہا تو یان سے یہ کہہ بھیجا ہر گھڑی — سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین اُسکی دیوانگی

کچھ خوف مت کرو اُسے ہر دم پہ دیکھ لو
باور نہو تو اپنی تم آنکھون سے دیکھ لو

کہکر یہ قیس کو وہ ارادہ جتا دیا — زرین لباس اُسکے بدن مین پنھا دیا
زلفین سنوار آنکھونمین سرمہ لگا دیا — دستار زرفشان کو بہ سر جگمگا دیا
پٹکا سنہرا اُسکی کمر مین بندھا دیا — بُردِ یمن کو دوش کے اوپر اُڑھا دیا

رومال اک زری کا بھی ہاتھوں میں لا دیا — بوڑھے بڑوں کے ساتھ اُسے واں بٹھا دیا

جتنے بزرگ تھے اُسے سب لیکے واں گئے
ملکر جو بیٹھے یہ بھی خوش اور وہ بھی خوش ہوئے

کہتے ہیں قیس لڑکوں میں صاحب جمال تھا — پوشاک جب وہ پہنی تو حسن اور بھی بڑھا
واں جسنے دیکھا اُسکو بہت جی کو خوش لگا — تھیں بیبیاں بھی دیکھتیں غرفوں سے جابجا
کہتی تھیں یہ تو لڑکا نہایت ہی خوش ادا — دیوانگی کا اُسکے عبث شور تھا مچا
بیٹھے تھے اُسکے پاس جو لیلی کے اقربا — لڑکے کا حسن سب کی نگاہوں میں تھا کھپا

سب دل میں اپنے تخم محبت کو بوتے تھے
اُلفت کی باتیں کرتے تھے اور شاد ہوتے تھے

کہتے ہیں ایک سگ کہیں لیلی نے پالا تھا — ناگاہ جب وہ قیس کو اُس جا نظر پڑا
مجنوں نے سر کو پانوں پہ اُس سگ کے رکھدیا — کر پیار اُسکو اپنے گلے سے لگا لیا
رومال وہ زری کا اُسی کو اُڑھا دیا — گودی میں اپنی پیار سے جلدی بٹھا لیا
ہاتھ اپنا اُسکے سر پہ کبھی پیٹھ پر رکھا — بے اختیار ہو کے اُسے جب تو یہ کہا

تو جسکے پاس ہے مجھے اُس سے جدائی ہے
مدت میں تیری شکل نظر مجھکو آئی ہے

اُس سگ کو دیکھ قیس کا جب ہو گیا یہ حال — جو ہاتھ پیار سے دیے گردن میں اُسکی ڈال
سبکے تئیں یہ دیکھ کے حیرت ہوئی کمال — تھے جیسے خوش وہ دیکھکے واں قیس کا جمال
ایسا ہی اُنکے دل کو ہوا رنج اور ملال — آپس میں جب تو کرنے لگے سب یہ قیل و قال
جو ہوش میں ہو اُس سے تو یہ بات ہے محال — ہوتی مگر ہے ایسی دیوانوں کی چال ڈھال

یہ ڈھنگ قیس کے جو نمودار ہو گئے
جتنے گئے تھے ساتھ وہ ناچار ہو گئے

ماں باپ کے تھی دلکو ادھر لگ رہی خوشی
یعنی پسند ہو گی اُنھین طرز قیس کی
اتنے مین آئے پھر کے اُدھر سے جو وہ بھی
جو واردات گذری تھی آکر وہ سب کہی
اور یون کہا بہت ہمین شرمندگی ہوئی
اِس سے تو ہم نہ جاتے تو بہتر وہ بات تھی
خاطر مین پھر تو قیس کے دیوانگی بڑھی
شرم و حیا و صبر نے جب دل سے راہ لی

پھر تو ہمیشہ کوچۂ لیلیٰ مین جاتا تھا
بیتابیان جتاتا تھا اور غل مچاتا تھا

آخر یہ قیس کی ہوئی حالت پھر آشکار
کر ڈالا اپنا غم سے گریبان تار تار
گھر کو بھی اپنے چھوڑ دیا ہو کے بیقرار
لیلیٰ کے در پہ آ پڑا بس ہو کے بیوقار
وان سے بھی جب اُٹھا دیا اُسکو بحال زار
گلیون مین جب تو پھرنے لگا ہو کے دلفگار
لڑکون کا تھا ہجوم لگا ساتھ بے شمار
آنکھین بھی سرخ تالونکے غل شور بار بار

کثرت مین عشق تھا جو بت گلعذار کا
اِک جوش تھا جنون کے چمن کی بہار کا

لیلیٰ بھی اُسکی چاہ مین بے اختیار تھی
منھ کو لپیٹے رہتی تھی مسند پہ وہ پڑی
ملنے کو اُسکی آتی تھین جب لڑکیان کبھی
وہ غمزدہ کسی سے بھی ہرگز نہ بولتی
ہٹ کر کہین وہ اُنکو سناتی تھی ہر گھڑی
زنہار میرے پاس نہ آیا کرو کبھی
آنکھون مین اشک آہ بلب اور اُداس جی
صحبت مجھے کسی کی نہین لگتی ہے بھلی

مجنون کے دیکھنے کی تمنا مدام تھی
لیتی سحر سے شام تلک اُسکا نام تھی

اِس حد پہ چاہ پہونچی تھی دونون کی داستان
گر اُسکے ایک پھانس لگی تن کے درمیان
ہوتی تھی اُسکی چشم اِدھر جب گہر فشان
جو اُسکی شکل یان تھی وہی اُسکی شکل وان

جو اُسپہ گذرا حال وہ اُسپر ہوا عیان
اُسکے جگر سے اُٹھنے لگا نالہ و فغان
آنکھون سے اشک اُسکے بھی ہوتے تھے تب روان
اُلفت کا اُنکی آہ مین کیا کیا کرون بیان

چاہت کے گُل کچھ ایسی طرح جی مین کھل گئے
جو دل بھی اُنکے مل گئے اور تن بھی مل گئے

سچ پوچھیے تو رکھتی ہی چاہت بھی کیا مزا
یکرنگ دوستی مین رہے دونون پر ملا
جو اُسکے پا مین پھرتے ہوے آبلہ پڑا
مجنون کے رُئین رُئین مین لیلی گئی سما

جب فرق کی نہ عاشق و معشوق مین ہوا
جو اُسپہ ہوگیا وہی اُسپر گذر گیا
گھر بیٹھے اُس کے پانون مین کانٹا وہین چبھا
لیلی کے بند بند مین مجنون ہی بھر گیا

چاہت کے اُنسے کام بہت نیک ہوگئے
دونون مین کچھ دوئی نہ رہی ایک ہوگئے

اِسکی مثل مین کرتا ہون یارو جو اب بیان
یہ رمز عشق ہی اسے جانتے ہین عاشقان
لیلی نے ایک روز کھلائی تھی فصد وان
حیرت ہوئی ہر ایک کو جب یہ ہوا عیان

پنہان نہین غرض ہی یہ مشہور ہر جہان
عشاق کے یہ دل پہ نہین مطلقاً نہان
وان وہین ہوگیا رگ مجنون سے خون روان
حیرت نہین یہ چاہ کی ہین پختہ کاریان

جب پختگی مین چاہ کا ہوتا کمال ہی
وان ہوتا پھر تو دوستو ایسا ہی حال ہی

قصہ تو لیلی مجنون کا ہی دوستو بڑا
تھوڑا سا اُس کتاب سے مین نے بھی یہ لکھا

استے سخن مین رکھتا تھا کب طبع کو رسا — کچھ بیٹھے بیٹھے یہ بھی مرے جی مین آگیا
سچ پوچھو تو زمانے کا ہے اعتبار کیا — ہے راحت بہار سے رنج خزان لگا
لیلیٰ جو اُٹھ گئی وہین مجنون بھی چل بسا — آگے **نظیر** اُس کا بیان اب کرون مین کیا

کاغذ مین نام اُن کا بارقام رہ گیا
آخر کو دونون جاتے رہے نام رہ گیا

تمّت

آغاز دیوان نظیر مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سحر اِس جھمک سے آیا نظر اک نگار رعنا — کہ غور اُسکے حسن رخ کو لگا تکنے ذرہ آسا
خد و خال خوبی آگین لب لعل پان سے رنگین — نظر آفت دل و دین غرہ صد مضرت افزا
کھُلی رخ پہ زلفِ پرخم مسی و شکِ رنگ نیلم — غرض اسطرح کا عالم کہ پری کہے اہا ہا
کہا ہنسکے اے سمن بر پری چہرہ مہر پیکر — جو چلی ہو یون جھمک کر کہو عزم ہے کدھر کا
ہے جو قصد سیر بستان چلیں ہم بھی ساتھ ایجان — کہا سُنکے یہ ارے میان کوئی تم بھی ہو تماشا
نہ کچھ آشنائی اگلی نہ شناخت اک دو دن کی — جو یہ ہے اُسی کی مرضی تو ہے سوچ پھر یہ کیسا

کہا جب **نظیر** ہنسکے یہی دلمین ہم تو کہتے
تو کہا جو نیکی ہووے تو پھر اِس کا پوچھنا کیا

لو نہ ہنس ہنس کے تم اغیار کے گلدستون سے — اتنی ضد بھی نہ رکھو اپنے جگر خستون سے
فندقین نرم ہین دیکھ اُسکے سر انگشتون سے — رشتۂ ربط نے لی راہ کفِ دستون سے
رو برو ہووے جو چشمانِ تباہ سے اے دل — ڈرتے رہنا ہی مناسب ہے سیہ مستون سے

دستِ صیاد سے چھوٹے تو اچھل پے در پے
ورنہ کیا فائدے اے آہوے دل جستون سے

پیش جاتی نہین ہرگز کوئی تدبیر نظیر
کام جب آنکے پڑتا ہی زبردستون سے

ولہ

ہمدم چھپاوے وان کوئی کیا دلکی چاہ کو
شاہ جہان سمجھتے ہین پہلی نگاہ کو

دکھلا حنائی دست لیا جھپ سے دین و دل
کیا دست رس ہے دیکھیے اِس دستگاہ کو

بیٹھا جو چاندنی مین تو رُخ کی جھلک دکھا
خجلت تھی کون سی کہ نہ دی روی ماہ کو

ناصح تو راست کہتا ہی لیکن وہ کیا کرے
دے بیٹھے اپنا دل جو کسی کج کلاہ کو

جھڑکی سے اُسنے ہمکو خفا دیکھکر کہا
کیا ناپسند گنتے ہو اس رسم و راہ کو

جاتی ہین جھڑکیون نہین ہماری وہ لذتین
جو چاہ مین سمجھتے ہین بہتر نگاہ کو

گر عار ہے کچھ اسمین تمھین تو کچھ ای میان
لیجاؤ اپنے اِس دل عزت پناہ کو

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اُٹھاتے ہو
کہا کہ اس لیے تم یان جو غل مچاتے ہو

کہا لڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم
کہا کہ تم بھی تو ہمسے نگہ لڑاتے ہو

کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر
کہا غلط ہی یہ باتین جو تم بناتے ہو

کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا
کہا کہ تم بھی تو چاہت ہمین جتاتے ہو

کہا کہ عرض کرین آپہ جو گذرتا ہے
کہا خبر ہی ہمین کیون زبان پہ لاتے ہو

کہا کہ روٹھے ہو کیون ہمسے کیا سبب اسکا
کہا سبب ہے یہی تم جو دل چھپاتے ہو

کہا کہ ہم نہین آنکیے یان تو اُسنے نظیر
کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو

دوستو کیا کیا دیوالی مین نشاط و عیش ہی — سب مہیا ہی جو اس ہنگام کے شایان ہی
اسطرح ہین کوچہ و بازار پر نقش و نگار — ہو عیان حسن نگارستان کی جنسے خوب رے
گرم جوشی اپنے باجام چراغان لطف سے — کیا ہی روشن کر رہی ہی ہر طرف روغن کی مے
مائل سیر چراغان خلق ہر جا دمبدم — حاصل نظارہ حسن شمعرویان پے بہ پے
عاشقان کہتے ہین معشوقون سے با عجز و نیاز — ہی اگر منظور کچھ لینا تو حاضر ہین روپے
گر مکرر عرض کرتے ہین تو کہتے ہین وہ شوخ — ہمسے لیتے ہو میان تکرار حجت تا بکے
کہتے ہین اہل قمار آپسمین گرم اختلاط — ہم تو ڈب مین سو روپے رکھتے ہین تم رکھتے ہو کے
جیت کا پڑتا ہے جسکا دانون وہ کہتا ہی یون — سوئے دست راست ہی میرے کوئی فرخندہ پے

ہی دسہرہ مین بھی یون گر فرحت و زینت نظیر
پر دیوالی بھی عجب پاکیزہ تر تیوہار ہی

ولہ

فرشتے ردن یہ نہین مہر ماہتاب مین ہی — جلو مین چاہنے والے قمر رکاب مین ہی
لیا ہی ہمسے جو دل مدین بھی ہو طلب کرتے — دل اس تقاضے سے اپنا تو پیچ و تاب مین ہی

کہا کہ دفتر حسنِ پرئیر خون کی نظیر
تمھین خبر نہین یہ بھی اسی حساب مین ہی

ولہ

شور افگن جنون سے جسجا نگاہ کرنا — رکھتا ہے کام ہمدم وان ضبط آہ کرنا
جاتا بھی آگے اُسکے اکثر پے نظارہ — باعث بھی ہر اخفا پھر روبراہ کرنا
ملنا بھی اس روش سے جسمین گمان الفت — گر کچھ بھی ہو تو دو ہین دور اشتباہ کرنا

پوچھا گر اس صنم نے ہم حسن میں ہیں کیسے
تو بے شعوری اپنی ہنس کر گواہ کرنا

کیا کیا نظیر تجھ میں مکر و فریب ہیں جو
اس رمز آشنا سے اس ڈھب کی چاہ کرنا

نکلے ہو کس بہار سے تم زرد پوش ہو
جسکی نوید پہونچی ہی رنگ بسنت کو
وی بر میں اب لباس بسنتی کو جیسے جا
ایسے ہی تم ہمارے بھی سینے سے آ لگو
گر ہم نشہ میں بوسہ کہیں دو تو لطف سے
تم پاس منھ کو لا کے یہ ہنسکر کہو کہ لو
بیٹھو چمن میں نرگس و صد برگ کی طرف
نظارہ کر کے عیش و مسرت کی داد دو
سنکر بسنت مطرب زرین لباس سے
بھر بھر کے جام پھر ڈگل رنگ سے پیو
کچھ قمریوں کے نغمہ کو دو سائیں راہ تم
کچھ بلبلوں کا زمزمۂ دل کشا سنو

مطلب ہی یہ نظیر کا یوں دیکھکر بسنت
ہو تم بھی شاد دل کو ہمارے بھی خوش کرو

ملکر صنم سے اپنے ہنگام دل کشائی
ہنس کر کہا یہ ہمنے اے جان بسنت آئی
سنتے ہی اس پری نے گل گل شگفتہ ہو کر
پوشاک زر فشانی اپنی وہیں رنگائی
جب رنگ آئی اسکی پوشاک پر تراکت
سرسوں کی شاخ پر گل پھر جلد اک منگائی
اک پنکھڑی اٹھا کر نازک سی انگلیوں میں
رنگت کو اسکی اپنی پوشاک سے ملائی
جسدم کیا مقابل کسوت سے اپنے اسکو
دیکھا تو اسکی رنگت اسپر بھی سوائی
پھر تو بصد مسرت اور سو نزاکتوں سے
نازک بدن پر اپنے پوشاک وہ کھپائی
چھپے کا عطر ملکر موقع سے پھر خوشی ہو
سیمیں کلائیوں میں ڈالے کڑے طلائی
بن ٹھن کے اسطرح سے پھر راہ لی چمن کی
دیکھی بہار گلشن پھر طرب فزائی

جس جس روش کے اوپر جاکر ہوا نمایان
کیا کیا بیان ہو جیسے پکی چمن چمن مین
صد برگ نے صفت کی نرگس نے بے تامل
پھر صحن مین چمن کے آیا بحسن و خوبی
اُس انجمن مین بیٹھا جب ناز و تمکنت سے
کی مطربون نے خوش ہو آغاز نغمہ سازی

کس کس روش سے اپنی آن و ادا دکھائی
وہ زرد پوشی اُسکی وہ طرز دلربائی
لکھنے کو وصف اُسکا اپنی قلم اُٹھائی
اور طرفہ تر بسنتی اک انجمن بنائی
گلدستہ اُسکے آگے ہنس ہنس بسنت لائی
ساقی نے جام زرین بھر بھر کے مے پلائی

دیکھ اُسکو اور محفل اُسکی نظیر ہر دم
کیا کیا بسنت اگر اُسوقت جگمگائی

ولہ

جوش نشاط و عیش ہے ہر جا بسنت کا
باغو مین لطف نشو و نما کی ہین کثرتین
پھرتے ہین کر لباس بسنتی وہ دلبران
چادر پہ یار کے یہ کہا ہمنے صبح دم
تشریف تم نلائے جو کر کر بسنتی پوشش
سنتے ہی اِس بہار سے نکلا کہ جسکے تئین

ہے طرفہ روزگار طرب زا بسنت کا
بزمو مین نغمہ خوشدلی افزا بسنت کا
ہے جیسے زرنگار سراپا بسنت کا
اے جان ہے اب تو ہر کہین چرچا بسنت کا
کہیے گناہ ہمنے کیا کیا بسنت کا
دل دیکھتے ہی ہو گیا شیدا بسنت کا

اپنا وہ خوش لباس بسنتی دکھا نظیر
چمکا یا حُسن یار نے کیا کیا بسنت کا

کر گئی ہے اُسکی مژگان کی جھپک بیکل ہمین
کچھ تو جاتا دل سے خار بیقراری کا خلش

کل اگر جا ہے تو ہمدم اُسکو گھڑی کچھ بغل مین
کاش وہ نوک مژہ دیتی قرار اک پل ہمین

وہ کف پا جسنے سہلائی ہی نازک نرم نرم
کیا جتاتی ہی تو اپنی نرمی اسے مخمل ہمین
اس پریرو کی گلی مین یا نہان یا آشکار
جسطرح سے ہوسکے ای ہمنشین لیچل ہمین
ہم تو ہون کیفی ترے پر کیا کرین اے چشم یار
ہوش میں آنے نہین دیتا ترا کاجل ہمین
دل خم ابرو کو دیتے ہین تو کس کس پیچ سے
دام مین لیتا ہے اُس کاکل کا اِک اِک بل ہمین

ہم تو اُسکے چاہنے والے ہین مدت سے نظیر
اور نیا گنتا ہی ابتک وہ صنم چنچل ہمین

ہو کیون نہ ترے کام مین حیران تماشا
یارب تری قدرت میں ہی ہر آن تماشا
لے عرش سے تا فرش نئے رنگ نئے ڈھنگ
ہر شکل عجائب ہی ہر اک شان تماشا
افلاک پہ تارونکی جھمکتی ہی طلسمات
اور روی زمین پر گل و ریحان تماشا
جنات پری دیو ملک حور بھی نادر
انسان عجوبہ ہین تو حیوان تماشا
جب حسن کے جاتی ہے مرقع پہ نظر آہ
کیا کیا نظر آتا ہی ہر اک آن تماشا
چوٹی کی گندھاوٹ کہین کھلاتی ہی لہرین
رکھتی ہی کہین زلف پریشان تماشا
گر عشق کے کوچے مین گذر کیجے تو وان بھی
ہر وقت نئی سیر ہے ہر آن تماشا
مُنھ زرد بدن خشک جگر چاک الم ناک
غُل شور تپش نالہ و افغان تماشا

ہم پست نگاہونکی نظر مین تو نظیر آہ
سب ارض و سما کی ہی گلستان تماشا

تھے آگے بہت جیسے کہ خوش یار ہمین سے
ایسے ہی تم اب رہتے ہو بیزار ہمین سے
ہین سب سے تو ای ماہ اشارات دلیکن
رہتی ہی بھری ابرنے خمدار ہمین سے
محفل مین جو دیکھا تو ادھر تم ہو خفا اور
ساقی کو بھی ہی حجت و تکرار ہمین سے

اور ون سے جو کہتے ہو کہ ہم ان سے ہین ناخوش
اُسکو تو فقط کرنا ہی اظہار ہمین سے

گلگشت چمن کرتے ہو جب ہمرہ یاران
وان بھی غرض آتی ہی تمھین عار ہمین سے

اقرار ملاقات ہی ہر اک سے بصد مہر
کی غور تو ہیگا تمھین انکار ہمین سے

سمجھے گا جو رتبے کو نظیر اہل وفا کے
تو ملنے لگے گا وہ طرحدار ہمین سے

نہ سُرخی غنچۂ گل مین ترے دہن کی سی
نہ یاسمن مین صفائی ترے بدن کی سی

مین کیون نہ پھولون کہ اُس گلبدن کے آنیسے
بہار آج مرے گھر مین ہی چمن کی سی

یہ برق ابر مین دیکھے سے یاد آتی ہے
جھلک کسی کے دوپٹہ مین نورتن کی سی

گلوتک ّ کو کیا دیکھتے ہو اےخوبان
یہ رنگتین ہین تمھارے ہی پیرہن کی سی

جو دل تھا وصل مین آباد تیرے ہجر مین آہ
تئی ہی شکل اب اُسکی اجاڑ بن کی سی

تو اپنے تن کو ندے نسترن سے اب تشبیہ
بھلا تو دیکھ یہ نرمی ہی تیرے تن کی سی

ترا جو پانوُن کا تلوا ہی نرم مخمل سا
صفائی اسمین ہی کہیے تو نسترن کی سی

نظیر ایک غزل اس زمین مین اور بھی لکھ
کہ اب تو کم ہی روانی ترے سخن کی سی

نہین ہوا مین سا یہ بو نافۂ ختن کی سی
لپٹ ہی یہ تو کسی زلف پُرشکن کی سی

مین ہنسکے اسلیے مُنہ چومتا ہون غنچہ کا
کہ کچھ لطافتی ہے اسمین ترے دہن کی سی

خدا کیواسطے گل کو نہ میرے ہاتھ سے لو
مجھے بو آتی ہی اسمین کسی بدن کی سی

ہزار تن کے چلین بانکے خوب رو لیکن
کسی مین آن نہین تیرے بانکپن کی سی

مجھے تو اُسپہ نہایت ہی رشک آتا ہی
کہ جسکے ہاتھ نے پوشاک تیرے تن کی سی

کہا جو تمنے کہ منکا ڈھلا تو آؤن گا
ہی بات کچھ نہ کچھ اسمین بھی مکر وفن کی ہی

وگرنہ سچ ہی تو ای جان اتنی مدت مین
یہی بس ایک کہی تمنے میرے من کی ہی

وہ دیکھ شیخ کو لاحول پڑھکے کہتا ہی
یہ آئے دیکھیے داڑھی لگاکے سن کی ہی

کہان تو اور کہان اُس پری کا وصل نظیر
میان تو چھوڑ یہ باتین دیوانے پن کی سی

ولہ

وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا
چمن جنبشِ شاخ سے سینہ زن تھا

گیا مین جو اُس بن چمن مین تو ہر گل
مجھے اُس گھڑی اخگر پیرہن تھا

یہ غنچہ جو بے درد گلچین نے توڑا
خدا جانے کسکا یہ نق[illegible]ن تھا

تن مردہ کو کیا تکلف سے رکھتا
گیا وہ تو جس سے مزین بہ تن تھا

کئی بار ہمنے یہ دیکھا کہ جن کا
مشکین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن اُنکی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

نظیر آگے ہمکو ہوس تھی کفن کی
جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا

دیکھکر کرتی گلیمین سبز دھانی آپ کی
دھان کے بھی کھیت نے آن مانی آپ کی

کیا تعجب ہی اگر دیکھے تو مردہ جی اُٹھے
چین نیفے کی دمک پیڑو پہ آنی آپ کی

ہے تو کیا ہین دل فرشتے کا بھی کافر چھین لے
ٹک جھمک دکھلاکے پھر انگیا چھپانی آپ کی

آپڑے دو سو برس کے مردہ بیجان مین جان
جسکے اوپر دو گھڑی ہو مہربانی آپ کی

اک لپٹ کشتی کی ہمسے بھی تو کر دیکھو ذرا
ہان بھلا ہم بھی تو جانین پہلوانی آپ کی

دیکھو کہنا مانو مت خالی سلائی سے رکھو	ورنہ کوسے گی ہمین یہ سرمہ دانی آپ کی
چھلے غیرون پاس تو وہ خاتم رہے نگار	ہی ہمارے پاس بھی اتبک نشانی آپ کی
وقت تو جاتا رہا پر بات باقی رہگئی	ہی یہ جھوٹی دوستی اب ہمنے جانی آپ کی
ہمنے بھیجا تمکو تم کہتے ہو یان پہونچا نہین	کھا گئی شاید وہ کٹنی میرے جانی آپ کی
ایک شب ایجان جان گھر مین کر رہیجائیے	حال پر بندے کے ہوگی مہربانی آپ کی
کیا عجب صورت رقیب روسیہ کی دیکھکر	خوف سے حالت ہوئی ہو پانی پانی آپ کی
ایک عالم کو ہلکن کیطرح سر پھوڑیگا اب	گر اسی صورت رہی شیرین زبانی آپ کی

کیا ہمین لگتی ہی پیاری جب وہ کہتی ہی نظیر
ہی میان کچھ اندنون نامہربانی آپ کی

دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی	کیون بادہ کشو ہمکو بھی کیا دور کی سوجھی
موسی کے تئین گو شجر طور کی سوجھی	پر ختم رسالت کو بہت دور کی سوجھی
ہمنے تو اُسے دیکھ کے جانا کہ پری ہی	پریون نے جو دیکھا تو اُنھین حور کی سوجھی
غش کھا کے گرا پہلے ہی شعلے کی جھلک سے	موسی کو بھلا کہیے تو کیا دور کی سوجھی
دیکھا جو نہا نہین وہ گورا بدن اُس کا	بلور کی چوکی پہ جھلک نور کی سوجھی
سر پانون سے جب پھنس گئے اُس زلف سیہ مین	تب ہمکو سیاہی شب دیجور کی سوجھی
جنت کے لیے شیخ جو کرتا ہی عبادت	کی غور جو ظاہر مین تو مزدور کی سوجھی

مصنوع مین صانع نظر آوے تو نظیر آہ
نزدیک ہی کیا ہے کہ جہان دور کی سوجھی

وہ مجھکو دیکھ کچھ اُس ڈھب سے شرمسار ہوا	کہ مین حیا ہی پہ اُسکی فقط نثار ہوا

سبھونکو بوسہ دیے ہنسکے اور ہمیں گالی
ہزار شکر بھلا اس قدر تو پیار ہوا

ہمارے مرنے کو ہاں تم تو جھوٹ سمجھے تھے
کہا رقیب نے لو اب تو اعتبار ہوا

قرار کرکے نہ آیا وہ سنگدل کافر
پڑیں قرار پہ پتھر یہ کچھ قرار ہوا

گلے کا ہار جو اس گلبدن کا ٹوٹ پڑا
تو ڈر نظر کا وہیں اُسکو ایک بار ہوا

کسی سے اور تو کچھ بس چلا نہ اُس کا **نظیر**
ندان میرے ہی آکر گلے کا ھار ہوا

کب مثل شیشہ اُنکا کسی سے برا ے دل
پتھر جنھیں خدا نے دیا ہو بجائے دل

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کھینچکر
دل سے مرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل

آوے اگر تو ان کے تئین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈھونڈھا نپائے دل

اتنو تری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل

اور جسپہ تو فدا ہو وہ ظالم ہو اسقدر
جو مطلقا ترا وہ نہ خاطر مین لائے دل

تجھکو بھی چند روز تو یہ کشمکش رہے
دُر دُر اُدھر کرے اور ادھر کو ستائے دل

ناچار جیسے تجھ سے چھڑاتا ہون دل کو مین
ایسا ہی تو بھی اُس سے لگا کر چھڑائے دل

شیدا ہون مین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب ہی اُن کے بنائے دل

تھے اُسکے پا کے آبلے چھاتی پہ اُسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل

ہین یہان پڑے جو اہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک **نظیر** بھی ہے خاکپائے دل

ہنسے روے پھرے رسوا ہوے جاگے بندھے چھوٹے
غرض ہمنے بھی کیا کیا کچھ محبت کے مزے لوٹے

کلیجے مین پھپھولے دل مین داغ اور گل مین ہاتھو نپر
کھلے ہین دیکھیے ہم مین بھی یہ اُلفت کے گل بوٹے

تفاوت کچھ نہیں گلچین مین اور بیدرد رخبان مین
جو اسکے ہاتھ گل ٹوٹے تو انکے ہاتھ دل ٹوٹے

ہزارون گالیان دین پھر ذرا ہنسکر اور دھو بیچا
بھلا اتنی تسلی سے پھپھولے دلکے کب پھوٹے

مچلتے ہو مجھے تم مین یہ مانگون ہون دعاؤن مین
کوئی دلبر برے آگے تمھین بھی خوب سا کوٹے

زبانی کر کے مقراض اور بنا دشنام کا کاغذ
ہمارے حق مین کیا کیا آپنے کتری ہین گل بوٹے

یہ کہتے ہین کہ عاشق چھوٹ جاتا ہے اذیت سے
جب اُسکی عمر کو لشکر اجل کا آنکر لوٹے

ہماری روح تو پھرتی ہے معشوقون کی گلیون مین
نظیر اب ہم تو مر کر بھی نہ اس جنجال سے چھوٹے

ہجر غم مین چشم نے گوہر اُگل کر بھر دیے
اشک نے خنگل کی جنگل دم مین ڈھل کر بھر دیے

جلوہ گر محفل مین رات اُس حسن کے شعلے کو دیکھ
شمعدان شمعون نے اپنے سب پگھل کر بھر دیے

کل جو ٹک رویا کسی کو یاد کر وہ گلبدن
اشک تھے آنکھون مین یا موتی مچلکر بھر دیے

جام کم بھرنے مین ساقی کو ذرا چھیڑا جو مین
اُسنے اک دو چار ساغر مجھکو جلا کر بھر دیے

ذبح کرتا تھا وہ قاتل مجھ تپش آلودہ سنے
خون مین سب دامن کے پاٹ اُسکے اُچھلکر بھر دیے

زخم شانے کے تری زلفون نے ای وعدہ خلاف
آخر ش لیت و لعل سے آج کل کر بھر دیے

کہتے ہین اے باغبان جتنے کہ خالی تھے چمن
جوش گل نے ایکی وہ سب پھول پھل کر بھر دیے

اب ترے رونیکا عالم حد سے گذرا ہے نظیر
اشک نے تیرے تو سب جل تھل نکلکر بھر دیے

کہتے ہین یان کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین
پیارے جو مجسے پوچھو تو یان کیا کہین نہین

تجھسا تو کوئی حسن مین ہان نازنین نہین
یون نازنین بہت ہین پہ ناز آفرین نہین

ساقی کو جام دیتے ہین اُس خوش نگہ کو آہ
ہردم اشارتین ہین کہ اُسکے تئین نہین

جب اُس نہین کے کہنے سے مانے ہے وہ برا — آپ ہی پھر اُسکو کہتا ہون ہنسکر نہین نہین
اتنا تو چھیڑتا ہون کہ کہتا ہے جب وہ شوخ — بندہ تو میرا مول خریدا نہین نہین
ساقی تجھے قسم ہے دیے جا مجھے تو جام — یان دم مین دم ہے ہوتی نہین جب نہین نہین

پوچھے ہے اُس سے جب کوئی قتل نظیر کو
کہتا ہے ہنسے مارا ہے ہان ہان نہین نہین

رخ پری چشم پری زلف پری آن پری — کیون نہ اب نامِ خدا ہو ترے قربان پری
جھمکی جھمکی وہ ثریا کی کرن پھول وہ پھول — بندے بالے پری موتی پری لو کان پری
رشک خورشید جبین ابر سیہ سے پیچے — لہر چوٹی کی غضب زلف پریشان پری
حُسن گلزار قمر شکل صراحی گردن — مہ جبین سیب ذقن چاہ زنخدان پری
ناز و غمزہ کی بلا تیر نگہ دست سنان — تیغ ابرو کی ستم نرگس مژگان پری
مُسکرانے کی ادا جیسے چمک بجلی کی — آن ہنسنے کی قیامت لب دندان پری
آنکھ مستی کی بھری شوخ نگاہین چنچل — قہر کاجل کی کھچاوٹ مسی و پان پری
بینی اور نتھ کا یہ عالم کہ چھدے دل جس سے — حور چینی کی جھلک گوہر غلطان پری
دھکدھکی چاند سی جگنون بھی ستارہ کی مثال — عطر دان طرفہ وہ توڑے بھی درخشان پری
چاک سینے کا غضب صاف بدن موتی سا — انگیا تصویر سی کُرتی کا گریبان پری
پشت گلبرگ شکم سیم کمر تار نگاہ — شان بلور گلاوٹ مین ہر اک ران پری
گھیر اشواز کا وہ چمکے کناری قربان — چال آفت کی نشان جنبش دامان پری

کیا کہون اُسکے سراپا کی مین تعریف نظیر
قد پری سج پری عالم پری اور شان پری

زاہد در روضۂ رضوان سے کہو عشق اللہ
عاشقو کوچۂ جانان سے کہو عشق اللہ

جسکی آنکھوں نے کیا بزم دو عالم کو خراب
کوئی اُس فتنۂ دوران سے کہو عشق اللہ

یار دیکھو جو کہیں اُس گل خندان کا جمال
تو مرے دیدۂ گریان سے کہو عشق اللہ

ہین جو وہ کشتۂ شمشیر نگاہِ قاتل
جا کے اُن گنج شہیدان سے کہو عشق اللہ

آہ کے ساتھ مرے سینے سے نکلے ہے دھوان
ای بتان مجھ دل بریانسے کہو عشق اللہ

یاد مین اُسکے رُخ و زلف کی ہر آن نظیر
روز و شب سنبل و ریحان سے کہو عشق اللہ

ای شوخ ہر گھڑی نہ ہوس آشنا کو چھیڑ
ایسا ہی چھیڑتا ہے تو اہل وفا کو چھیڑ

چھیڑیگا جب تو پیش نہ جاویگا کچھ فسون
ای دل نہ اُسکے افعی زلف دوتا کو چھیڑ

چھیڑین تو یار مجھکو بھی ہنسکے بہت وے
دلکی خوشی یہی ہے کہ اُس دلربا کو چھیڑ

رُک رُک کے اشک چشم کے لایا ہے عنقریب
ای غنچہ لب تو اب نہ دلِ مبتلا کو چھیڑ

اِک حرف چھیڑ کا تو صریحاً نہ کہہ نظیر
چھیڑے اگر تو پردے مین اُس پُر جفا کو چھیڑ

واسوخت

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید
قصۂ بے سر و سامانی من گوش کنید

گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید
داستانِ غم پنہانی من گوش کنید

شرح این آتشِ جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

روزگاری من و دل ساکنِ کوئے بودیم
تابعِ خوی بتِ عربدہ جوئے بودیم

عقل و دین باختہ دیوانۂ روے بودیم
بستۂ سلسلۂ سلسلہ موے بودیم

کس دران سلسلہ غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جملہ کہ ہستند نبود

این ہمہ مشتری و گرمیٔ بازار نداشت
یوسفی بود وے ہیچ خریدار نداشت
نرگس غمزہ زنش این ہمہ بیمار نداشت
سنبل پرشکنش ہیچ گرفتار نداشت

اول آنکس کہ خریدار شدش من بودم
باعث گرمیِ بازار شدش من بودم

عشقِ من شد سببِ خوبیٔ رعنائیٔ او
وا در سوائیٔ من شہرۂ زیبائیٔ او
بسکہ کردم ہمہ جا شرح دل افزائیٔ او
شہر پُر گشت ز غوغاے تماشائیٔ او

این زمان عاشق سرگشتہ فراوان دارد
کے سر و برگ من بے سر و سامان دارد

چارۂ نیست برآرم ہوا ازین رائے دگر
کہ وہم جائے دگر دل بدل آئے رائے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر
برکف پاے وگر بوسہ زنم جائے دگر

بعد ازان رائے من انیست ہمین خواہد بود
من برین ہستم و البتہ چنین خواہد بود

پیش تو یار نو و یار کہن ہر دو یکیست
حرمتِ مدعی و حرمتِ من ہر دو یکیست
قول زاغ و غزلِ مرغ چمن ہر دو یکیست
نالۂ بلبل و فریاد زغن ہر دو یکیست

تو ندانستہ کہ قدرِ ہمہ یکسان نہ بود
زاغ را مرتبۂ مرغ خوش الحان نہ بود

چون چنین ست پئے کار دگر باشم به
چند روزے پئے دلدار دگر باشم به
مرغ خوش نغمۂ گلزار دگر باشم به
عندلیب گل رخسار دگر باشم به

نوگلے کو کہ شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازہ جوانان چمن ممتازش

آنکہ در جانم ازو صد دم آزارے ہست
میتوان یافت کہ از من بہ ازش یارے ہست
از من و بندگی من اگرش عارے ہست
بہ فروشد کہ بہر گوشہ خریدارے ہست

بہ وفاداری من نیست درین شہر کسے
بندۂ ہمچو مرا ہست خریدار بسے

مدتے در رہِ عشق تو دویدیم بس ست
راہ صد بادیہ بیداد بدیدیم بس ست
قدم از راہِ طلب باز کشیدیم بس است
اول و آخر این مرحلہ دیدیم بس ست

بعد ازین ماہ سر کوے دل آرائے دگر
بہ غزالی و غزل خوانی و غوغائے دگر

ای بسی خند بکام دگرانت بینم
سرخوش و مست ز جام دگرانت بینم
مایۂ عیش مدام دگرانت بینم
ساقی مجلس عام دگرانت بینم

تو چہ دانی کہ شدی یار بے باکی چند
چہ ہوسہا کہ ندارم بہ ہوسنا کے چند

تو مپندار کہ مہر از دلِ پرخون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
این محبت بصد افسانہ و افسون نرود
چہ گمان غلط ست این نرود چون نرود

چند کس از تو و یاران تو آزردہ بود
دہ رخ از سردی این طائفہ افسردہ بود

بار این طائفہ خانہ برانداز مباش — از توحیف ست باین طائفہ دمساز مباش
میشوی شہرہ باین فرقہ ہم آواز مباش — غافل از لعب حریفانِ دغا باز مباش
بہ کہ مشغول باین شغل نسازی خود را
این نہ کاریست مبادا کہ ببازی خود را

در کمینِ تو بسے عیب شماران ہستند — سینہ پر کینہ ز تو سینہ فگاران ہستند
داغ بر سینہ ز تو کینہ گذاران ہستند — غرض انیست کہ در قصدِ تو یاران ہستند
باش مردانہ کہ ناگاہ قفاے نہ خورے
واقفِ میکشی خود باش کہ پائے نخوری

گرچہ از خاطرِ وحشی ہوسِ روئے تو رفت — از دلش آرزوِ قامتِ دلجوے تو رفت
دلِ آزردۂ آزردہ دل از کوئے تو رفت — بادلِ پُر گلہ از ناخوشیٔ خوے تو رفت
حاش للہ کہ وفاے تو فراموش کند
سخنِ مصلحت آمیز کسان گوش کند

ولہ

ایگلِ تازہ کہ بوے ز وفا نیست ترا — خبر از سرزنشِ خار جفا نیست ترا
التفاتے باسیرانِ بلا نیست ترا — ما اسیرِ تو و اصلا غمِ ما نیست ترا
رحم بر بلبلِ بے برگ و نوا نیست ترا — بر اسیرِ غمِ خود رحم چرا نیست ترا
فارغ از عاشقِ غمناک نمے باید بود
جانِ من این ہمہ بے باک نمیباید بود

ہمچو گل چند بروے ہمہ خندان باشی — ہر دم غیر بہ گلگشت گلستان باشے

آن زمان باد گران دست و گریبان باشی — جمع با جمع نباشند پریشان باشی
زان میندیش کہ از کردہ پشیمان باشی — یا و حیرانی ما آرے و حیران باشے
ما نباشیم کہ باشد کہ جفاے تو کشد
بجفا ساز دو صد جور براے تو کشد

شب بکاشانۂ اغیار مے باید بود — ہمہ جا با ہمہ کس یار نے باید بود
ہمرہ غیر بہ گلزار نے باید بود — غیر را شمع شب تار نے باید بود
تشنۂ خون من زار نے باید بود — تا باین مرتبہ خونخوار نے باید بود
من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت بیباکی و خود کامے تست

دیگرے جز تو مرا این ہمہ آزار نکرد — چو نتو کس در نظر خلق مرا خوار نکرد
آنچہ کردی تو بمن ہیچ ستمگار نکرد — این ستمہا دگرے با من بیمار نکرد
ہیچکس این ہمہ آزار من زار نکرد — ہیچ سنگین دل این کار بمن کا نکرد
گر ترا آزردن من ہست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پے آزردن من

جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است — چشم امید بروے تو کشادن غلط است
بسر راہ تو چون خاک فتادن غلط است — روی تر کردہ برے تو نہادن غلط است
رفتن اولیست نکو تو ستادن غلط است — جان شیرین بہ تمناے تو دادن غلط است
چون ندانی کہ غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

مدتے ہست کہ من والہم و تدبیرے نیست　　ہمچو زلفِ تو پریشانم و تدبیرے نیست

از غمت سر بگریبانم و تدبیرے نیست　　چون دلِ رفتہ ز دامانم و تدبیرے نیست

از برای تو پریشانم و تدبیرے نیست　　چہ توان کرد کہ حیرانم و تدبیرے نیست

شرح درماندگی خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است　　گل این باغ و چمن سرو روان بسیار است

بالب ہمچو شکر تنگ دہان بسیار است　　طوق زرین کمر و موے میان بسیار است

جان من ہمچو تو غارتگر جان بسیار است　　طوق زرین کمر و موے میان بسیار است

دیگرے این ہمہ آزار بہ عاشق نکند
قصد آزردنِ یاران موافق نکند

مدتے شد کہ در آزارم و میدانے تو　　بکمند تو گرفتارم و میدانے تو

از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو　　خون دل از مژہ می بارم و میدانی تو

از برای تو چنین زارم و میدانی تو　　چہ توان کرد در آزارم و میدانی تو

تلخ کے از ستم و جورِ تو دل خون باشم
از مژہ خونِ جگر ریزم و محزون باشم

مکن آن طور کہ شرمندہ شوم از خویت　　نکنم بار دگر یاد قدِ دلجویت

دیدہ پوشم ز تماشاے رخ نیکویت　　سخنے گویم و شرمندہ شوم از رویت

دست بر دل نہم و پاے کشم از کویت　　گوشہ گیرم و من بعد نیایم سویت

بشنو و پند کن قصد دل آزردۂ خویش　　ورنہ بسیار پشیمان شوی از کردۂ خویش

چند صبح آیم واز خاک درت شام روم	از سر راہ تو چون خاک بنا کام روم
بسر راہ تو آئم نشوے رام روم	صد دعا گویم و آزردہ بدشنام روم
دور رو و راز تو من تیرہ سرانجام روم	نبود زہرہ کہ ہمراہ تو یک گام روم

کس چرا اینہمہ سنگین دل و بدخو باشد
جانِ من این روشے نیست کہ نیکو باشد

از چہ با من نشوی یار چہ می پرہیزے	یار شو با من بیا ہیچہ مے پرہیزے
حرف زن اے بتِ خونخوار چہ مے پرہیزے	کیست مانع ز من زار چہ مے پرہیزے
نہ حدیثے کنی اظہار چہ مے پرہیزے	بکشا لعل شکر بار چہ مے پرہیزے

کہ ترا گفت کہ با من ز وفا حرف مزن
چین بر ابرو زن و یکبار رہا حرف مزن

درد من کشتۂ شمشیر بلا مے داند	سوز من سوختۂ داغ جفا میداند
پاک بازم ہمہ کس طور مرا مے داند	عاشقے ہیچو منت نیست خدا مے داند
میکنم ساکن صحرائے فنا مے داند	ہمہ کس حال من بے سر و پا مے داند

چارۂ من کن و مگذار کہ بے چارہ شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آوارہ شوم

از سر کوے تو با دیدۂ تر خواہم رفت	چہرہ آلودہ بخوناب جگر خواہم رفت
تا نظر مے کنی از پیش نظر خواہم رفت	نہ کہ این بار چو ہر بار دگر خواہم رفت
گر نہ رفتم ز درت شام و سحر خواہم رفت	ہر وی باز آمدنم نیست اگر خواہم رفت
از جفاے تو من زار برفتم رفتم	لطف کن لطف کہ این بار برفتم رفتم

در صنعت واسع الشفتین

آیا نہیں جو کر کے اقرار ہنستے ہنستے
جل دے گیا ہے شاید عیار ہنستے ہنستے

اتنا نہ ہنس دل اُس سے ایسا نہو کہ چنچل
لڑنے کو تجھسے ہووے تیار ہنستے ہنستے

لیکر صریح دلکو وہ گلعذار یار و
ظاہر کرے ہے کیا کیا انکار ہنستے ہنستے

ہنس ہنسکے چھیڑ اُسکو زنہار تو نہ اے دل
ہوگا گلے کا تیرے یہ ہار ہنستے ہنستے

ہنستے کی آن دکھلا لیتا ہے دل کو گلرو
کرتا ہے شوخ یار یہ کار ہنستے ہنستے

جھنجھلا کے حال دل کا کہنا نہیں روا ہے
لائق یہاں تو کرنا انکار ہنستے ہنستے

دستار سرخ سجکے طرہ زری کا رکھکر
آیا جو دل کو لینے دلدار ہنستے ہنستے

آنکھیں لڑا کے اُسنے ہنسکر نگہ کی ایسی
جو لیگیا دل آخر خونخوار ہنستے ہنستے

آیا ہے دیکھنے کو تیرے **نظیر** اے گل
دکھلادے ٹک تو اسکو دیدار ہنستے ہنستے

مخمسات ومسدسات وغیرہ

جس دن سے ادا مجھکو اُس بت کی لگی پیاری
اور کھپ گئی آنکھوں میں تا چنچل کی طرحداری

دل پھنس گیا زلفوں میں اُس شوخ کے یکباری
دیوانگی آپہونچی جاتی رہی ہشیاری

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

مانتا ہوں جو ٹک جاکر تو مجھسے وہ لڑتا ہے
کچھ بات جو کہتا ہوں جھنجھلا کے جھگڑتا ہے

گردن کو پکڑ میری سر کو بھی رگڑتا ہے
جو جو وہ دکھاتا ہے سب دیکھنا پڑتا ہے

کیا کیجے ہوئی اب تو یاں دل کی گرفتاری

اِک چاہ کے دریا میں دن رات میں بہتا ہوں
غوطہ دئی جو کھاتا ہوں تو کچھ نہیں کہتا ہوں

ہر دم کے ستم اسکے مین کھینچتا رہتا ہون — جو ظلم وہ کرتا ہے ناچار مین سہتا ہون

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

صورت جو کبھی اسکی ٹک دیکھنے جاتا ہون — وہ گالیان دیتا ہے مین سر کو جھکاتا ہون
جھڑکے ہی خفا ہو کر جب حال دکھاتا ہون — تیوری وہ چڑھاتا ہے مین خوف مین آتا ہون

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

دل دیکے مجھے یار و دکھ درد ہوا لا ہا — پلکون نے ستمگر کی اب دلکو مرے ٹالا
روتا ہون تو کہتا ہی کیون تونے مجھے چاہا — جتنا وہ ستاتا ہی کہتا ہون اہا ہا ہا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

کیجے گا رو تا تو ہتھیلی کو دھرونگا مین — جو چیز منگاؤگے لاآگے دھرونگا مین
راتون کو نگہبانی کرتے نہ ڈرونگا مین — جیتی کو جو کہئیے گا جیتی ہی کرونگا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

بیٹھوگے تو ہر ساعت رومال جھلونگا مین — گرمی مین جو کہیے گا تو بیٹھ ملونگا مین
خدمت کی جو باتین ہین اُنسے نہ ٹلونگا مین — جاؤگے کہین جسدم تو ساتھ چلونگا مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

در پر جو بٹھاؤگے دربان کہاؤن گا — فراش بناؤگے تو فرش بچھاؤن گا
تو سن کے بھی ملنے سے منھ کو نہ پھراؤن گا — گر گھاس منگاؤگے تو گھاس بھی لاؤنگا

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دلکی گرفتاری

تقصیر نہووے گی کچھ خدمت سامی مین — ہوگا وہی آویگا جو رائے گرامی مین
آئیگی نہین ہرگز خاطر مری خامی مین — حاضر ہے نظیر اپنا اسوقت غلامی مین

کیا کیجے ہوئی اب تو یان دل کی گرفتاری

ولہ

دکھلا کے جھمک جسکو ٹک چاہ لگا دیجے
پھر اُسکو بہت ایجان بالا نہ بتا دیجے
سو ناز اگر کیجے اُلفت بھی جتا دیجے
منظر کے ذرا در کو آگے سے ہٹا دیجے
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

دیکھی ہے تمہاری جو چہرہ کی جھمک ایجان
دل سینے مین تڑپے ہے جو دیکھے پھڑک آن
ہے ہمکو بہت مشکل اور تمکو بہت آسان
ہی عرض یہی اب تو اے بادشہِ خوبان
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپتے ہو عیان ہو کر ہو تم اگر اس ڈھب سے
عاشق بھی تو شیدا ہیں چاہت کے ہیں مطلب کے
دیدار کی خواہش مین ہم یان ہیں کھڑے کب کے
جس ڈھب سے دکھایا تھا ویسی ہی طرح اب کے
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آنکھیں بھی ترستی ہین اور دل بھی بہت حیران
کل پڑتی نہیں اک دم بن دیکھے ہوے ایجان
گر حسن دکھا ہمکو بیتاب کیا ہے یان
تو مہر سے ٹک ہنسکر اے رشک مہ تابان
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

آئی ہے نظر ہمکو جب سے وہ طرحداری
ٹھہری ہے اُسی دن سے خاطر مین طلبگاری
ٹک لیتے تمھیں ہم تو جو ہوتی نہ لاچاری
گر ہمکو جلاتا ہی تو کر کے نمو داری
پھر ایک نظر اپنے مُکھڑے کو دکھا دیجے

چھپنے کی اگر تمنے یان آن سواری ہے
تو بس نہیں کچھ اپنا مرضی یہ تمہاری ہے
بن دیکھے ہوے ہمکو ہر سانس کٹاری ہے
کچھ اور نہیں خواہش یہ عرض ہماری ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

دل ہجر محبت مین ہر آن جو بہتا ہے — اک آن تمھین دیکھین ارمان یہ رہتا ہے
جی ہو کے بہت بے بس دکھ درد کے سہتا ہے — بیکل ہو **نظیر** اب تو اے جان یہی کہتا ہے

پھر ایک نظر اپنے مکھڑے کو دکھا دیجے

ہولی

تہونکے زرد پیراہن مین عطر جنبیہ جب مہکا — ہوا نقشہ عیان ہولی کی کیا کیا رسم اور رہ کا
گلال آلودہ گلچہرونکے وصف رخ مین نکلے ہے — مزا کیا کیا صریر کلک سے بلبل کی چہ چہ کا
گلابی انکھڑیون کے ہر نگہ سے جام مل پیکر — کوئی سرخوش کوئی بیخود کوئی لوٹا کوئی بہکا
چھڑکنا رنگ خوبان عجب شوخی دکھاتا ہے — کبھی کچھ تازگی وہ وہ کبھی انداز رہ رہ کا

بھگو یا دلبرون نے جب **نظیر** اپنے کو ہولی میں
تو کیا کیا تالیونکا غل ہوا اور شور قہ قہ کا

ہولی

آ جھمکی عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے — ہر آن خوشی کی دھوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے
ہر خاطر کو خرسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے — دف رنگین نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے

بازار گلی اور کوچون مین غل شور مچایا ہولی نے

یا سوانگ کہون یا رنگ کہون یا حسن بتاؤن ہولی کا — سب ابرن تن پر جھمک رہا اور کیسر کا ماتھے ٹیکا
ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دھج شوخی کا — ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا

دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

کچھ طبلے کھڑکے تال بجی کچھ ڈھولک اور مردنگ بجی — کچھ جھڑپین ربابونکی کچھ سارنگی اور چنگ بجی

کچھ تار طنبوروں کے جھنکے کچھ ڈھمڈھمی اور مرچنگ بجی
کچھ گھنگھرو کے چھم چھم چھم کچھ گت گت پر آہنگ بجی

ہے ہر دم ناچنے گانے کا یہ تار بندھایا ہولی نے

ہر جاگہ تھال گلالوں سے خوش رنگت کی گلکاری ہے
اور ڈھیر عبیروں کے لاگے سو عشرت کی تیاری ہے
ہیں راگ بہاریں دکھلاتے اور رنگ بھری پچکاری ہے
منھ سرخی سے گلنار ہوئے تن کیسر کی سی کیاری ہے

یہ روپ جھمکتا دکھلایا یہ رنگ دکھایا ہولی نے

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی ہر دم رنگ افشانی ہے
ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں پچکاریوں کی زرافشانی ہے
کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھہری کھینچا تانی ہے
کہیں لپٹا جھپٹی رنگ بھری کہیں ہوتا کیچڑ پانی ہے

ہر چار طرف خوشحالی کا یہ برش بڑھایا ہولی نے

ہر آن خوشی میں آپس میں سب ہنس ہنس رنگ چھڑکتے ہیں
رخسار گلالوں سے گلگوں کپڑوں سے رنگ ٹپکتے ہیں
کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہیں کچھ مے کے جام چھلکتے ہیں
کچھ کودے ہیں کچھ اچھلے ہیں کچھ ہنستے ہیں کچھ بکتے ہیں

یہ طور یہ نقشا عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

محبوب پری رو پیاروں کی ہر جانب نوکا جھونکا ہے
کچھ آن رنگیلی چلتی ہے کچھ بان ادھر سے روکی ہے
کچھ سینوں تن چھپی سحر بھری کچھ گھات لگاوٹ ٹھوکی ہے
کچھ شور اہاہا کا کچھ دھوم اہو ہو ہو کی ہے

یہ عیش و حظ یہ کام یہ ڈھب ہر آن جتایا ہولی نے

معشوقوں سے رنگ لال ہوئے کہیں چلتی مے کی پیالی ہے
کہیں ساز طرب کے بجتے ہیں دلشادوں منھ پر لالی ہے
سو کثرت عیش مسرت کی خوش وقتی اور خوشحالی ہے
کچھ ہولی ٹھولی پیار بھری کچھ گالی ہے کچھ تالی ہے

ان چرچوں کا ان چہلوں کا یہ تار لگایا ہولی نے

ہیں کیا کیا سیر رنگ بھرے اور سوانگ بھی کیا کیا آتے ہیں
کر باتیں ہر دم چہلوں کی سب خوش ہنستے اور ہنساتے ہیں
کچھ جوگی چیلے سجے ہیں کچھ کامینوں کے گاتے ہیں
کچھ اور طرح کے سوانگ بنیں کچھ ناچتے ہیں کچھ گاتے ہیں

ہر آن نظیر آس فرحت کا سامان دکھایا ہولی نے

ولہ

ہے دید فقط منظور جنھین وہ ہوکر جب بیکل نکلے
آ پہونچے اُسکے کوچے مین جو لیکر دل چنچل نکلے
کیا کام اُنھین جو ہنس بولے یا شوخی مین اچپل نکلے
ہے مقصد جنکے دیکھے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوے اور چل نکلے

دل پوچھا اُسنے کون ہو تم نہ اپنے جی کی بات کہی
ٹک مُنہ نا کچھ انکار پڑا نہ کہنا ٹھہرا یون ہی سہی
جب چھوڑی خواہش بوسہ کی پھیر کاہے کو دشنام سہی
جب سنگھ ہو گئے چنچل سے تو سب چھوڑ ہوس بات ہی
ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوے اور چل نکلے

بیچین ہوا دل سینہ مین گر دیکھنے مین کچھ دیر ہوئی
گھبرا کے نکلے بے بس ہو اور شوق کی گھیرا گھیر ہوئی
بازار گلی اور کوچہ مین ہر ساعت ہیرا پھیر ہوئی
تھی چاہ نظر بھر دیکھنے کی جس جا گہہ پر مٹ بھیڑ ہوئی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوے اور چل نکلے

نہ خواہش پاس بٹھانے کی نہ حاجت زلف کھلانے کی
نہ غرض مستی کے ملنے کی نہ حجت پان چبانے کی
ہے جی مین چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانے کی
جس جا گہہ پر مٹ بھیڑ ہوئی ہے طرز یہی للچانے کی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوے اور چل نکلے

بیتابی دلکی ہیچ رکھی در خاطر رنج آنات رکھی
ناکام رکھا مل بیٹھنے سے نہ اور مطلب کی گھات رکھی
اک حرف نہ لائے ہونٹھون پر دیکھنے کی دن رات رکھی
جب سامنے آ گئے دلبر کے منظور یہی اک بات رکھی
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوے اور چل نکلے

اک آن ہمین کل پڑتی ہے ہر آن کی جھلک دکھلانے مین
نہ داخل جھڑکی کھانے مین نہ شامل ناز اٹھانے مین
نہ ایما نہ تصریح رہی کچھ دل کا حال جتانے مین
نسبت کیا یہ خوش ہم دیکھتے ہین اُس تک آنے جانے مین

ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ہے حسن جو اسکا ناز بھرا اور آن ادا بھی پائی ہے — سر پانون سے اس چنچل مین زینت و زیبائی ہے
جب گھر سے وہ دلبر نکلے ہے دل دیکھنے کا شیدائی ہے — ہمکو تو نظیر اس الفت مین بس طرز یہی بن آئی ہے
ٹک دیکھ لیا دلشاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

ولہ

ہے دام بچھا اسکی زلفون کی ہر اک بل مین — جادو ہے نگاہون مین اور سحر ہے کاجل مین
سر پانون سے شوخی ہے اس چلبلے چنچل مین — چتون کی لگاوٹ نے اک آن کی چھل بل مین
پلکون نے جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

گر نینے خبرداری ہر گز نہ ہوا لا ہا — اور ایک کے سینہ کو عیار کی لے راہا
اس شوخ ستمگر نے غمزہ سے جو بھیں چالا — کی یارو یہ کچھ پھرتی کیا کہیے اہا ہا ہا
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

کیا پیش چلے اس سے یون ناز بھرا ہو جو — کس طور سرک جاے ہونا ہو جو کچھ ہو سو
یہ گھات یہ چنچل پن کب یاد پری کو ہو — اس ڈھب کے تئین یارو دیکھو تو اہو ہو ہو
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ہنس ہنس کے لگا جسدم وہ ناز و ادا کرنے — جی اسکی لگاوٹ سے ہر لحظہ لگا ڈرنے
ہر آن لگی اسکی سو مکر کے دم بھرنے — کیا کام کیا یارو اس شوخ ستمگر نے
پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ڈرتے تھے بہت ہم تو اس شوخ لڑاکے سے — اور خوف مین تھے اسکے رعب آن و اداکے سے
آیا جو ادھر کو تھا عیار لپا کے سے — نظرونکے ملاتے ہی چنچل نے چھپا کے سے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

رکھتے تھے بہت ہم تو ہر آن کی ہشیاری
خوبانسے نہ ملتے تھے تا ہو نہ گرفتاری
آج اُس بُت پرفن نے آکر یہ طرحداری
چل دیکے ہمین لپ جھپ کر کر کے فسونکاری

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

سمجھے تھے اسے ہم تو محبوب یہ بھولا ہے
جو مکر ہے اور فن ہے ہرگز نہین آتا ہے
یہ بات نہ سمجھے تھے جو سحر کا نقشا ہے
کیا کہیے نظیر آگے یہ رور تماشا ہے

پلکونکی جھپک دکھلا دل چھل لیا اک پل مین

ولہ

ہوا جو آکے نشان آشکار ہولی کا
بجا رباب سے ملکر ستار ہولی کا
سرود رقص ہوا بے شمار ہولی کا
ہنسی خوشی مین بڑھا کاروبار ہولی کا

زبان پہ نام ہوا بار بار ہولی کا

خوشی کی دھوم سے ہر گھر مین رنگ بنوائے
گلال عبیر کے بھر بھر کے تھال رکھوائے
نشونکے جوش ہوئے راگ رنگ ٹھہرائے
جھمکتے روپ کے بن بن کے سوانگ دکھلائے

ہوا ہجوم عجب ہر کنار ہولی کا

گلی مین کوچے مین غل شور ہو رہے اکثر
چھڑکنے رنگ لگے یار ہر گھڑی بھر بھر
بدن مین بھیگے ہین کپڑے گلال چہرونپر
مچی یہ دھوم تو اپنے گھرونسے خوش ہوکر

تماشا دیکھنے نکلے نگار ہولی کا

بہار چھڑکوان کپڑون کی جب نظر آئی
ہر عشق باز نے دل کی مراد بھر پائی
نگہ لڑا کے پکارا ہر ایک شیدائی
میان یہ تمنے جو پوشاک اپنی دکھلائی

خوش آیا اب ہمین نقش و نگار ہولی کا

تمھارے دیکھ کے منھ پر گلال کی لالی ہمارے دل کو ہوئی ہر طرح کی خوشحالی
دکھانے دی ہے گلرنگ کی بھری پیالی جو ہنسکے دو ہمین پیارے تم اسگھڑی گالی
تو ہم بھی جانین کہ ایسا ہی پیار ہولی کا

جو کی ہی تمنے یہ ہولی کی طرفہ تیاری تو ہنسکے دیکھو ادھر کو بھی جان یکباری
تمھاری آن بہت ہمکو لگتی ہی پیاری لگا دو ہاتھ سے اپنے جو ایک پچکاری
تو ہم بھی دیکھین بدن پر سنگار ہولی کا

تمھارے ملنے کا رکھکر ہم اپنے دلمین دھیان کھڑے ہین آس لگا کر کہ دیکھ لین اک آن
یہ خوشدلی کا جو ٹھہرا ہی آنکر سامان گلیمین ڈالکے باہین خوشی سے تم اے جان
پنھاؤ ہمکو بھی اِکدم یہ ہار ہولی کا

اُدھر سے رنگ لیے آؤ تم ادھر سے ہم گلال عبیر ملین منھ پہ ہو کے خوش ہر دم
خوشی سے بولین ہنسین ہولی کھیلکر باہم بہت دنون سے ہمین تو تمھارے سر کی قسم
اِسی امید مین تھا انتظار ہولی کا

ہتھونکی گالیان ہنس ہنس کے کوئی سہتا ہے گلال پڑتا ہی کپڑونسے رنگ بہتا ہی
لگا کے تاک کوئی منھ کو دیکھ رہتا ہی نظیر یار سے اپنے کھڑا یہ کہتا ہی
مزا دکھا دے ہمین کچھ بھی یار ہولی کا

ولہ

چلا جب گھر سے اک لبرونکو حسن سے چھلنے عرق کو رخ کے پلکونکی جھپک ٹپکا لگی جھلنے
لکھے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے لگا یا دام زلفون کے شکن نے پیچ نے بل نے

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

وہ مکھڑے کی جھلک آئینہ جسکو دیکھ ہو حیران
وہ کاکل کی کھلت جسپر فدا ہو سنبل و ریحان
مسی اور پان سے بھی منفعل ہون سنبل و ریحان
مرا دل دیکھتے ہی اُس صنم کو ہو گیا شادان
نگاہین دمبدم سو عیش و عشرت سے لگین ملنے

کئی بار اُسکی جانب مین نے جب بھر کر نظر دیکھا
وہ عالم حسن کا اُسکے بہت مجھکو پسند آیا
وہ آنکھین پیاری پیاری وہ بھولا سا وہ رخ اُسکا
کبھی خوش ہو کے ہو ہو کی کبھی بولا اہاہا ہا
عجب لوٹے مزے اُسوقت نظارون کی اٹکل نے

ہوئی دلکو مرے اُس آن حاصل کیا ہی خوشوقتی
اُسے بھولا سمجھکر مین نے دیکھی ہر ادا اُسکی
کبھی مُکھڑے پر کبھی زلفون کی جانب ٹکٹکی باندھی
نہ بولا منھ سے ہرگز دیکھکر وہ خوشدلی میری
مگر کچھ کچھ تبسم کی شکر لب سے لگا ملنے

وہ جسدم مسکرایا پھر تو مین خوش ہو کے کھل کھیلا
ہوا دل کو یقین میرے کہ یہ محبوب ہے بھولا
نہ یان کچھ خوف تیوری کا نہ یان خطرہ ہے جھڑکی کا
مجھے کر چل سے غافل بھولی صورت کا بنا نقشا
کیا اکبار منھ غصہ مین سُرخ عیار اچپل نے

مرے ہوش اُڑ گئے یارو جب اُسکی شکل یہ دیکھی
وہین گھبرا گیا اور سٹ پٹایا عقل سب بھولی
کہا دل مین کرون اب کیا سمجھ تو ہو گئی اُلٹی
اب اس ظالم کے ہاتھون سے بچاؤن کیونکر اپنا جی
اُٹھا کر جھٹ قدم وان سے لگا گھر کی طرف چلنے

جب اُس عیار نے دیکھا کہ اب مین یانسے چل نکلا
کہا ہنسکر ارے پُرفن کہان تو جانے پاویگا
یہ سنکر اور بھی گھبرا گیا مین خوف سے اُس جا
چلا ڈرتا جو آگے کو تو وہ پھر ہنس کے یون بولا
اڑا کر مفت نظارے بچا اب تم لگے ٹلنے

کہا جب اُسنے یہ پھر تو حواس اپنے مجھے بھولے
دکھائی عاجزی منت بھی کی ہاتھ بھی جوڑے
ٹھٹک کر رہگیا اُس جا نہ ہرگز چل سکا آگے
ادب سے یوں کہا اب تو ہوئی تقصیر یہ مجھسے
لگے قطرے پسینے کے مرے مُنہ سے وہین ڈھلنے

نہ آیا رحم کچھ اُس کو بہت مین نے سماجت کی
کمندِ زلف پُر خم نے بھی گردن لگی پھر جکڑی
نگہ نے سامنے آتے ہی سینے مین سنان جڑ دی
لگے غمزے لگانے تیر ادھر دکھلا کے سو پھرتی
اُدھر سے تیغ ابرو کی بھی پھر کیا کیا لگی چلنے

ادھر آن و ادا الٹی کرشمون نے اُدھر گھیرا
ادھر انداز نے دھج کی کیا دیوانہ و شیدا
اُدھر پلکون کی نوکون نے چبھویا دل مین نشتر سا
اُدھر آنکھون کے جادو نے بنایا باؤلا کیا کیا
اُدھر کین پھرتیان کیا کیا نگاہون کی بھی چھل بل نے

کرے کیا وان کوئی جس جا یہ صورت آنکر ٹھہرے
کرون کیا اسگھڑی کچھ بن نہ آیا دوستو مجھ سے
بچا وے دلکو پھر کسو نکر کرے کیا اور کسے روکے
دکھا کر مجھکو اپنی وان زبردستی کے یہ نقشے
وہین دل لے لیا جھٹ پٹ نظیر اُس شوخ چنچل نے

ولہ

ملنے کا ترے رکھتے ہین ہم دھیان ادھر دیکھ
ہم چاہنے والے ہین ترے جان ادھر دیکھ
بھاتی ہی بہت ہمکو تری آن ادھر دیکھ
ہولی ہی صنم ہنسکے تو اِک آن ادھر دیکھ
ای رنگ بھرے نو گل خندان ادھر دیکھ

ہم دیکھنے تیرا یہ جمال اسگھڑی ایجان
آئے ہین یہی کہکے خیال اسگھڑی ایجان
تو دل مین نرکھ ہمسے ملال اسگھڑی ایجان
مکھڑے پہ ترے دیکھ گلال اسگھڑی ایجان
ہولی بھی یہی کہتی ہی ایجان ادھر دیکھ

اب زرد یہ چیرا جو ترے سر پہ جما ہی
اور اُسپہ یہ طرّہ جو زری کا بھی دھرا ہی
سینہ بھی ترا رنگ سے کیسر کے بھرا ہی
پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہی

نرگس تری آنکھوں پہ ہی قربان ادھر دیکھ

ہولی کی طرب ہی جو ہر اک جا مین نمودار
سنتے ہین کہین راگ کہین مے سے ہین سرشار
ہی دل مین ہمین تو تری نظروں سے سروکار
پچکاری ہمارے تو لگا یا نہ لگا یار

ہمکو تو فقط ہی یہی ارمان ادھر دیکھ

ہی دھوم سے ہولی کے کہین شور کہین غل
ہوتا نہین کچھ رنگ چھڑکنے مین تامل
دف بجتے ہین سب ہنستے ہین اور دھوم ہی بالکل
ہولی کی خوشی مین تو نکر ہم سے تغافل

اے جان ہمارا ابھی کہا مان ادھر دیکھ

ہی دید کی ہر آن طلب دلکو ہمارے
جیتے ہین فقط تیری نگاہوں کے سہارے
ہین یان جو کھڑے آنکے اُس شوخ کے مارے
ہم ایک نگہ کے ترے مشتاق ہین پیارے

ٹک پیار کی نظروں سے مری جان ادھر دیکھ

ہر چار طرف ہولی کی دھومین ہین اہا ہا
دیکھو جدھر آتا ہی نظر زور تماشا
ہر آن جھمکتا ہی عجب عیش کا چرچا
ہولی کو نظیر اب تو کھڑا دیکھے ہی یان کیا

محبوب یہ آیا ارے نادان ادھر دیکھ

اندھیری رات کا بیان

لاتی ہی جب اپنا یہ شروعات اندھیری
کرتی ہی اُجالے کے تئین مات اندھیری
دیتی ہی غریبون کو مکافات اندھیری
دکھلاتی ہی خوبان کی ملاقات اندھیری

ہر عیش کی کرتی ہی عنایات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جس وقت ہوئی رات اندھیری سے دھواں دھار — معشوق ملا شوق سے جا بھڑ گئے للکار
گر اسمین کہیں شوخ کو یا غل ہو اک بار — ایدھر سے اُدھر ہو گئے دو چار قدم یار

پر لاتی ہو اِس ڈھب کی مہمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جب یار چلا اوڑھ کے کالا سا دُشالا — کمبل کو ادھر ہمنے بھی کاندھے پہ سنبھالا
جا مل گئے اور دل کا بھی ارمان نکالا — مُنھ اُسکے رقیبون کا کیا خوب سا کالا

کیا وصل کی رکھتی ہو کرامات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

بوسہ لیا مُنھ موڑ الگ ہو رہے چپکے — چھاتی سے لگا چھوڑ الگ ہو رہے چپکے
سینے کا وہ پھل توڑ الگ ہو رہے چپکے — اغیار کا سر پھوڑ الگ ہو رہے چپکے

اِس ڈھب کی تو رکھتی ہو عجب گھات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

کل یار نے اور ہمنے جو پی لے کے گلابی — اور عیش لگے کرنے جو ہو ہو کے شرابی
اتنے مین رقیب آگیا بو سونگھ شتابی — گر چاندنی ہوتی تو بڑی ہوتی خرابی

ٹالے ہو سب آئی ہوئی آفات اندھیری
کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

سوتے تھے جو ہم اسمین سُنے غیر کے کھٹکے — چھپ چھپ گئے اُٹھ دونون وہین نیچے پلنگ کے
ہم ہنستے رہے اُسنے ڈھبک ڈھوسے جو مارے — کتنا ہی ٹٹولا جو اُجالا ہو تو پاوے

چوری کی بھی رکھ لیتی ہو کیا بات اندھیری — کام آتی ہو عاشق کے بہت رات اندھیری

معمول ہے جب چاند کا چھپتا ہی اُجالا — ہوتا ہی عجب کھیل پریرو سے دوبالا
محبوب پری شکل صراحی و پیالا — نہ روکنے والا نہ کوئی ٹوکنے والا

اِس لوٹ کی کرتی ہی مدارات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

جس کوچے مین جا ہا وہین کرنے لگے پھیری — بیٹھے کہین اُٹھے کہین جلدی کہین دیری
اور اسمین کہین ملگئی گر حُسن کی ڈھیری — پھر جب تو نہ کہ میری نہ مین کچھ کہون تیری

کام عیش کے لاتی ہی لگا سات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھا شوخ سے کل رات عجب سیر کا کھٹکا — بوسونکی مدارات کا سینونکے لپٹ کا
آیا جو چغلخور تو بندہ وہین سٹکا — وہ ٹکرین کھاتا ہوا پھرتا رہا بھٹکا

رد کرتی ہی سب سر کی بلیات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

تھی شب کو اندھیری تو عجب ڈھب کی نظر آہ — سو عیش و طرب تھے ہم اس یار کے ہمراہ
نکلے تھے ہمین ڈھونڈھنے اُس دم کئی بدخواہ — مِل مِل ہی گئے تو بھی نہ دیکھا ہمین واللہ

کیا عیش کی رکھتی ہی طلسمات اندھیری
کام آتی ہی عاشق کے بہت رات اندھیری

ولہ

جو نوجوان ہین اُنکے دل مین گمان کیا ہی — جو ہم مین کس ہی اُن مین تاب و توان کیا ہی
بوڑھا دھیڑا اسکا ڈھمکا فلان کیا ہی — ہمسے جو ہو مقابل ٹھہرے مین جان کیا ہی

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہر وقت دل ہمارا اُمنگ رہی بھانتا ہے — تیر اب تلک ہمارا تو وے ہی چھانتا ہے
ہر شوخ گلبدن سے گہری ہی چھانتا ہے — اِس بات کو ہماری اللہ ہی جانتا ہے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

چاہیں تو گھوڑ ڈالیں سو خوبرو کو دم میں — اور میلے چھان ماریں وہ زور ہے قدم میں
سینہ پھڑک رہا ہے خوبان کے درد و غم میں — ٹھٹھوں میں وہ کہاں ہیں جو گرمیاں ہیں ہم میں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ڈھلے ہوئے ہیں ہم تو خوبان کے درد و غم سے — اور جھریاں پڑی ہیں اُنکے غم و الم سے
مونچھیں سفید کی ہیں اس ہجر کے ستم سے — بوڑھا ہیں بجا نو اللہ کے کرم سے

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

کوئی بھی بال تن پر میرے نہیں ہے کالا — خوبان کے درد و غم کا ان پر پڑا ہے پالا
آکر جوان مقابل ہو وے کوئی ہمارا — خالق سے ہے یقین یہ دکھلاے وہ بھی پچھاڑا

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

اے یار سو برس کی ہوئی اپنی عمر آخر — دکھلاے جس گھڑی ہیں میدان میں زور آکر
اور جھریاں پڑی ہیں سارے بدن کے اوپر — رستم کو بھی سمجھتے اپنے نہیں برابر

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

ہم اور جوان ملکر دل کے تئیں لگاویں — اور اپنے اپنے گل سے ملنے کی دل میں لاویں
جاکر اُنھوں کے گھر پر جب زور آزماویں — وہ گرد دیوار کو دیں ہم کوٹھا پھاند جاویں

اب بھی ہمارے آگے یارو جوان کیا ہے

جاتے ہین روز جتنی خوبان کی بستیان ہین
ہر آن دید بازی اور بُت پرستیان ہین
سو سو طرح کے جیلے جی مین اکستیان ہین
کیا جوش بھر رہی ہین کیا جوش مستیان ہین

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

جو ہمکو جانے بوڑھا سو وہ ہی شیخ چلی
ہم چھیڑ ڈالین اب بھی خوبانکو کرکے کھلی
ہاتھی کو داب بیٹھین جیسے چوہے کو بلی
رستم سے اک گھڑی مین چھوا دین توبہ تلی

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

دنیا مین طاقت اپنی مشہور اسقدر ہی
کوچون مین اور مکان مین دیکھو جدھر اودھر ہی
جنگل مین ہاتھی چیتا یا کوئی شیر نر ہی
ہر اک کے دل مین اپنا ہی خوف اور خطر ہی

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

کرتے ہین ہم جو یار رواب دھوم اور دھڑکے
دیکھے جوان تو اُسکے چھُٹ جائین دم مین چھکّے
پیتے ہین مے کے پیالے چلتے ہین یار دُکّے
کیا کیا نظیر ہم بھی کرتے ہین اب جھمکے

اب بھی ہمارے آگے یار و جوان کیا ہی

ولہ

کیا بات ہی جو گلرخ نظرین چھپاے ہمسے
کچھ ہو یہ دو نگاہین ہنسکر ملاے ہمسے
ہم وہ میان ہین اللہ پالا نہ ڈالے ہمسے
رہتے ہین ہاتھ باندھے اب حُسن والے ہمسے

اک دم کو آگئے ہین مُنہ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے او پریرو آنکھین لڑاے ہمسے

اُس حسن کا پڑا ہی کانون مین جب سے جھنکا
ہو کر فقیر ہمنے جامہ رنگا ہی تن کا
دیدار کی طلب کو پیالا بنا نین کا
سیلی ہین سے تاکا منکا پھراکے منکا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پردہ آنکھیں لڑائے ہمسے

اپنی تو عشق میں ہی گذری جوانی پیری — یا کالکلون کے پھندے یا زلف کی اسیری
اے دل جلونکے دلبر ہو وقت دستگیری — تیرے ہی دیکھنے کو اب ٹھان کے فقیری

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پردہ آنکھیں لڑائے ہمسے

آگے بھی بھیس ہمنے بدلے ہیں کتنی باری — زنار باندھی قشقہ کھینچا ہو پجاری
جوگی بھی بن چکے ہیں مندیل بھی سنواری — آزاد بن کے اسدم ہیں دید کے بھکاری

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پردہ آنکھیں لڑائے ہمسے

بانکے بھی ہو کے ہمنے اس دید کو اڑایا — شمشیر اور سپر کو اک عمر کھڑکھڑایا
بانک ڈپٹا و بلم گدکا ولٹھ پھرایا — جھمکا تمہارا اسدم ہمکو جو یاد آیا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر پردہ آنکھیں لڑائے ہم سے

پھر کتنے روز ہمنے بچاپے کا پالا — اس حال میں بھی کتنے خوبان کو دیکھ ڈالا
پنجرا گلہری طوطا شکرا شکار والا — اب دیکھنے کو تیرے یہ سوانگ کرکے لالا

اک دم کو آ گئے ہیں منھ مت چھپائے ہم سے
ٹک ہنسکے اوپر پردہ آنکھیں لڑائے ہم سے

شیشے میں مدتوں تک ہمنے پلنگ اتارا — کتنے پری رخوں کو جا پیرنے میں مارا

تصویرین بیچا بھی کتنے دنون بچارا
اب دیکھنے کو تیرے ہو کر فقیر یارا

اِک دم کو آ گئے ہین منھ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑاے ہمسے

کُشتی مین کتنی مدت ہمنے بدن کو توڑا
سو گلبدن کے تن کو من مانتا مڑوڑا
جو ڈھب تھا اُس ہنر کا کوئی نہ ہمنے چھوڑا
اب خوب رو کا پیارے دنیا مین دیکھ توڑا

اکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑاے ہمسے

جوڑے کبوتر دنکے کتنے دنون اُڑائے
کنکوے چنگ گڈّے نکلین تپنگ بنائے
گھٹ والے بن ہزار ون چھاپے تلک لگائے
ہین دیدہ کے جو دل ہین لاکھون مزے سمائے

اکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑاے ہمسے

پھر لعل بھی لڑائے اور گلدمین بھی پالین
خینگل مین گل لگائین اور بٹیریان سنبھالین
ڈ بوئین ڈال کھی ل بکریان بنالین
کیا کیا نہ ہمنے پیارے پھر بھیڑیان نچالین

اکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑاے ہمسے

اس شہر میں ہزار ون گو خوبرو بتان ہین
لیکن بتاؤ کسکی یہ پیاری انکھڑیان ہین
کس مین یہ کھلکھلاہٹ کس مین یہ شوخیان ہین
انداز کرکے دل مین تجھ مین جو خوبیان ہین

اِکدم کو آ گئے ہین منھ مت چھپاے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑاے ہمسے

خیرادی ہو کے ہمنے لٹو چکئی بنائے — اُسمین بھی کتنے لڑکے خیراد پر چڑھائے
پھر ہو کے سرمہ وا سے سرمہ بہت لگائے — رکھیون تلک لڑائے بندر تلک نچائے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑائے ہمسے

اب تو نظیر تیرا ہی میہمان پیارے — آ کر گلے لپٹ جائے مہربان پیارے
بوسہ کئی دلادے ہونٹون سے جان پیارے — تیرے ہی دیکھنے کا رکھ دلمین دھیان پیارے

اک دم کو آگئے ہین منھ مت چھپائے ہمسے
ٹک ہنسکے اوپر یرو آنکھین لڑائے ہمسے

ولہ

ہین مرد اب وہی کہ جنھون کا ہے تن درست — حرمت اُنھین کے واسطے جنکا چلن درست
رہتا نہین کسی کا سدا مال دھن درست — دولت رہی کسیکی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

دنیا مین اب اُنھونکے تئین کہئیے بادشاہ — جنکے بدن درست ہین دن رات سال و ماہ
جس پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ — ایسی پھر اور کون سی دولت ہے واہ واہ

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر مین اپنے میری و حشمت پناہی ہے — بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہے
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہے — سچ پوچھیے تو عین یہ فضلِ الٰہی ہے

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتون سے اسکا بھرا ہی تمام گھر — بیمار ہی تو خاک سے بدتر ہی سب وہ زر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہی سربسر — پھر نہ کسی کا خوف نہ ہرگز کسی کا ڈر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو — بے زر رہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا اسیر ہو پر تندرست ہو — مفلس ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمین تمام ختم ہین عالم کی خوبیان — ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و نان
قسمت سے جب یہ دونون میسر ہون پھر تو وان — پھر ایسی اور کونسی دولت ہی میری جان

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہین اگرچہ لکھا یا پڑھا نہ ہو — محتاج حق سوا یہ کسی اور کا نہ ہو
حسن و جمال و علم و ہنر گو ملا نہو — اک تندرستی چاہیے کچھ ہو وے یا نہو

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ — تو اسکو جانیے کہ گدا سے بھی ہی تباہ

ہم تو اُسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ — اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے کنے — اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھنے
بہتر ہیں مفلسی کے میاں جانیے چنے — جو تندرست ہیں وہی دولہا ہیں اور بنے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں — پھر سو طرح کے عیش ہیں اور مے پرستیاں
کھانے کو نعمتیں ہوں و یا فاقہ مستیاں — سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

چاہا جو دل نے نشہ کو تو وہیں منگا لیا — محبوب دلبروں کو گلے سے لگا لیا
آیا جو عیش دل میں خوشی سے اُڑا لیا — جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل میں سیر چمن کو چلے گئے — بازار چوک سیر تماشے میں خوش ہوئے
بیٹھے اُٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھرے — جا کے مزے میں رات کو یا خوش ہو سو رہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

قدرت سے یہ جو تن کی بنی ہی ہر ایک کل
گر ہو خدانخواستہ ایک کل بھی چل بہ چل

جب ایک یہ کل بگی ہو جبھی تک پڑے ہو کل
پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ ابرو سے رکھے اور تندرست

ادنی ہو یا غریب تونگر ہو یا فقیر
ہی سب کو تندرستی وحرمت ہی دلپذیر

یا بادشاہ شہر کا یا ملک کا وزیر
جو تو نے اب کہا سو ہی سچ ہی اے نظیر

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ولہ

دکھ کی دولت ہو تو اُسکو بھی تباہی بوجھیے
روشنی کو غم کے ہر جاگہ سیاہی بوجھیے

سُکھ سے رہنا خلق مین خوش دستگاہی بوجھیے
صحت وحرمت کو نت حشمت پناہی بوجھیے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

صحت وحرمت سے گر اللہ یان کر دے نباہ
اب جو ہم اسبات کے رتبے کو کرتے ہین نگاہ

اس برابر کونسا ہے پھر جہا نمین عزّ وجاہ
کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

اُسکے سب محتاج ہین اب شاہ سے تا گدا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا

جس کے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
پھر جہا نمین اُس سا یارو کونسا ہی بادشا

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

دولتین جتنی ہین سب ان دولتون سے ہین تلے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے

آبرو اللہ رکھے اور عمر حرمت سے کٹے
ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق مین پیار سے رہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا مین یارو موتی کی سی آب ہے
جس کنے ہے یہ اُسی کا سب ادب آداب ہے

تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
نہ رہین یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ہین جہانتک خلق مین پیر و جوان خرد و کبیر
کیا تونگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر

عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
سب جہان مین ہین اسی نکتہ کے قائل ہی نظیر

تندرستی کو نپٹ فضلِ الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ مین رہنا بادشاہی بوجھیے

ولہ

کیا علم اُنھون نے سیکھ لیا جو بن لکھے کو بانچے ہین
ول اُنکے تار ستار ہوئے تن اُنکے طبل طمانچے ہین

اور بات نہین منھ سے نکلے بن ہونٹ ہلائے جانچے ہین
منھ چنگ زبان دل سارنگی پا گھنگرو ہاتھ کمانچے ہین

ہین راگ اُنھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ اُنھین کے سانچے ہین
جو بے گت بے سُر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہین

غل باجے بجکر ٹوٹ گئے آواز لگی جب بھرانے
اور چھم چھم گھنگرو بند ہوے تب گت کا انت لگے پانے
سنگیت نہیں یہ سنگت ہے ٹٹو بھی جس سے ہنت ہانے
یہ ناچ کوئی کیا پہچانے اس ناچ کو ناچے سو جانے

ہیں راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہیں
جو بگت بے سرتال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھرکانیکو
اور پانو نکو کھینچا پانو سے جب پانو لگے گت پانیکو
جب آنکھ اُٹھائی ہنسنے سے جب نین لگے مٹکانیکو
سب کاچھ کچھے سب ناچ نچے اُس رسیا چھیل چھبانیکو

ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین
جو بگت بے سرتال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

جو آگ جگر مین بھڑکی ہے اُس شعلہ کی اُجیالی ہے
جو منہہ پر حسن کی زردی ہے اُس زردی کی سب لالی ہے
جس گت پر اُنکا پانوں پڑا اُس گت کی چال نرالی ہے
جس مجلس مین وہ ناچے ہین وہ مجلس سب سے خالی ہے

ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین
جو بگت بے سرتال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

سب گھٹنا بڑھنا پھینک ادھر اور دھیان ادھر دھرتا ہین
بن رون تان رلاتے ہین جب نرت نرالا کرتے ہین
بن گھنے جھمک دکھلاتے ہین بن جوڑے من کو ہرتے ہین
بن ہاتھون بھاؤ بتاتے ہین بن پانون گھڑے گت بھرتے ہین

ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین
جو بگت بے سرتال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

تھا جنکی خاطر ناچ کیا جب صورت اُنکی آ کے گئی
کہیں آپ کہا کہیں ناچ کیا اور تان کہیں لہرا کے گئی
جب چھیل چھبیلی سندر کی چھب نینن کے اندر چھا کے گئی
اک مورت چھب کی آگے گئی اور جوت مین جوت سما گئی

ہین راگ انھیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھیں کے سانچے ہین
جو بگت بے سرتال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

سب ہوش بدن کا دور ہوا جب گت پہ آ مرونگ بجی
تن بھنگ ہوا دل دنگ ہوا سب آن گئی بے آن سجی
یہ ناچا نظیر اب یان کسلیے جو دیکھا ناچ اجی
جب بوندی جاو ریاؤ مین اس تان کا آخر نکلا جی

ہین راگ انھین کے رنگ بھرے اور بھاؤ انھین کے سانچے ہین
جو بےگت بے سُرتال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہین

ولہ

چھتنے ہین اب جہان مین سبزیکے عشق والے
دلشاد سُرخ آنکھین سرسبز مُنھ اُجالے
پیتے ہین سبز طرّے کھاتے ہین تر نوالے
کیا دیکھتا ہی بیٹھا او یار حُسن والے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

غیرونکی تونے اکثر معجون تو ہی کھائی
سُرخی ذرا ابھی تیری آنکھون تلک نہ آئی
گر دیکھنی ہی تجھکو کچھ عیش کی چڑھائی
اُچھلین دوال پاکھے اور بھاندین چارپائی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گھوٹے ہی پوست تیرے خاطر رقیب بھڑوا
اب پوستی کریگا تجھکو وہ چور بھڑوا
دیکھیگا جب تو سے گا تیرا اُتار کھڑوا
گر سیر دیکھنی ہی تو کر کے دل کو کڑوا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

کھا کر افیم ظالم مت ہو جیو افیمی
تن سوکھ کر کھچا وے آواز ہوگی دھیمی
کیون بھنبھنا بنا ہی اے گلعذار سیمی
عاشق تو اب اسکے مَن مست ہین قدیمی

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

تاڑی دسیندھی بوڑا ظالم اگر پیے گا
پیکر شراب ناحق کیچڑ مین گر پڑے گا
بچھولے گا پیٹ تیرا یا بیٹھ رنے کرے گا
اور یہ نشہ تو کوٹھے چھجے پہ لے اڑے گا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

گانجا پیے سے ہوگا تیرا شعور ہسترا
چاہے اگر اڑانا عشرت کا ناز نخرا
اور چرس کے پیے سے تجھکو لگے گا ٹھگرا
تو ہین ہار بدھی اور سر پہ رکھکے طرا

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ہین اس نشہ مین ظالم سو رنگ کے دھڑاکے
گر دیکھنے ہین تجھکو کچھ عیش کے جھڑاکے
تو نڈیکی ڈگمگاہٹ سونٹے کے سو کھڑاکے
تو جھاڑ اپنے نیچے اور سر کو جھڑ جھڑاکے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایکدم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

سبزے کا وہ نشہ ہے اڑ غم کی دھولجاوے
آنکھون کے آگے آکر سرسون سی پھول جاوے
تیار تن بدن ہو اور دل بھی پھول جاوے
عشرت کی لہرین آوین دکھ درد بھول جاوے

پی عاشقون مین آکر دو بنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

پیسا ہو پاس یارو یا مفلسی سہین گے
پر سبزیون کے یان تو دریاؤ ہی بہین گے

کو ٹمر کے اسطرف کو یا اُس طرف رہ گئے
اب تو نظیر پیارے ہر دم ہی کہین گے

پی عاشقون مین آکر دو رنگ کے پیالے
جو ایک دم مین تیرا گھر گھومے چھپر ہالے

ولہ

کیون عبث بیٹھا ہے ڈالے کان مین غفلت کا تیل
خلق مین کیا کیا مچی ہے سبزیون کی ریل پیل
کھول زلف عیش کو اور ڈال بیلے کا پھلیل
پھر چڑھاوے آسمان عیش پر عشرت کی بیل

کونڈی سوٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

صدق سے لے نام پہلے لال اور شہباز کا
مانگ پھر چڑھنے کو گھوڑا باز ہاتھ اوپر اٹھا
اور نشہ کی جھانجھ مین جو ہاتھ لگجاوے سو کھا
بھنگیان وربا غ رفتہ بیر گٹھلی سب روا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کا کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ورڈنڈ پیل

جسنے اس دنیا مین آکر ایک دن بھی پی ہے بھنگ
اُسنے سچ پوچھو تو کیا دیکھا جہان کا آب ورنگ
گر تجھے کچھ دیکھنے ہین زندگی کے رنگ ڈھنگ
تو منگا نیری کو اور سب دوستون کو لیکے سنگ

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

کل مجھے دریا اُپر خواجہ خضر جو مل گئے
سبز پیراہن گلے مین ہاتھ مین اعصا لیے
لم خور اک اور ناتوانی کے گلے مین جب کیے
تب تو وہ منہ دیکھ میرا اُنسکے یون کہنے لگے

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی ورڈنڈ پیل

پھر کہا مین اُنسے یون اے میرے ہادی رہنما
جی بھی رہتا ہی اُداس اور دل بھی رہتا ہی خفا
مین نے کچھ دیکھا نہین دنیا مین آنے کا مزا
سوچ سوچ آخر اُنھون نے پھر یہی مجھسے کہا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

مرشد و مولا سے پوچھا مین نے ای پیر زمن
کسنکے بولے وہ بتاوین ہم تجھے اِسکا جتن
میری کچھ لگتی نہین اللہ سے دل کی لگن
جا شتاب اور جلد سبزی لے کے اِک دو چار من

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

گر رہے تیرے پاس تو سبزی کا تو بیوپار کر
ڈاٹ کے بورے سلا کھتّے کھودا کوئین بھی بھر
کوٹھیان مٹکے گھڑے کوڑے صراحی بھر دھر
بیٹھ گھر مین چین سے دن رات اور شام و سحر

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

اور تجھے کھیتی کی قدرت ہی تو سبزی کو بوا
گھونٹ سبزی چھان سبزی اور سبزی مین نہا
باغ مین گھر مین صحن مین پیڑ سبزی کے لگا
دیکھ بھی سبزی کو اور سبزی ہی پی سبزی ہی کھا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ سخن تو سب نشے بازون مین اب ہوگا مچا
جون سے سلطان بھنگڑے تو جو پوچھیگا بچا
یعنی سبزی کا نشہ اب سب نشون کا ہی چچا
وہ یہی تجھکو کہیگا اب تو شور و غل مچا

کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامونکو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

یہ وہ سبزی ہی جسے پیتے ہین یان آکر فقیر
گر تو چاہے اب سخن سرسبز ہو اور دلپذیر
طفل اور بوڑھے کو یا توتی جوان کے حق مین کھیر
تو کوئی دو چار من سبزی منگا کر اے نظیر
کونڈی سونٹے کو بجا اور دیکھ ٹک قدرت کے کھیل
چھوڑ سب کامون کو غافل بھنگ پی اور ڈنڈ پیل

ولہ

جب پھول کا سرسون کے ہوا آکے کھسنتا
ہمنے بھی دل اپنے کے تئین کرکے بخنستا
اور عیش کی نظرون سے نگاہون کا لڑنتا
اور ہنس کے کہا یار سے اے لکڑ بھونتا
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

اک پھول کا گیندون کے منگا یار سے بجرا
جب آنکھ سے سورج کے ڈھلا رات کا لجرا
دس من کا لیا بار گندھا ہاتھ کا گجرا
جا یار سے ملکر یہ کہا اے مرے رجبرا
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

تھے اپنے گلے مین تو کئی من کے پڑے ہار
آنکھون مین نشہ مے کے ابلتے تھے دھوان دھار
اور یار کے گجری بھی تھے اک دھونکی مقدار
جو سامنے آتا تھا یہی کہتے تھے للکار
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پگڑی مین ہمارے تھے جو گیندون کے کئی پیڑ
ساقی نے بھی ٹھلکے سے دیا منھ کے تئین بھیڑ
ہر جھونک مین لگتی تھی بسنتونکے تئین ایڑ
ہر بات مین ہوتی تھی اسی بات کی چھیڑ
سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

پھر راگ بسنتی کا ہوا آن کے کھٹکا
دل کھیت مین سرسونکے ہر اک پھول کے اٹکا
دھونے کے برابر وہ لگا یا جنے جھٹکا
ہر بات مین ہوتا تھا اسی بات کا لٹکا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

جب کھیت پہ سرسونکے دیا جاکے قدم گاڑ
محبوب نگیلون کی بھی اک ساتھ لگی جھاڑ
سب کھیت اُٹھا سر کے اُپر رکھ لیا جھجھاڑ
ہر جھاڑ سے سرسونکے یہی کہتی تھی ابھی جھاڑ

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

خوش بیٹھے ہین سب شاہ و وزیر آج اہاہا
بلبل کی نکلتی ہی صفیر آج اہاہا
دل شاد ہین ادنے و فقیر آج اہاہا
کہتا یہی پھرتا ہی نظیرؔ آج اہاہا

سبکے تو بسنتین ہین یہ یارون کا بسنتا

ولہ

تنہا نہ اُسے اپنے دل تنگ مین پہچان
ہر گلبدن بار نگ مین نیرنگ مین پہچان
نت روم مین اور ہند مین اور زنگ مین پہچان
ہر عزم ارادہ مین ہر آہنگ مین پہچان
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر سنگ مین پہچان
منزل مین مقامات مین فرسنگ مین پہچان
ہر راہ مین ہر ساتھ مین ہر سنگ مین پہچان
ہر دھوم مین ہر صلح مین ہر جنگ مین پہچان

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

پھل پات کہین شاخ کہین پھول کہین بیل
آزاد کوئی سب سے کسی کا ہی کہین میل
کرتا ہی کوئی ظلم کوئی لیتا ہی کوئی جھیل
ادنیٰ کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈ پیل
نرگس کہین سوسن کہین بیلا کہین راببیل
ملتا ہی کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل
باندھے کہین تلوار اُٹھاتا ہی کوئی سیل
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ کھیل

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

گاتا ہے کوئی شوق مین کرتا ہے کوئی حال — چھانے ہے کوئی خاک اُڑاتا ہے کوئی مال
ہنستا ہے کوئی شاد کسیکا ہے بُرا حال — روتا ہے کوئی ہوکے غم ودرد مین پامال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال — پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے ہے کوئی شال
کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی بال — جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہے یہ سب چال

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

جاتا ہے حرم مین کوئی قرآن بغل مار — کہتا ہے کوئی دیر مین پوتھی کی سماچار
پہونچا ہے کوئی پار بھٹکتا ہے کوئی وار — بیٹھا ہے کوئی عیش مین پھرتا ہے کوئی زار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار — مفلس کوئی ناچار توانگر کوئی زردار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار — جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین سب اسرار

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ہے کوئی دلی دوست کوئی جان کا دشمن — بیٹھا ہے پہاڑون مین کوئی پھرتا ہے بن بن
مالا کوئی جپتا ہے کوئی شوق مین سمرن — چھوڑے ہے کوئی مال سمیٹے ہے کوئی دھن
نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن — لوٹے ہے کوئی خاک مین رو رو کے ملا تن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن — جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب فن

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

سردی کہین گرمی کہین جاڑا کہین برسات — دوزخ کہین بیکنٹھ کہین ارض وسموات

حورین کہین غلماں کہین پریان کہین جنات
سختی کہین راحت کہین گردش کہین سکنات
تارے کہین سورج کہین برج اور کہین دن رات
اوجڑ کہین بستی کہین جنگل کہین دیہات
شادی کہین ماتم کہین نور اور کہین ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین طلسمات

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

بیچے ہی جو ہر کوئی زر و سیم و طلا رنگ
دیتا ہی کوئی ہاتھ سے لیتا ہی کوئی مانگ
ٹھہرا ہی کوئی چور لگاتا ہی کوئی تھانگ
گھنٹا ہی کہین جھانجھ کہین سنکھ کہین بانگ
مارے کوئی پارے کو بناوے کوئی مرگانگ
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہی کوئی دانگ
ملتا ہی کوئی پوست کو چھانے ہی کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہین یہ سب سوانگ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتین کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہی کتابی
مارے ہی زٹل کوئی کہین جیب ہی دابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہی کوئی کیف کوئی مے کی گلابی
سچا کوئی جھوٹا ہی کوئی رند خرابی
ہین اُسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

کیا حسن کہین پایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہین چھایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ جھمکایا ہی اللہ ہی اللہ

کیا دھوپ ہی کیا سایا اللہ ہی اللہ
کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہی کیا مایا ہی اللہ ہی اللہ
کیا بعید نظیر آیا ہی اللہ ہی اللہ

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
عاشق ہی تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان

چاندنی رات کا بیان

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی
آیا تھا یار گلبدن پہن کے بادلا زری
بوس و کنار جام و مے عیش طرب ہنسی خوشی
چاند ہلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی
چمکے تھی تارے تارین منہ کی جھلک زری زری
اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھین کیا بیان
آگے چنی تھین صف بصف مے کی بھری گلابیان
سینوں مین اضطرابیان آنکھوں مین بیحجابیان
چھوٹی تھین ماہتاب مین نہرون کی ہتابیان
ہمکو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان
اسمین فلک نے رشک سے واہین یہ کچھ خرابیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

شب کو دلون مین واہ واہ ولولہ و رجوش کی بار تھے
دونون دلون پیار تھا دونون گلون مین ہار تھے
سینے مین آسمان کے تیر حسد کے پار تھے
ہمسے دو چار یار تھا یار سے ہم دو چار تھے
وصل سے بیقرار تھے عیش کے کاروبار تھے
ایک پلک مین ناگہان بٹ مرے شرار تھے

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی • یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

چاندنی واہ چاندنی کرتی تھی کیا جھلک جھلک
جام کے لب سے ہر گھڑی نکلے تھی مے چھلک چھلک
عیش و طرب کی لذتین ہونے لگین جو یک بیک
چہک رہی تھین بلبلین باغ رہا تھا سب مہک
یار بغل مین غنچہ لب بوسون کی سو لپک لپک
ایسے مزے مین عیش مین آہ کہین سے کھٹ دھک

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

ایک طرف تو نور مین ماہ رہا تھا جگمگا
دونون دلون مین لذتین دونون جنون مین عیش تھا
ہونٹھون سے ہونٹ لگ رہے سینے سے سینہ مل رہا
ایک طرف وہ رشک مہ میری بغل مین تھا پڑا
مے کی گلابی ہاتھ مین آنکھون مین چھا رہا نشا
اتنے مین آہ یک بیک کیا ہی غضب یہ ہو گیا

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

واہ ہو رہی تھین رات کیا چاندنی کی اُجالیان
شوخ بغل مین ناز سے کھولے تھا زلفین کالیان
ہم بھی نشے مین مست تھے ساقی کی پی کے پیالیان
جھوم رہی تھین باغ مین سنبل و گل کی ڈالیان
خوش ہو گلے لپٹ لپٹ دیتا تھا میٹھی گالیان
جلکے فلک نے اسمین ہاے آفتین لا کے ڈالیان

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

کیا ہی چمن مین شب کو واہ بری تھی نور کی جھڑی
غنچہ دہن تھا بے خبر پی تھی جو مے کڑی کڑی
چشم سے چشم لب سے لب چھاتی سے چھاتی جب لڑی
تار شعونکے تھے بندھے لوٹے تھی چاندنی پڑی
دیتا تھا بوسے پیار سے سینہ سے مل گھڑی گھڑی
کیا ہی گھڑی تھی عیش کی اُسمین بلا یہ آ پڑی

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اُٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہ گئی

باغ تھا یا کہ خلد وہ یا کہ بہشت یا ارم
چاندنی تھی وہ چاندنی چاندکا رنگ جس سے کم
دونون نشون مین مست ہو سوئے پلنگ پہ جبکہ ہم
یار تھا یا کہ حور وہ یا کہ پری وہ یا صنم
پیتے تھے مے گھڑی گھڑی پیتے تھے بوسہ دمبدم
عیش مزا تھا وصل کا اسمین نظیر ہر ستم

صبح ہوئی گجر بجا پھول کھلے ہوا چلی
یار بغل سے اٹھ گیا جی ہی کی جی مین رہگئی

موسم برسات کے بیان مین

رات لگی تھی واہ واہ کیا ہی بہار کی جھڑی
شمع و چراغ گلبدن بارہ دری تھی باغ کی
مینہ کے مزے ہوا کے غل مے کے نشے گھڑی گھڑی
موسم خوش بہار تھا ابر و ہوا کی دھوم تھی
یار بغل مین غنچہ لب رات اندھیری جھک رہی
اسمین کہین سے ہے تم ایسی اک آ یون چلی

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

شب کو ہوئین اہا اہا زور مزونکی مستیان
سبزو لونکی بستیان جنمین خوشی کی مستیان
اسمین فلک نے یک بیک لوٹین دلونکی ستیان
بجلی کی شکلین نتیان بوندین پڑین برستیان
دھوم جھونون مین بستیان چہلین نرالی کستیان
سارے نشے وہ لٹ گئے کھوئین مے پرستیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھگیا سب وہ بہار بہ گئی

برسی تھین کیا ہی جھوم جھوم رات گھٹائین کالیان
بجلیون کی اجالیان بارہ دری کی جالیان
جلتی تھین مے کی پیالیان منھ پہ نشونکی لالیان
کوئلین بولین کالیان بہ چلے نالی نالیان
عیش کی جھومین ڈالیان ہلتین گلونکی ڈالیان
اسمین فلک نے روٹھکر سب یہ ہوائین کھالیان

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہو گئی

ابر و ہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے
غوک و پپیہے مور تھے جھینگروں کے بھی شور تھے
باغ سے تا بہ باغیان جتنے تھے شور بور تھے
جھمک رہا تھا سب چمن مینہ کے جھڑا کے زور تھے
بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے جھور تھے
آ پڑے اسمین ناگہان یہ جو خوشی کے چور تھے

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہو گئی

چار طرف سے ابر کی واہ اٹھی تھی کیا گھٹا
برسے تھا مینہ بھی جھوم جھوم چھاجون اُمنڈ اُمنڈ پڑا
ہم بھی ہوا کی لہر مین پیتے تھے مے بڑھا بڑھا
بجلی کی جگمگاہٹین رعد رہا تھا گڑگڑا
جھوکے ہوا کے چل رہے یار بغل مین لوٹتا
دیکھ ہمین اس عیش مین سینہ فلک کا پھٹ گیا

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہو گئی

روز مزے دن سے رات کو برسے تھا مینہ جھمک جھمک
جام رہے چھلک چھلک شیشہ رہے بھبک بھبک
ہم بھی نشون مین خوب چہک لوٹتے تھے بہک بہک
بوندین پڑین ٹپک ٹپک پانی پڑے جھپک جھپک
یار بغل مین بانمک عیش و طرب تھے بیدھڑک
کیا ہی سمان تھا عیش کا اتنے مین آہ یک بیک

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اُٹھ گیا سب وہ بہار ہو گئی

کیا ہی مزا تھا واہ واہ ابر و ہوا کا یار و کل
عیش و نشاط بر محل بادہ دہی کا تھا محل
برسے تھا مینہ سنبھل سنبھل آگے رہی تھی شمع جل
شوخ سے بھر رہی بغل دل مین قرار جی مین کل

پیتے تھے مے مچل مچل لیتے تھے بوسے پل بہ پل
اسمین نظیر یک بیک آ کے یہ مچ گئے خلل

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندین تھمین سحر ہوئی
پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار بہ گئی

بیان عالم بہار

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تھی مچی
پھول کھلے تھے پھول پھول غنچے کھلے کلی کلی
سیلا چنبیلی رائے بیل موتیا جوہی سیوتی
باد صبا بھی چلتی تھی عطر و گلاب مین بسی
حوض پڑے جھلکتے تھے نہر بلور مین لیتی تھی
شوخ بغل مین غنچہ لب مے کے نشون کی تازگی
عیش و طرب کی لہر مین رات جب آدھی ڈھل گئی
اسمین کہین سے ہو غضب نکلی جو مکر چاندنی

صبح کے ڈر سے تھر تھرا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

رات تو کیا ہی عیش کی ٹھہری تھی آ کے انجمن
تارے کھلے تھے سر بسر تن پھول کھلے چمن چمن
نرگس و نازو یاسمن سوسن و طرہ نسترن
کبک و تدرو خندہ زن بلبل و قمری نعرہ زن
یار بغل مین گلبدن سرخ گلے مین پیرہن
سینہ بسینہ تن بہ تن عیش و طرب کے سب برن
اسمین رقیب دل شکن آیا گجر کا کر کے فن
تھالی کہین سے لا شتاب وہ بھی بجا ٹھنن ٹھنن

صبح کے ڈر سے تھر تھرا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

باغ مین شب کو واہ واہ کیا ہی مزے کے گھور تھے
طوطی و بگلے مور تھے فاختہ نکے بھی شور تھے
شوخ برابر اپنے زور تھے اُسکے بھی ہمیہ زور تھے
اوڑ کے کرکے دو پور تھے چھلے بھی پور پور تھے
یار ہمارا چاند تھا چاند کے ہم چکور تھے
دونون چلے چکور تھے دونون تنگ ڈور تھے

مے کے نشونکے شور تھے کپڑے بھی شور بور تھے
بولا رقیب دن دیے دوڑیو یارو چور تھے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

کیا ہی مزے تھے رات کو یار وہین تھے کیا کہون
شوخ بغل مین فیض و فنون عیش و طرب فزون فزون
یار کے باز اور فسون اپنے بھی عشق اور جنون
اسمین رقیب بدشگون کچھ نہ بنا تو وہ زبون
صحن چمن بنا ارم نمون ڈالیان جھومین سرنگون
مے کے بھی آگئے جو شگون پھر نشون مین اللہ گون
جام پکارے منھ لگون عیش پکارے دم گون
پچھلے ہی پہر نکلے مُرغ بولا ہی آکے ککڑون کون

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

لوٹین ہین کیا ہی ہمنے واہ رات مزے بہار کے
کاکل مُشکبار کے طرّہ آبدار کے
بانہین گلے مین یار کے بوس و کنار پیار کے
بھاگا رقیب یار کے ہاتھون پہ ہاتھ مار کے
آنکھڑیون سر سردار کے لعل مسی نگار کے
مے کے نشون کے تار کے پھولونکے شاخسار کے
ہاتھون مین گجرے تار کے بچھے گلون مین ہار کے
کچھ نہ بنا تو دی اذان کوٹھے پہ جا پکار کے

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آگئے مُفت بہار لٹ گئی

رات ہوئی تھی ولہ واہ کیا ہی نشے رسا رسا
شوخ بغل مین چاند سا دیتا تھا بوسے ہنس ہنسا
جامہ بدن مین چسپ چسپ پھول ہوا تھا بن بسا
اسمین رقیب گرگ سا کر کے سحر کا وسوسا
پیتے تھے مے بسا بسا پھولون مین ہم بسا بسا
زلفون مین اُسکی دل پھنسا آن و ادا مین جی بسا
نیند و نمین یار رسمسالی تھی جمائی کسمسا
لاکے نقارہ یا دہل دھون دھون بجا یا کس کسا

صبح کے ڈر سے ٹھر ٹھرا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

کیا ہی **نظیر** رات کو عیش کے تھے مقابلے　　مے کے نشے اُبل چلے دل کے فراخ حوصلے
جی یہ خوشی کے در کھلے رنج و تعب کے حوصلے　　شوخ کے ناز چلبلے بوسونکے تھے معاملے
ناز و ادا کے چوچلے عیش و طرب کے غلغلے　　یار لپٹ رہا گلے دل مین خوشی کے ولولے
اسمین رقیب دم نہ لے بولا ہی کرکے اشغلے　　باندھو کمر مسافرو کوچ کرین ہین قافلے

صبح کے ڈر سے ٹھر ٹھرا یار نے گھر کی راہ لی
ہم بھی دغا مین آ گئے مفت بہار لٹ گئی

معجزہ حضرت عباس بن علی کرم اللہ وجہہ

جو محب ہین خاندانِ مصطفٰے کے دوستدار　　اور علی مرتضیٰ پر جان و دل سے ہین نثار
سب سنین دلشاد ہو یہ ماجرا تفصیل وار　　ہین جو عباسِ علی کرار غازی نامدار
اُنکا مین اِک معجزہ لکھتا ہون باعز و وقار

آڑ کاٹ اک شہر ہو وان ایک ساہوکار تھا　　جتنے وان زردار تھے اُن سب مین وہ سردار تھا
مال و زر کا گھر مین اُسکے جابجا انبار تھا　　اُسکے اک بیٹا سعادتمند برخوردار تھا
گلبدن گل پیرہن گلرنگ گلرو نامدار

دوسرا اُسکے کوئی بیٹی نہ بیٹا تھا مگر　　ایک بیٹا تھا وہی سرو روان رشک قمر
تھا پنھاتا اُسکو پوشاک اور جواہر سر بسر　　بسکہ اکلوتا جو تھا اسواسطے اُسکے اوپر
باپ بھی جی سے فدا اور ماں بھی دل سے تھی نثار

اُن دنون مین تھا برس تیرہ کا اُسکا سن و سال　　جب نظر آیا اُسے ماہِ محرم کا ہلال

تعزیہ خانوں میں جاتا چھپ کے وہ رعنا غزال — مرثیوں میں سُنکے شاہِ کربلا کے غم کا حال
کوٹتا سینے کو اور ماتم سے روتا زار زار

تعزیہ کے سامنے ہوکے مؤدب سر جھکا — مورچھل رو رو ضریح پاک پر جھلتا کھڑا
جب علم اُٹھتے تو پھر لڑکوں کے ساتھ آنسو بہا — یاحسین ابن علی کہکر علم لیتا اُٹھا
لوگ دیکھ اُسکی محبت ہوتے تھے حیران کار

شام سے آکر وہ قندیلیں جلاتا دمبدم — اُٹھے اور جھاڑ پر شمعیں چڑھاتا دمبدم
عود سوزوں میں اگر لاکر گراتا دمبدم — اہل مجلس کے تئیں شربت پلاتا دمبدم
سب وہ کرتا تھا غرض جتنا تھا انکا کاروبار

لیکن اُسکے باپ کو ہرگز خبر اتبک نہ تھی — جب سُنا اُسنے تو بیٹے پر بہت تاکید کی
جھڑکا اور مارے طمانچے خوب سی تنبیہ کی — اور کہا اے بیبا بدبخت موذی مدعی
ذات سے کیا تو نکالیگا مجھے اے نابکار

اُسکے دل میں تو شہید کربلا کا جوش تھا — تعزیہ پر دھیان تھا اور مرثیہ پر گوش تھا
باپ تو کرتا نصیحت اور وہ خاموش تھا — نے طمانچوں کا اُسے نے جھڑکیوں کا ہوش تھا
اُٹھ گیا تھا اُسکے دل سے صاف سبکا ننگ و عار

باپ نے تو دنمیں یہ اُسپر کیا رنج و عتاب — رات کو پھر تعزیہ خانوں میں جا پہونچا شتاب
پھر پکڑ لایا اُسے جا کر بصد حالِ خراب — الغرض سو سو طرح اُسپر لیے رنج و عتاب
اُسنے پر جانا نچھوڑا اُس مکاں کا زینہار

اپنا بیگانہ اُسے جا کر بہت سمجھاتا تھا — پر کسی کا کب کہا خاطر میں اُسکی آتا تھا
رونا اور ماتم ہی کرنا اُسکے دل کو بھاتا تھا — تعزیہ خانے کی جانب یوں وہ دوڑا جاتا تھا

جسطرح عاشق کسی معشوق کا ہو بیقرار

جب تو سب نے تنگ ہو کر مصلحت ٹھانی بہم
جس سے کرتا ہے یہ ماتم اور اُٹھاتا ہے علم
کیون نہ اب اسدم وہی ہاتھ اسکا کر ڈالو قلم
کہہ کے یہ آخر کو سب نے ہے قیامت ہے ستم
کاٹ ڈالا ہاتھ جلد اُس بے گنہ کا ایک بار

الغرض کر ہاتھ اُس مظلوم کا تن سے جدا
کوٹھری مین بند کر کے اور قفل اوپر جڑا
نے اُسے کھانا کھلایا نے اُسے پانی دیا
شام تک بھوکا پیاسا کوٹھری مین تھا پڑا
دیکھ اپنے ہاتھ کو روتا تھا ڈاڑھین مار مار

وہ اندھیری کوٹھری وہ بھوک پانی کی پیاس
ہاتھ سے لوہو کی بوندین بھی ٹپکتین آس پاس
کس مصیبت مین پڑا وہ گلبدن زرین لباس
ہاتھ زخمی خون جاری دل پریشان جی اداس
کس سے مانگے داد اور کس کو پکارے بار بار

وہ تو اپنی بیکسی کے درد مین روتا تھا وان
اسمین کیا ہو دیکھتا اُس کوٹھری کے درمیان
ہو گیا اک بارگی نور تجلی کا نشان
اس تجلی مین نظر آیا اسے اک نوجوان
کاندھے کے اوپر علم پہلو مین تیغ آبدار

دستانہ ہاتھ مین اور پشت کے اوپر سپر
تن مین اک سیمین زرہ اور خود زرین فرق پر
داہنے کو تیر و کمان بائین کو شمشیر و تبر
جسطرح ابر سیہ مین برق ہووے جلوہ گر
اسطرح اُس کوٹھری مین آگیا وہ شہسوار

اُسنے جب اس نوجوان کے نور کی دیکھی جھلک
تھا مجسم وہ تو حق کا نور سر سے پانون تک
دیکھتے ہی اُسکا ہیبت سے گیا سینہ دھڑک
مند گئین آنکھین وہین اور رہ گئین پلکین جھپک
ہو گیا بیہوش وہ مجبور زخمی دل فگار

تاب کسکی ہو جو اُس چہرے کے آگے تاب لائے | ماہ کیا گر شمس بھی دیکھے تو اپنا سر جھکائے
ایسے طالع ایسی قسمت یہ نصیبا کوئی پائے | ایسا شہزادہ مقدس جسکے گھر تشریف لائے

آدمی کیا ہی فرشتونکا نہین عزّ و وقار

وہ تو وہ نور تجلی دیکھ بیخود تھا پڑا | اس عنایت اِس کرم کا کچھ بھی یارو تھا
آپ گھوڑے سے اُتر کے نور چشم لافتا | اُس بریدہ دست کو اُسکے دیا تن سے ملا

اور کہا اُٹھ جلد اے آلِ نبی کے دوستدار

وہ جو آنکھین کھولکر دیکھے عجب انوار ہی | روشنی سے جسکی روشن سب در و دیوار ہی
ہاتھ کو دیکھا تو خاصا ہاتھ بھی تیار ہی | نہ تو اسمین درد ہی نہ خون کا آثار ہی

رہگیا اکبارگی حیرت مین وہ مظلوم زار

پھر جو اُس لڑکے کو اُسمین ہوش سا کچھ آگیا | ہو تصدق اور وہین پانٔون کے اوپر گر پڑا
اور کہا ور رو مرا تو ہاتھ تن سے تھا جدا | یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے ملا

سچ بتاؤ کون ہو تم اے امیر نامدار

باپ نے تو میرے مجھ پر یہ ستم برپا کیا | ہاتھ کاٹا قید کی اور سو تعدّی و جفا
مجھسے بیکس پر جو تمنے کی یہ کچھ لطف و عطا | اب خدا کے واسطے جلد یہ اے بحر سخا

اپنا کچھ نام و نشان مجھ سے کہو تفصیل وار

جب کہا حضرت نے ہم بھی آدمی ہین اے عزیز | بندۂ درگاہ رب العالمین ہین اے عزیز
خاکسار و عاجز و اندوہگین ہین اے عزیز | جسکا تو کرتا ہی ماتم وہ ہمین ہین اے عزیز

آفرین صد آفرین اے پاک مومن دیندار

یہ ہمارا ہی نشان اے پاک طینت متقی | نام کو پوچھے تو ہیگا نام عباسِ علی

کربلا کے دشت مین دولت شہادت کی ملی ۔ جو ہمین چاہے ہمارا ابھی اُسے چاہے ہے جی
جو ہمارا غم کرے ہم بھی ہین اُسکے غمگسار

سنتے ہی اسبات کے اکبار وہ لڑکا غریب ۔ ہوگیا شاد اور وہین سر رکھکے قدمونکے قریب
یون لگا کہنے بڑی قسمت بڑے میرے نصیب ۔ مین کہان عاجز کہان اللہ کے خاصے حبیب
مین تصدق ہون تمہارا یا شہِ والا تبار

یہ کرم یہ لطف یہ بندہ نوازی کس سے ہو ۔ مجھ سے نالائق کی ایسی سرفرازی کس سے ہو
تمنے جو کچھ مجھ سے کی یہ چارہ سازی کس سے ہو ۔ یہ حمایت یہ مدد یا شاہ غازی کس سے ہو
اس عنایت اس کرم کا ہے تمھین پر کاروبار

مین جو اپنے ہاتھ سے کرتا تھا ماتم بر ملا ۔ اور اُٹھاتا تھا علم بھی مین تمہارے جابجا
حق اگر پوچھو تو کسکا ہاتھ ہے کٹ کر ملا ۔ یہ تمھین سے ہو سکا جو پھر دیا تن سے لگا
ورنہ کس مین تھی بھلا یہ قدرت و یہ اقتدار

وہ بھی راغب تھا جو اپنے درد کے اظہار کا ۔ ایک پل مین پھر نہ دیکھا نقش ماتم دار کا
کیا دیا تن سے ملا ہاتھ اپنے ماتم دار کا ۔ معجزہ دیکھو یہ ابنِ حیدرِ کرّار کا
کس مین یہ قدرت ہے جز فرزند شیر کردگار

اب جو اُسکے ہاتھ پر کٹنے کی آئی تھی گرہ ۔ کچھ چلیمون سے نہوتا گر وہ پھر تا دہ یہ دہ
اب اُنھون نے کر دیا اک آن مین آتے ہی یہ ۔ یہ نہین دست اور کا دست یداللّٰہی ہے یہ
جز یداللہ ہو بھلا کس دست سے یہ دستکار

کیا حسین ابنِ علی نے جس لیا میدان مین ۔ اور ہین عباس علی کی بخششین ہر آن مین
جنکے بیٹونکی رہین دل خلق کے احسان مین ۔ کیون نہ پھر خالق کہے اُنکے پدر کی شان مین

لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

صبح کو اس کوٹھری کا خود بخود در کھل گیا
باپ ماں دیکھیں تو اُسکا ہاتھ تن سے ہی ملا
پوچھا یہ کیا تھا جو کچھ دیکھا تھا اُسنے سب کہا
سنتے ہی دونوں نے پھر تو صدق سے کلمہ پڑھا
ہاتھ میں تسبیح لی زنّار کو ڈالا اُتار

پھر ہوئی اس معجزہ کی شہر کی خلقت میں دھوم
ہو گیا اس طفل پر سب شہر کا آکر ہجوم
دیکھتا تھا جو کوئی لیتا تھا اُسکے ہاتھ چوم
اور لگا آنکھوں سے یوں کہتا تھا ہر دم جھوم جھوم
یہ اُنھیں کی دوستی کے گل نے دکھلائی بہار

الغرض ماں باپ اُسپر جان و دل سے ہو فدا
لے کے لڑکے کو چلے دلشاد سوئے کربلا
راہ میں کرتے تھے لوگ اُسکی زیارت جا بجا
جب وہ منزل پر اُترتے تھے تو وانکے لوگ آ
دمبدم کرتے تھے اپنا سیم و زر اُسپر نثار

کو بکو شہر نجف میں بھی یہ شور و غل پڑے
اک محب پاک دل آیا ہی ہندوستان سے
وانکے بھی لوگ آئے سب اُسکی زیارت کے لیے
اور لاکھوں شخص آئے دور اور نزدیک کے
اسقدر یہ معجزہ سب میں ہوا واں آشکار

کربلا کے پاس پہونچا جسگھڑی وہ ماہتاب
اُن شریفوں کو ہوا حکم شہ عالیجناب
اک ہمارا دوست آتا ہی چلا جوں موج آب
کرکے استقبال تم جا کر اُسے لاؤ شتاب
اُسکی لازم ہے تمھیں دلداری کرنی ہشیار

کربلا کے لوگ نکلے اُسکے استقبال کو
لے گئے اسپ و شتر آرایش و اجلال کو
کر زیارت چوم اُسکے دست خوش افعال کو
سو تجمل سے غرض اُس صاحب اقبال کو
شہر میں لائے بصد اکرام و عزّ و افتخار

کام کیا کیا کچھ ہوے اِس سے خدا کی راہ کے
پھر خدا نے بھی انھین یہ دست قدرت کے دیے
اُسنے کٹوا یا تو ہاتھ اب اُنکے ماتم کے لیے
کیون نہ پھر تن سے ملاتے وہ تو منصف ہین بڑے

سیکھ جاوے اُنسے نصفت آ کے ہر نصفت شعار

جب ہوے روضہ مین داخل وہ محبان علی
گر زیارت اور تصدق ہوکے دل سے ہر گھڑی
وان اُنھون نے کچھ مکان بنوانے کی تجویز کی
لڑکا بنوانا پھرے تھا ہاتھ مین لیکر چھڑی

کی عمارت آخرش رنگین منقش زر نگار

دین بھی اُسکو ملا دنیا بھی یار و دیکھیو
اور محب پاک کہلایا تک اُسکو دیکھیو
کیا محبت کے چمن کی ہی یہ خوشبو دیکھیو
کیا ہی طالع کیا ہی قسمت ہے مجتو دیکھیو

اُنکی اُلفت کا نہال آخر یہ لایا برگ و بار

یا علی عباس غازی صاحب تاج و سریر
سبکے تم مشکلکشا ہو کیا غریب و کیا امیر
جان و دل سے اب تمھارے نام کا ہو کر فقیر
یہ غلام رو سیہ اب جسکو کہتے ہین نظیر

آپ کے فضل و کرم کا یہ بھی ہی امیدوار

منقبت درشان امیر المومنین حضرت علیؑ

کرون کیا وصف مین اُن کا المتاک
کہ جنکی شان مین آیا ہی لولاک
پھرا جو عرش اور کُرسی پہ چالاک
کہان وہ اور کہان میرا یہ ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمد رحمۃ للعالمین ہے
حبیب حق شفیع المذنبین ہی
رسول پاک ختم المرسلین ہی
کوئی ایسا خدائی مین نہین ہی

رکا تحت الثریٰ سے تا بہ افلاک

محمدؐ اور علیؑ یاقوت احمر
زمرد لعل ہین شپیر و شبر
دُر بحر خدا خاتون اطہر
جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچون گہر ہین پنجتن پاک

اِنھین کیواسطے خلد عدن ہے
جنھین انکی محبت کا چلن ہے
انھین کیواسطے نہر لبن ہے
بہشتی حلّہ اور اُن کا بدن ہے
سدا شیر بہشت اور سایۂ پاک

جسے اِنکی محبت پل بہ پل ہے
جو کوئی اُن کی اُلفت مین دغل ہے
اُسی کو دین اور دنیا کا پھل ہے
تو اُس مرتد کی یارو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوبے بیچ کر ڈھاک

علی جو شہسوار لافتا ہے
فلک ہیبت سے اُسکی کانپتا ہے
امیر المومنین شیر خدا ہے
علیؑ جو صفدر روز وغا ہے
کہ جسکی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علیؑ ہے قاتل کفار گمراہ
نبیؐ کا قوت بازو ید اللہ
علیؑ کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
اُٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جاے دم مین چرخ کا چاک

علیؑ نے مہد مین چیرا ہے اژدر
اُکھٹر ڈالا ہے اک حملہ سے خیبر
علیؑ نے کاٹ ڈالے عمرو و عنتر
خواص اشیا کا پھیرے گر وہ سرور
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علیؑ کو مصطفےؐ نے جی کہا ہے
علیؑ کو جسمک جسمی کہا ہے

علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے
علیؑ کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک

علی کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے
نبی کو راہ دل مین ہے علی سے
وہ دونون ایک تن اور ایک جی سے
کسی کو تاب کیا غیر از علی سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک

علی کو جو کوئی پہچانتا ہے
برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے
جو ان مین کچھ تفاوت جانتا ہے
وہ اپنے خاک سر پہ چھانتا ہے
لگائی اُسنے دوزخ کی مگر تاک

علیؑ کی دوستی مین جو مرے گا
اُسی کو باغ جنت کا ملے گا
علیؑ کے بغض مین جو جان دیگا
وہ ملعون دوزخ اندر یون جلیگا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک

جسے وصفِ علی کچھ سالتا ہے
اُسیکو دوزخ آخر ڈھالتا ہے
جو اُنکا بغض دل مین پالتا ہے
گویا بھر بھر کے ڈلیان ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایمان مین خاک

جو رکھے دشمنی حیدر سے یک مو
وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو
جو لے شبکی سے نام مرتضےٰ کو
نہ جاوے اُس شقی کے منھ سے بدبو
اگر لے کر شاخ سے طوبےٰ کی مسواک

پڑھون جسدم مناقب مین علیؑ کا
پھٹے سینہ مخالف خارجی کا
حواس اُڑ جاوے ہر اک ناصبی کا
دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا

عدو کا دم مین ہو جاے جگر چاک

رہون یان جب تلک رکھ میری عزت | مردن تو کچھ نہو مجھکو اذیت
پھر آوے جس گھڑی روز قیامت | نظیر اپنے کی وان بھی رکھیو عزت

خداوندا بہ حقِ پنجتن پاک

در فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا مین کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا | نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا
زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا | شادی نہ غم گردش ایام رہے گا

نہ عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے بڑا گنبد ازرق | یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق | سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہوجاویگا ہو حق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

لے عالم ارواح سے تا عالمِ حیات | انسان پری حور و ملک جن و خبیثات
کیا ابر و ہوا جنگل و کوہ ارض و سموات | اک پھونک مین اڑجائینگے جون نقش طلسمات

ہشیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

گر علم و ہنر سے ہی کوئی خلق مین مشہور | یا کشف و کرامات مین ہے صاحب مقدور
یا ایک کا ہی نام و نشان خلق مین مشہور | اک دم مین پلک مارتے ہوجائینگے سب دور

مستور نہ مشہور نہ گمنام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

مختار کیے خسروے جو کرتے ہین سدا کام / یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہین کئی دام
جب آکے فنا ڈالے گی اک گردش ایام / اک آنمین اٹھ جائیگا سب چیز کا الزام
مختار نہ مجبور نہ خود کام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

اب دلمین بُرے اپنے جو کہلاتے ہین اغیار / سو مکر و دغا کرتے ہین اک آن مین تیار
جب آکے فنا ڈالیگی سر کے اوپر اک وار / اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار
نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہین جو اب دل سے ریاضات و صلوات / یا عمر کو کھوتے ہین بہ رندی و خرابات
جب آکے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات / پھر صاف ہے دونون کی گنہگاری و طاعات
نے رند نہ عابد نہ مے آشام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اِک نام رہیگا

جھگڑا انکرے ملت و مذہب کا کوئی یان / جس راہ مین جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن / عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان
کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

جو شاہ کہاتے ہین کوئی انسے یہ پوچھو / دارا و سکندر رہ گئے آہ کدھر کو

مغرور نہو شوکت و حشمت پہ وزیرو | اس دولت و اقبال پہ مت پھولو امیرو

نے ملک نہ دولت نہ سر انجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار | آگے بھی دکانیں تھیں کئی اور کئی بازار
جس طور کا اب چاہیے کر لیجیے بیوپار | پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار

نے نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا
آخر وہی اللہ کا ایک نام رہیگا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات | یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات | اک اینٹ بھی ڈھونڈھے کہیں آنکی نہیں ہات

دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا میں رہے پھول | یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہرے پات پھل پھول
آجاویگی جب باد خزاں انکے اوپر بھول | ہر خار کی ہر پھول کی اُڑجاویگی سب دھول

نے زرد نہ سرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

میخوار بھی کتنے ہوے یاں مے کے ملاقی | ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب زمانے
لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی بلتے | فرصت ہے غنیمت کوئی دم کوارے ساقی

نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہین ہم چاہ
وہ شخص کہان جاتے رہے اے مرے اللہ
آگے بھی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ
اس بات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ

نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ٹک غور کرو اب ہین کہان مجنون فرہاد
جو پھول کھلے واہ وہ سب ہو گئے برباد
لیلی کہان شیرین کہان وہ نازوہ بیداد
ہم تم بھی غنیمت ہین سُن او یار پریزاد

وان حُسن نہ یان عشق کا ہنگام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

محبوب بنا جسنے تمھین حسن دیا ہے
ملنا ہے تو مل لو یہی جینے کا مزا ہے
اُسنے ہی ہمین عاشق جانباز کیا ہے
سب ناز و نیاز آہ یہ اک دم کی ہوا ہے

پھر ہجر نہ کچھ وصل کا پیغام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

ملنے سے ہمارے جو تمھین آتا ہے الزام
پھر حسن کہان اپنے رکھو کام سے تم کام
آتے دو یہ تم ہمسے ملے جاؤ سحر شام
جھک مارتے ہین وہ جو تمھین کرتے ہین بدنام

طوفان نہ بہتان نہ الزام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بناتے ہین زبانی
دیوان بنایا کوئی قصہ کہ کہانی
آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
کچھ باقی نظیر اب نہین سب چیز ہی فانی

خمسہ نہ غزل فرد نہ ایہام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

وله

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا
اور بجر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پُر زر رہا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
سب مُلک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بماہی
جب آنکر فنا کی سر پر پڑی تباہی
پھر سر رہا نہ لشکر نے تاج بادشاہی
دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات میں کہائے نامی اصیل ذاتی
جمشید فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولہا اور فوج تھی براتی
جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتھی
ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یا راج بستی ہوکر دنیا مین راج پایا
چتور گڑھ ستارا کالنجر ابنا یا
جب توپ نے اجل کے آمورچا لگایا
سب اُڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا
گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کتنے دنون یہ غل تھا نواب ہین یہ خان ہین
یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج اُنکے یان ہین
دیکھا تو اک گھڑی مین نہ نام و نہ نشان ہین
دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہین امیر خان جی
اور یہ ہین خان خانان اور ہین یہ خان جی
پنجہ اُٹھا قضا کا جب آئے سیر خان جی
پھر کسکے میر خان جی کسکے وزیر خان جی
عمدہ غنی تو انگر با زر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خان کا — یہ پالکی یہ ہاتھی ہے ذوالفقار خان کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خان کا — خر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خان کا

چھیان میگ ڈنبر در پہ ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی ڈیوڑھی ہے خان مہربان کی — یہ باغ یہ حویلی ہے مخلدار خان کی
جب راج نے قضا کے کرنی بسولی ٹانکی — اک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکان کی

رنگین محل سنہرا گھر در رہا تو پھر کیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا — مہریں بڑی کھدائیں سکہ بڑا بنایا
جب آن کر قضا نے نام و نشان مٹایا — وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا

دروں کا مہر چھاپا در پہ رہا تو پھر کیا

جاگیر میں کسی نے زر ریز ملک پایا — کر بند و بست اپنا نظم و نسق بٹھایا
لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا — اک دم میں حکم و حاصل سب ہوگیا پرایا

ہانسی حصار ٹھٹھا بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خان کا — یہ خیمہ شامیانہ ہے شہنواز خان کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خان کا — سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خان کا

سردار میر بخشی بڑھ کر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصے گھوڑے اوپر — یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر — جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر

آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پہ — جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سراسر

جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آکر — پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر

منشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر کیا

یا ے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی — محضر قبالہ لکھے قضیئے چکائی شرعی

اعلام نے قضا کا جب آ ڈنا پکاری — پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی

کوڑا لبید درہ دربر ہوا تو پھر کیا

کُتوال بن کے بیٹھا یا صدر ہو مقرر — فاسق ڈرین ہزاروں اور چور کانپیں تھر تھر

آیا قضا کا مردھا جسدم چھری اُٹھا کر — کُتوالی اور صدارت سب اُڑ گئی ہوا پر

دو دن کا خوف و خطرہ اور ڈر رہا تو پھر کیا

کہتے تھے کتنے ہم تو ہین ذات مین کلان جی — ہم شیخ ہم مغل ہین ہم ہین پٹھان ہان جی

جسدم قضا پکاری اب اُٹھ چلو میان جی — پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی

ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

یا ے کے زر جہان مین کرنے لگے تجارت — یا سیٹھ بنکے بیٹھے خاصی بنا عمارت

کھوئیں قضا نے سب یان جب کرکے اک اشارت — سب کوٹھی اور دُکانیں کر ڈالیں دم مین غارت

مال و مکان جواہر اور زر رہا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا کہایا — بلدار باندھ چیرہ طرے کو جگمگایا

کھیتوں مین جا کے کودا لاکھون کے تئیں بھگایا — جب مُنھ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا

یکتا شجاع بہادر صفدر رہا تو پھر کیا

گھوڑا اُٹھا کے ڈوبا فوجوں مین ہو دلاور — مارے طپنچے بھالے کھائی کٹار جمدھر

مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر — پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح چلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یا خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدن میں ٹانکا
موچھوں کو تاؤ دیکر سو دوت دھات ہانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آکے جھانکا
ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابین جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردوں کے تئیں جلایا عیسےٰ کی کر کرامت
کھوئے مرض ہزاروں دھوئی ہر اک زحمت
جب آئی سر پہ اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پھر کیا

یا ہو نجومی کامل تاروں کو چھان ڈالا
سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا
برج و ستارے باندھے احکام کو سنبھالا
جب وقت اپنا آیا اُس وقت کو نہ ٹالا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھکے دو کتابیں اور کرکے علم حاصل
یا بھوت جن اُتارے مشہور ہو کے عامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
مُلّا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا
پوتھی بغل میں دابی زنّار کو سنبھالا
پوجا کتھا بکھانی کیا کیا شبد نکالا
کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پُران پڑھکر مصّر ہوا تو پھر کیا

یا پی کے مے کسی نے کی عیش کامیابی
لوٹا نشے میں ہر جا کر دلسے بے حجابی
جس دم قضا نے اپنی جھمکائی اک گلابی
پھر مے رہی نہ مینا نہ مست نہ شرابی

اِک دم لبوں پہ مے کا ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن وجمال پاکر یا خوبر و کہلایا
یا عشق مین کسی نے جی جان کو گھٹایا
آکر پڑا اسرون پر جسدم اجل کا سایا
دونون مین پھر کسیکو ڈھونڈھا کہین نہ پایا

عاشق ہوا تو پھر کیا دلبر ہوا تو پھر کیا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری
کرکے مرید کتنے کی اُن کی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آکر اجل نے چیری
سب اُڑ گئی ہوا پر دم مین مریدی پیری

مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نو سیلے
یا خود منڈے کہا کر سو روپ رنگ کیسلے
میلے کیے ہزارون مونڈے فقیر چیلے
جب آفنا پکاری جا سو رہے اکیلے

تکیہ ہوا تو پھر کیا بستر ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا
یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول سے قضا کا جب وقت سر پہ آیا
نے بالکے کو تھا مانے آپ کو بچایا

نانک کبیر بیٹھی بھبر تھر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے
یا ہو کے بد ہر اک کے دل کو لگے ستانے
آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے
تھے نیک و بد جہانتک سب لگ گئے ٹھکانے

بہتر ہوا تو پھر کیا بدتر ہوا تو پھر کیا

کیا ہندو کیا مسلمان کیا ترسا و گبر و کافر
نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظیر ہین یان اکدم کے ہین مسافر
رہنا نہین کسی کو چلنا ہے سب کو آخر

دو چار دن کی خاطر یان گھر ہوا تو پھر کیا

ولہ

ہووے جو کوئی اُس بت خود کام سے واقف | بھر عمر نہو پھر کبھی اسلام سے واقف
دل اپنا تو ہی چشم گل اندام سے واقف | ساقی یہ پلا اُسکو جو ہو جام سے واقف
ہم آج تلک مے کے نہین نام سے واقف

بت مست رہے میکدۂ عشق مین رہکے | سرشار نشون مین رہے پھرتے رہے بہکے
دیکھے نہ کبھی جور زمانے کی گرہ کے | مستی کے سوا دور مین اُس چشم سیہ کے
کافر ہو جو ہو گردش ایام سے واقف

اس شوخ ستمگار کی حسرت سے ہوئی چاہ | دکھ بھرتے ہی پھرتے غرض آخر ہوے ناکام
جاملک عدم مین بھی تڑپتے رہے واللہ | مرکر بھی تہ خاک نہ آسودہ ہوے آہ
اے عشق نہ تھے ہم ترے انجام سے واقف

پہلے تو پھنسایا ہمین اُس نور نظر نے | آخر کو لگا پھر ستم و ظلم دو کرنے
اب آہ اسیری کے پڑے دکھ ہمین بھرنے | صیاد کی اُلفت سے پھنسے آن کے درنے
تھے کاہیکو ہم اِس قفس و دام سے واقف

منت سے بھلا کب وہ جیلاتا ہی کسی کو | جھوٹا ہی دغاباز ہی عیار ہی بدخو
ہمنے تو بہت اسکی سمجھ رکھی ہی خوبو | ملنے کا پیام اُس سے کہو جا کے عزیزو
جو اسکے نہو وصل کے پیغام سے واقف

چاہو کہ پھر اب بیچ مین لو تم ہمین آسان | آب آہ یہ ہونا نہین اے خسرو خوبان
ناحق دل صدچاک کو کرتے ہو پریشان | اورون سے قسم کھائیے اور ہم تو مریجان
ہین خوب تمھارے قسم اقسام سے واقف

اول تو نہ کیجے کبھی خوبان کی میان چاہ | اور کیجے تو ہو جیے سب چیز سے آگاہ

رونا مجھے رہ رہ کے یہی آتا ہے واللہ ‏ کوئی نہین کرتا جو کیا تونے نظیر آہ
دل اُس کو دیا جسکے نہین نام سے واقف

ولہ

رہے ہین اب تو پاس اُس شوخ کی شام و سحر موتی ‏ جبین پر موتی اور سر مین ہین موتی تک پر موتی
ادھر جگنون اُدھر کچھ بالیونمین جلوہ گر موتی ‏ بکھرے ہین اُس پر کمین اب تو یا رو سر بسر موتی
گلے مین کانمین نتھ مین جدھر دیکھو اُدھر موتی

کوئی اُس چاند سے ماتھے کے ٹیکے مین اُچھلتا ہے ‏ کوئی بند ونسے ملکر کانکے نرمونمین ملتا ہے
لپٹ کر دُھدھکی مین کوئی سینہ پر مچلتا ہے ‏ کوئی جھمکونمین جھوے ہے کوئی بالی مین لٹکتا ہے
یہ کچھ لذت ہے جب اپنا چھداتے ہین جگر موتی

کبھی وہ نازنین ہنسکر جو کچھ باتین بناتی ہے ‏ تو اک اک بات مین موتی کو پانی مین بہاتی ہے
ادا و ناز مین چنچل عجب عالم دکھاتی ہے ‏ وہ سمرن موتیونکی انگلیونمین جب پھراتی ہے
تو صدقے اُسکے ہوتے ہین پڑے ہر پور پر موتی

غلط ہے اُس لب رنگین کو برگ گل سے کیا نسبت ‏ کہ جسسے ہے عقیق او رپنّے اور یاقوت کو حسرت
اُداہٹ کچھ مسی کی ورا اُسپر پان کی رنگت ‏ وہ ہنستے ہین تو کھلتا ہے جواہر خانۂ قدرت
ادھر لعل اور اُدھر نیلم ادھر مرجان اُدھر موتی

کبھی جو بال بال اپنے مین وہ موتی پروتی ہے ‏ نزاکت سے عرق کی بوند بھی گھڑیکو دھوتی ہے
بدن بھی موتی اور سر پانو سے پہنے بھی موتی ہے ‏ سراپا موتیونکا پھر تو اک گچھا وہ ہوتی ہے
کہ کچھ وہ خشک موتی کچھ پسینے کے وہ تر موتی

گلے مین اُسکے جسدم موتیا کے ہار ہوتے ہین ‏ چمن کے گل سب اُسکے وصف مین موتی پروتے ہین

نہ تنہا رشک سے قطرات شبنم دل مین روتے ہین　　فلک پر دیکھکر تارے بھی اپنا ہوش کھوتے ہین
پہنکر جسگھڑی بیٹھے ہے وہ رشک قمر موتی

وہ زیور موتیونکا وہ اور کچھ تن وہ موتی سا　　پھر اُسپر موتیا کے ہار بازو بند اور گجرا
سراپا زیب و زینت مین وہ عالم دیکھکر اُسکا　　جو کہتا ہون ارے ظالم ٹک اپنا نام تو بتلا
توہنسکر مجھسے یون کہتی ہے وہ جادو نظر موتی

کڑے پازیب توڑے جسگھڑی اُسمین لٹکتے ہین　　تو ہر جھنکار مین کسطرح باہم جھگڑتے ہین
کسی کے جی پہ اڑتے ہین کسی دل سے بگڑتے ہین　　کڑے سونیکے کیا موتی بھی اُسکے پانون پڑتے ہین
اگر باور نہو دیکھو ہین اُسکی کفش پہ موتی

خفا ہو اندنون کچھ روٹھہ بیٹھی ہے جو ہمسے وہ　　تو اُسکے غم مین جو ہمپر گذرتا ہے سو مت پوچھو
چلے آتے ہین آنسو دل پڑا ہے ہجر مین شاید　　وہ دریا موتیونکا ہمنے دیکھا ہو تو بہیا رو
بھلا کیونکر نہ برساوے ہماری چشم تر موتی

شفق مین اتفاقاً جیسے سورج ڈوبکر نکلے　　دیا ابر گلابی مین کہین بجلی چمک جاوے
بیان ہو کس طرح سے آہ اُس عالم کو کیا کہیے　　تبسم کی جھلک مین یون جھمکتے ہین دانت اُسکے
کسی کے یک بیک جسطور جاتے ہین بکھر موتی

ہمین کیونکر پرے پڑا دو نسے بوسونکے نہون گہنے　　جڑاؤ موتیونکے اِس غزل پر واریے گہنے
سخن کی کچھ جو اُسکے دل مین ہے اُلفت لگی رہنے　　**نظیر** اِس ریختہ کو سُن وہ ہنسکر یون لگی کہنے
اگر ہوتے تو مین دیتی تجھے اک تھال بھر موتی

ولہ

ہمیشہ چاہت کی دُھن ہے جسکو دل اُسکا ہے ہو رہا پالا　　لگائے رکھتا ہے اُسکی چٹپٹ جو حسن اُسنے یہ دیکھا بھالا

دیا دل اپنا اُسی کو ہنسکر جہان پری نے یون کہا لا
سحر جو نکلا مین اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا

جھلک وہ مکھڑے مین اُس صنم کے کہ جیسے سورج مین ہے اُجالا

ہوا نہایت مین جی مین خوشدل نظر پڑا وہ صنم جو مجھکو
صفت کی اُسکے جمال کی شان کھڑے کھڑے نے لکھین خوش ہو
جو دیکھی مینے وہ اُسکی خوبی ہمری زبانسے ہو کیا ادا وہ
وہ زلفین اُسکی سیاہ پُرخم کہ اُنکے بل پر شکن کی یادو

نہ پہونچے سنبل نہ پہونچے ریحان نہ پہونچے ناگن نہ پہونچے کالا

بہار دیکھی جو اُس صنم کی تو وصف اُسکا کہون مین کیا کیا
پری بھی دیکھے تو شرمگین ہو وہ حسن و خوبی بھری سراپا
وہ چال چنچل وہ نظرین چنچل وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا
ادا وہ بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھ تماشا

بھوین وہ جیسی کھنچی کمانین پلک سنان پیش نگاہ بھالا

عجب ہوش کا وہ شوخ گلرو کہون مین کیا کیا کچھ اُسکی خوبی
ہوا فدا مین دل و جان سے وہ طرز اُسکی جو مینے دیکھی
کچھ ایسا مہوش کچھ ایسا دلبر کہون کہان تک صفت مین اُسکی
وہ آنکھین مست اور گلابی اُسکی کہ اُنکو دیکھے تو دیکھتے ہی

مے محبت کا اُسکے دل کو ہو گیا ہی گہرا نشہ دوبالا

وہ شوخ چنچل کچھ ایسے ڈھب کا کہ اُسکا مکھڑا جو کوئی دیکھے
پھرے دیوانہ سا ہر طرف وہ اُسی کی چاہ مین بہت ہوش کھو کے
لگا وٹین بھی کئی طرح کی فریب و فن بھی کئی نمط کے
لبون پہ سرخی وہ پان کی کچھ کہ لعل بھی منفعل ہو جسسے

وہ آن ہنسنے کی بھی پھر ایسی کہ جسکا عالم ہے کچھ نرالا

وہ طرفہ دلبر وہ منظر وہ نسترن بر جو ہے مینے دیکھا
پھر اہا کچھ اور ہر گز نہ حرف میری زبان سے نکلا
ہوا مین صورت کو دیکھتے ہی غلام اُسکی ہر اک ادا کا
وہ جامہ زیبی وہ دلفریبی وہ سج دھج اُسکی وہ قد زیبا

کہ دیکھ جسپر فدا ہوا دل سے وہ جسکو کہتے ہین سرو بالا

خوش اپنے دل مین ہوا بہت ہی مین اُس پریرو کو دیکھنے سے
نثار اُسپہ ہوا مین ایسا کیا جب اُسکی ہمراز و ناز دیکھے
جو شوخیان ہین نے اُسمین پائین کہان تک اُنکا بیان ہو جسے
مگر لڑائی ہو اُسنے جسدم جھٹک لیا جیب تو وہ اُسکو میرے

ادا و آن نے ادھر دبوچا پلک پلک نے اُدھر اچھالا

جب اُس پہ پیرد کے ہاتھوں آکر شکیل ان سے پڑی لگی ٹھہری
رہا مین بیکس ہوں مین کسی کے جو میرا اسوقت جی گیا ری
ہوئی اذیت جو مجھ پہ اُس دم وہ مین ہی جانوں کسے خبر تھی
جو لے لیا دلکو میرے یارو تو اُسنے لی راہ اپنے گھر کی

پڑا تڑپتا مین رہگیا وان زبان پہ آہ اور لبوں پہ نالا

جب اُس صنم کی ادا نے اُسجا دکھایا اپنا وہ مجھکو جادو
پھنسا مین ایسا لفظوں کے بل مین یار در ہی عقل و خرد بھر
ہوا مین بیکل بہ رنگ بسمل جو ہوش تھا سب ہوا وہ بیہوش
بہت یہ ڈھونڈا تو جا بجا پوچھوں مین نام اُسکا لے دہ [illegible]

نہ مجھسے بولا نہ کی اشارت نہ دی تسلی نہ کچھ سنبھالا

غرض وہ عیار میرے دلکو جو لیگیا چھلکے وائے اسم
صبا کے قاصد کو مین نے بھیجا اُنکی زبانی سکھا کے ہم
جو پہونچے وان تو یہ پہلے کہیو تو اس زبان سے بدیدہ نم
پری رخ من شکر لب من دمے تو باز آ بہ پیش چشمم

بیا دسرد تو بیقرارم نہال عشقت شدہ است بالا

گیا ہی جبسے تو منہ دکھا کر نہیں پڑا ہی مین مجھکو ابتک
کھلی ہین آنکھیں بہ رنگ نرگس ہی راہ تیری ہی تاکو کبتک
جھمک دکھا جا ٹک اپنے زلفی کسی طرح سے تو ہو پلک تک
فدا ہو جبکہ عشق تیر فادمو شہر زد من قرا تک

کثیر حزنا مع الہموم تقیل ہجراً وکالجبال لا

ہوئی وہ تقصیر مجھسے کیا اب تو جسکے باعث ہوا جدا ہے
مرا تو جان و دل سے پیارے تجھی صنم پر فدا ہوا ہے
کسی طرح سے تو جلد آجا نکلتی منہ سے یہی صدا ہے
تسا دی ملنے نوں دل ہی بیکل ہجر وچ کلیاں اکھدا ہے

سے آمینوں دی ہے اپنے گھر وچ نہیں تو اٹھے ساوی مالا

تجھی مین تیرا ہی دھیان ہیرا نہ سکھ سے ہی مین نیند لینا ن
ترا ہی لیتا ہوں نام ہر دم حسین من بن نہیں صنم جیسے بتیان
کہیں سے آمل تو مجھسے پیارے جو میرے دلکو ٹک آئے چینیان
تمہاری سی لگی ہی نسدن تمہارے درشن کو ترسیں نینان

دلاری سندر انوکھی پران پیاری موہن انوکھی لالا

تری جدائی مین ہائے ستمگر یہ سختی مجھ پہ جو اب گذرتی
نہین جو آیا تو اس طرف کو یہ بات کیا تیرے دل مین ٹھہری
نہ گھر مین دلکو قرار آوے نہ میرا باہر کہین لگے جی
اُپا نے من کو جو چھیو تقین سی بار کاٹن لگائی تنی

پھرا ہین آ کر گھر بو مہان کی پلک کٹارا جو تھان سنگھالا

وہ تیری صورت ہے جیسے دیکھی تو مردم آنکھین مین رہتی حیران
ارے چھبیلے ارے چھبیلے ارے ڈھبیلے کبھی تو آن
جو کال آتی ہے یاد تیری تو دل ہے ہوتا بہت پریشان
اگن برت ہے ہیا مین کو بیڑ مین تیرا ئی مگی ہنوان

تُوری جو نینان نے موہا مہکو پہ چتونو تنکو بہو اد کھالا

گیا ہے جیسے تو دلکو لیکر نہین ہے مجھکو قرار اک جا
ہوا ہے میرا یہ حال اب تو تری جدائی مین دل آرا
امید ملنے کی تیرے رکھکر ادھر اُدھر ہو نین اُٹا جاتا
جگت سبھا امت بر بہکا اٹک کیسو امن کرن کہا

دوا نی کیتی ہمن سر سخن نہ شدھ کی گر پر نہ بدھ کی بچالا

جو دن پہ گذرے ہے مجھ پہ تجھ بن بیان نہین ہے کہ تجھ کا آسان
جو تجھکو دیکھے تو ہو تسلی جو تجھ سے بولے تو دل ہو خوش جان
یہی ہی ہمین رہتی کہ تو پھر آ سکو ئی گھڑی یان
کبھی تو ہنسکر شتاب آجا نظیر کی بھی طرف ٹک ایکجان

بنا کے سیج دھج پیارا کے دامن لگا کے ٹھوکر ہلا کے بالا

قصہ ہنس

دنیا کی جو اُلفت کا ہوا اُس کو سہارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
اور اُسنے خوشی کو مری خاطر مین اُتارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا

اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اُسکا گذارا

چنڈول اگن ابلقے چپان بنے ڈھیر
طوطے بھی کئی طور کے ٹوئیان کوئی لہیر
مینا و بئے کالکے بگلے بھی سیہ نسبر
رہتے تھے بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر

اُسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا

بلبل نے کیا اُسکی محبت میں خوش آہنگ
اور کوکلے کوئل نے بھی اُلفت کو لیا سنگ
کھنجن میں کلنگو نمیں بھی چاہت کی مچی جنگ
دیکھا جو طیوروں نے اُسے حُسن میں خوش رنگ
وہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا

سیمرغ بھی سو دل سے ہوئے ملنے کے شائق
گر لگے بھی پکھونکے ہوئے جھلنے کے لائق
سارس بھی حواصل بھی ہوئے اُسکے موافق
باز و لگڑ و جرّہ و شاہین ہوئے عاشق
شکروں نے بھی شکر سے کیا اُسکا مدارا

کچھ سبزک پڑنکے و کچھ ٹنٹن و بہرے
پُھدکی سے لگا بوبڑ و قمری و دہر بوے
غوغائی کپھیری و لٹورے و پپیہے
کچھ لال چڑے بور نے پدی ہی غش تھے
پِڈری بھی سمجھتی تھی اُسے آنکھ کا تارا

چاہت کے گرفتار بٹیریں لویں تیستر
کبکوں کے تدرو دلکے بھی چاہت میں بندھے
ہد ہد بھی ہوئے ہٹ کے ٹدھیا ادھر ادھر
زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر
سب کرنے لگے اُسکی محبت کا اشارا

شکل اُسکی وہیں چت میں کھنچی شاما چڑے کے
دی چاہ جتا پھر اُسے چھاپونے بھی جب سے
ہریل بھی ہوئے اُسکے بڑے چاہنے والے
جتنے غرض اُس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے
اُس ہنس پر اُن سب نے دل و جان کو وارا

خواہش یہ ہوئی سب کی کہ ہر دم اُسے دیکھیں
اور اُسکی محبت سے ذرا منہ کو نہ پھیریں
دن رات سے آغوش کہیں نت سکھ اُسے دیویں
صحبت جو ہوئی ہنس کی اُن جانوروں میں
کچھ چند رہا خوب محبت کا گذارا

سب ہوکے خوش اُسکی اے اُلفت لگے پینے
اور پیت سے ہر ایک نے وہاں بھر لیے سینے

ہر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے ‏ اُس ہنس کو جب ہوگئے دو چار مہینے

اک روز وہ یارونکی طرف دیکھ پکارا

یا ان لطف و کرم تمنے کیے ہم پہ ہین جو جو ‏ تم سب کی یہ خوبی ہی کہان ہمسے بیان ہو

تقصیر کوئی ہمسے ہوئی ہووے تو بخشو ‏ لو یار دہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو

اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمھارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرصت سے ہم آغوش ‏ اب یاد وطن دلکی ہمارے ہوئی ہمدوش

جب حرف جدائی کا پرندونے کیا گوش ‏ اس بات کے سنتے ہی جو ہر اک کے اڑے ہوش

سب بولے یہ فرقت تو نہین ہمکو گوارا

بن دیکھے تمھارے ہمین کب چین پڑینگے ‏ اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے

گر تمنے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے ‏ ہم جتنے ہین سب ساتھ تمھارے ہی چلینگے

یہ درد تو اب ہمسے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی ان سے کئی بار ‏ کچھ بس نہین اب چلنے کی ساعت سے ہین لاچار

آنکھین ہوئین اشکون سے پرندونکی گہربار ‏ اسمین جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار

پرا اپنا ہوا پر وہین اُس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اُس پیڑ سے وان کو چلا ناگاہ ‏ منھ پھیر کے ادھر سے وطن کی جو ہوئی راہ

دیکھا جو اُسے جاتے ہوے وان سے تو کر آہ ‏ سب ساتھ چلے اُسکے وہ ہمراہ ہو اخواہ

ہر ایک نے اڑنے کے لیے پنکھ پسارا

اور ہنس کی ان سب کو رفاقت ہوئی غالب ‏ جب وان سے چلا وہ تو ہوئی بے بسی غالب

کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پر ہوئی غالب ‏ دو کوس اڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب

پھر پھر میں کسی کے نہ رہا توت ویارا

پر انکے ہوے پر جو ہیں دُوری کی پڑی پس
تھک تھک کے لگے گرنے تو کرنے لگے افسوس
روئے کہ رفاقت کی کرین کیونکہ قدموس
کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اُڑا کوس

کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دنش کوس مین ہارا

کچھ بن نہ سکے اُنسے رفیقی کے جو وان کار
جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہار
اور اتنے اُڑے ساتھ کہ کچھ ہووے نہ اظہار
کوئی یان رہا کوئی وان رہا کوئی ہو گیا لاچار

کوئی اور اُڑا آگے جو تھا سب مین کرارا

تھی اُسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے
جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے
سمجھے تھے بہت ملین وہ اُلفت کو بڑی شے
چلین رہین کوے گرے اور بازبھی تھک کے

اُس پہلی ہی منزل مین کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو اُلفت ہے تو اُسکی ہے یہ کچھ راہ
نا چاری ہو جسجا مین تو وان کیجیے کیا چاہ
جب مشکل یہ ہو تو بھلا کیونکہ ہو نرباہ
سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ

آخر کے تئیں ہنس اکیلا ہی سدھارا

برسات کی بہارین تضمین

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین
بوندونکی جھمجھاوٹ قطرات کی بہارین
سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہارین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہین
جھڑیونکی مستیونسے دھومین مچا رہے ہین
پڑتے ہین پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہین
گلزار بھیگتے ہین سبزے نہا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مارے ہین موج ڈابر دریا اُمنڈ رہے ہین
مور و پپیہے کوئل کیا کیا اُمنڈ رہے ہین
جھڑ کر رہی ہین جھڑیان نالے اُمنڈ رہے ہین
برسے ہے مینہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہین
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہین
بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہین
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بادل لگا ٹکورین نوبت کی گت لگاوین
جھینگر جھنگار اپنے سرنائیان بجاوین
کر شور مور بگلے جھڑیون کا مینہ بلاوین
پی پی کرین پپیہے مینڈک ملارین گاوین
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہر جا بچھا رہا ہے سبزا ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہین ہر جا ہرے بچھونے
جنگلو مین ہو رہے ہین پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہین حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

سبزون کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائین سُرخ اور سفید کاہی
سب بھیگتے ہین گھر گھر لے ماہ تا بماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیا کیا رکھے ہے یارب سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہین پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہین سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئل کی کوک مین بھی تیرا ہی نام ہیگا
اور مور کی زٹل مین تیرا پیام ہیگا
یہ رنگ سو کہونکا جو صبح و شام ہیگا
یہ اور کا نہین ہے تیرا ہی کام ہیگا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھولونکی سیج اوپر سوتے ہین کتنے بن بن
سوہین گلابی جوڑے پھولونکے ہار ابرن
کتنونکے گھر ہے کھانا سونا لگے ہے آنگن
کونے مین پڑ رہی ہین سر منہہ لپیٹ سوگن

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بولین بئے بٹیرین قمری پکارے کو کو
پی پی کرے پپیہا بگلے پکارین تو تو
کیا ہُد ہُد ونکی حق حق کیا فاختونکی ہو ہو
سب رٹ رہے ہین تجھکو کیا پنکھ کیا پکھیرو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو مست ہین اُدھر کے کر شور ناچتے ہین
پیارے کا نام لیکر کیا زور ناچتے ہین
بادل ہوا سے گھر گھر گھنگھور ناچتے ہین
مینڈک اُچھل رہے ہین اور مور ناچتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو خوش ہین وہ خوشی مین کاٹے ہین رات ساری
جو غم مین ہین اُنھو پر گذرے ہے رات بھاری
سینون سے لگ رہی ہین جو ہین پیا کی پیاری
چھاتی پھٹے ہے اُنکی جو ہین برہ کی ماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو وصل مین ہین اُنکے جوڑے مہک رہے ہین
جھولون مین جھولتے ہین گہنے جھلک رہے ہین
جو دکھ مین ہین سو اُنکے سینے پھڑک رہے ہین
آہین نکل رہی ہین آنسو ٹپک رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اب برہنونکے اوپر ہے سخت بیقراری
ہر بوند مارتی ہے سینے اوپر کٹاری

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہین باری باری — ہی ہی نہ پی پیا نے ابکی بھی سُدھ ہماری

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جب کویل اپنی اُنکو آواز ہی سُناتی — سُنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہی اُمڈ جاتی
پی پی کی دھن کو سُنکر بیکل ہین کہتی جاتی — مت بول اے پپیہے پھٹتی ہی میری چھاتی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہی جنکی سیج سونی اور خالی چارپائی — رو رو اُنھون نے ہر دم یہ بات ہی سُنائی
پردیسی نے ہماری ابکی بھی سُدھ بُھلائی — ابکی بھی چھاؤنی جا پردیس مین ہی چھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون نے اپنے غم سے اب ہی یہ گیت بنائی — میلے کچیلے کپڑے آنکھین بھی ڈبڈبائی
نے گھر مین جھولا ڈالا نے اوڑھنی رنگائی — پھوٹا پڑا ہی چولھا ٹوٹی پڑی کڑھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گاتی ہی گیت کوئی جھولے پہ کرکے پھیرا — مارو جی آج کیجیے یان رین کا بسیرا
ہی خوش کسی کو آکر ہی درد و غم نے گھیرا — منھ زرد بال بکھرے اور آنکھوں مین اندھیرا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جنکو اب مہیا حسنوں کی ڈھیریان ہین — سُرخ اور سنہرے کپڑے عشرت کی گھڑیان ہین
محبوب دلبرونکی زلفین بکھریان ہین — جگنون چمک رہے ہین راتین اندھیریان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو بھنگ پی پی کپڑے بھگو رہے ہین — باہین گلو مین ڈالے جھولون مین سو رہے ہین
کتنے برہ کے مارے شدھ اپنی کھو رہے ہین — جھولے کی دیکھ صورت ہر آن رو رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بیٹھے ہین کتنے خوش ہو اونچے چھوا کے بنگلے — پیتے ہین مے کے پیالے اور دیکھتے ہین خنگلے
کتنے پھرے ہین باہر خوبان کو اپنے سنگ لے — سب شاد ہو رہے ہین منعم ہا غریب کنگلے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنوں کو محلون اندر ہے عیش کا نظارہ — یا سائبان ستھرا یا بانس کا اسارا
کرتا ہے سیر کوئی کوٹھی کا لے سہارا — مفلس بھی کر رہا ہے پولے تلے گذارا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے — دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے
ڈر ڈر حویلی والا ہر آن رو رہا ہے — مفلس سو جھونپڑے مین دلشاد ہو رہا ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

مدت سے ہو رہا ہے جنکا مکان پرانا — اٹھتے ہے انکو منہ مین ہر آن چھت پہ جانا
کوئی پکارتا ہے ٹک موری کھول آنا — کوئی کہے ہے چل بھی کیون ہو گیا دوانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتا ہے لو یہ مکان ٹپکا — گرتی ہے چھت کی مٹی اور سائبان ٹپکا
چھلنی ہوئی اٹاری کوٹھا اندان ٹپکا — باقی تھا اک اسارا سو وہ بھی آن ٹپکا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اونچا مکان جسکا ہے کچھ پنڈرا سوایا — اوپر کا کھن ٹپک کر جب پانی نیچے آیا
اسنے تو اپنے گھر مین ہے شور غل مچایا — مفلس پکارتے ہین جانے ہمارا جایا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

سبزو بنپہ بیر بہوٹی ٹیلون اوپر دھتورے | بسو سے مچھروں سے روئے کوئی بسورے
بچھو کسی کو کاٹے کیڑا کسی کو گھورے | آنگن مین کنسلائی کونون مین کھنکھجورے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پھنسی کسی کے تن مین سر پر کسی کے پھوڑے | چھاتی پہ گرمی دانے اور پیٹھ مین دودڑے
کھاپوریان کسی کو ہین لگ رہے مروڑے | آتے ہین دست جیسے دوڑین عراقی گھوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جس گلبدن کے تن مین پوشاک سوسنی ہے | سو وہ پری تو خاصی کالی گھٹا بنی ہے
اور جسپہ سرخ جوڑا یا اودی اوڑھنی ہے | آ سیر تو سب گھلاوٹ برسات کی چھنی ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پتلی جہان کسی نے دال ور کڑھی پکائی | مکھی نے ودھین بولی آ اونٹ کی بلائی
کوئی پکارتا ہے کیون خیر تو ہے بھائی | ایسے جو کھانستے ہو کیا کالی مرچ کھائی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بدنون مین کھپ رہے ہین خوبون کے لال جوڑے | جھمکین دکھا رہے ہین پریون کے لال جوڑے
لہرین بتا رہے ہین لڑکون کے لال جوڑے | آنکھون مین چبھ رہے ہین پیارون کے لال جوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اور جس صنم کے تن مین جوڑا ہے زعفرانی | گلنار یا گلابی یا زرد سرخ دھانی
کچھ حسن کی چڑھائی اور کچھ نئی جوانی | جھولون مین جھولتے ہین اوپر پڑے ہین پانی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی تو جھولتے ہین جھولے کے ڈور چھوڑے | یا ساتھیون نے اپنے پاتون سے پانون جوڑے

بادل کھڑے ہیں سر پہ برسے ہیں تھوڑے تھوڑے | بوندوں سے بھیگتے ہیں لال اور گلابی جوڑے

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو ہو رہی ہے اس عیش کی نشانی | سوتی ہے ساتھ جسکے کہتی ہے وہ سیانی
اسوقت تم نہ جاؤ اے میرے یار جانی | دیکھو تو کس مزے سے برسے ہے آج پانی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے شراب پیکر ہو مست جھک رہے ہیں | مے کی گلابی آگے پیالے چھلک رہے ہیں
ہوتا ہے ناچ گھر گھر گھنگھرو جھنک رہے ہیں | پڑتا ہے مینہ جھڑا جھڑ طبلے کھڑک رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہیں جنکے تن ملائم میدے کی جیسے لوئی | وہ اس ہوا میں خاصی اوڑھے پھرے ہیں لوئی
اور جنکی مفلسی نے شرم و حیا ہے کھوئی | ہے اُنکے سر پہ سرکی یا بوریے کی کھوئی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے پھرے ہیں اوڑھے بانی ہیں سرخ ٹٹو | جو دیکھ سرخ بدلی ہوتی ہے اُنپہ لٹو
کتنوں کی گاڑی رتھ ہیں کتنوں کے گھوڑے ٹٹو | جس پاس کچھ نہیں ہے وہ ہم سا ہے نکھٹو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

جو اس ہوا میں یارو دولت میں کچھ بڑے ہیں | ہے انکے سر پہ چھتری ہاتھی اوپر چڑھے ہیں
ہمسے غریب غربا کیچڑ میں گر پڑے ہیں | ہاتھوں میں جوتیاں ہیں اور پائنچے چڑھے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

ہے جن کنے مہیا پکا پکایا کھاتا | اُنکو پلنگ پہ بیٹھے جھڑیوں کا حظ اُٹھاتا
ہے جنکو اپنے گھر کا یا نون تیل لاتا | ہے سر پہ اُنکے پنکھا یا چھاج ہے پرانا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے خوشی سے بیٹھے کھاتے ہین خوش محل مین
کتنے چلے ہین لینے بنیے سے قرض پل مین
کاندھے پہ دال آٹا ہلدی گرہ کی بل مین
ہاتھون مین گھی کی پیالی اور لکڑیان بغل مین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو کسبیان جوانین حسن و نمک بھریان ہین
سینون مین لال انگیان اور لال کرتیان ہین
نظرین بھی بدلیان ہین دل مین بھی سرتیان ہین
اک اک نگہ مین کافر بجلی بھی بھرتیان ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو تو جوان ہین انکی تیاریان بڑی ہین
ہاتھون مین لال چھڑیان کوٹھون او پر کھڑی ہین
اور وہ جو آشنا سے جھگڑی ہین یا لڑی ہین
منہ کو چھپا پلنگ پر مچلی ہوئی پڑی ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی اپنے آشنا سے کر ناز کا جھپٹا
کہتی ہے ہنسکے کافر چنچل سے یا نہٹا
تمسے تو دل ہمارا اب ہو گیا ہے کھٹا
تم آج بھی نہ لائے رنگوا مرا دوپٹا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہے کوئی مجھکو جوڑا سوہا بنا دو
یا ٹاٹ باف جوتا یا کفش سرخ لادو
کوئی کہے ہے میری کرتی ابھی رنگا دو
یا گر مٹھے اندرسے اک سیر بھر منگا دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جو انکے مبتلا ہین سب چیز لا رہے ہین
کرتی بنا رہے ہین انگیا رنگا رہے ہین
جو جو ہین انکی باتین سب کچھ اٹھا رہے ہین
یا ہین گلے مین ڈالے عشرت منا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنون نے تو ل باندھا معمولی ٹکے پیسے
برسات بھر تو ملکے سنتے ہو جان پیارے
کہتی ہین شاد ہو کے یون اپنے آشنا سے
احمق ہو جو پلنگ سے اب موتنے کو اترے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

پینگے اُنسے ہنس ہنس کہتی ہے شوخ رنڈی
ہم پہنین لال جوڑا تم پہنو خاصی پگڑی
معمولی اب تو لیکر بیندی بھی ہے گھمنڈی
خندی ہو جو تمھاری چھاتی کرے نہ ٹھنڈی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زردار کی تو انمین ہے مچ رہی پلنگڑی
مفلس کو ٹوٹی پٹی یا ٹاٹ کی جھلنگڑی
دلبر پری سے ہنس ہنس چمکائے جوڑے مکڑی
رنڈی ملی تو کالی یا گنجی لولی لنگڑی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ہو بیٹھی ہے گھر مین آرام کر رہی ہے
چتون لگا دلون سے سودا م کر رہی ہے
ہر دو مین دوستون سے پیغام کر رہی ہے
چپکے ہی چپکے اپنا سب کام کر رہی ہے

کیا کیا مچی ہے یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی اپنے محبوب سیمبر سے
کوئی کہے ہے اپنے دلدار خوش نظر سے
اس مینھ مین تم نہ جاؤ پیارے ہمارے گھر سے
ہاتھون سے میرے جانی کھالے یہ دو مزے سے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی پیاری جو کچھ کہو سو لا دون
پیڑا جلیبی لڈو جو کھاؤ سو منگا دون
زردوزی ٹاٹ باقی جوتا کہو بنوا دون
چیرا دوپٹہ جامہ جیسا کہو رنگا دون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرون کے تن پر ہین گرمی دانے کے
کہتے ہین انکو عاشق لیوین پیار کے ملائے

کیا مینھ برس رہا ہی پیارے ذرا نہالے — چھاتی نہین تو پیارے ٹک پیٹھ ہی ملالے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

اُس رات ہین جہاں تک گلزار بھیگتے ہین — شہر و دیار کوچہ بازار بھیگتے ہین
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہین — عاشق نہار رہے ہین دلدار بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو دلبرونکی دہلی پہ بھیگتے ہین — کتنے پری رخونکی بولی پہ بھیگتے ہین
اور کتنے کسبیون کی ڈیوڑھی پہ بھیگتے ہین — کتنے طوائفون کی موری پہ بھیگتے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتی ہی جب وہ سُنکر یہ بات بھیگ احمق — مارونگی تیرے آکر اک لات بھیگ احمق
مجھکو کبھی مند چڑھی ہی دن رات بھیگ احمق — یوہین تو اب کی ساری برسات بھیگ احمق

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

زردار کی تو سُنکر کہتی ہی وہ پری رو — کہتی ہی لونڈیون سے جلدی کی کواڑ کھولو
مفلس کوئی پکارے تو اُس سے کہتی ہی دو — ہرگز کوئی نہ بولو احمق کو بھیگنے دو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

یہ سُنکے گر وہ مفلس کچھ شور و غل مچاوے — بیٹھک مین اینٹ پھینکے یا کنڈی کھڑکھڑاوے
کھڑکی مین ڈال سر کو جب نا گہ سنا دے — کیا غل مچا رہا ہی سن پیچھے مالزادے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی یار سنکے کہے ہی اے دلستان آؤ — بدلی بڑی اُٹھی ہی کتنے کو مان آؤ
کیا مینھ برس رہا ہی ہمراک مکان آؤ — راتین اندھیریان ہین اے میری جان آؤ

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی رات کو پکارے پیارے مین بھیگتی ہون
آئی ہون تیری خاطر آرے مین بھیگتی ہون
کیا تیری الفتونکی ماری مین بھیگتی ہون
کچھ تو ترس تو میرا کھارے مین بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے دل سخت بھیگتی ہون
کپڑے بھی تربتر ہین اور سخت بھیگتی ہون
کانپے ہے میری چھاتی یک لخت بھیگتی ہون
جلدی بلالے مجھکو کمبخت بھیگتی ہون

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

آیا وہین چھپرکھٹ ماچی پلنگ کھٹولے
جولون کی چرچراہٹ بوچھار کے جھکولے
دلبر کہین بغل مین امرد کہین ہیں ہولے
دیکھیے کہین دھڑاکے چلتے کہین ہنڈولے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

شیشہ کہین گلابی بوتل چھمک رہی ہے
چھاتی سے چھاتی لگ کر عشرت جھلک رہی ہے
رابیل موتیا کی خوشبو مہک رہی ہے
پائے کھٹک رہے ہین پٹی چٹک رہی ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کوئی پکارتی ہے کیا کیا مجھے بھگویا
ناحق قرار کرکے جھوٹا مجھے بھگویا
کوئی پکارتی ہے کیسا مجھے بھگویا
یون دور سے بلا کر اچھا مجھے بھگویا

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

جن دلبرونکے خاطر بھیگے ہین جنکے جوڑے
لے اُنکے بھیگے کپڑے ہاتھونمین دھر نچوڑے
وہ دیکھ اُنکی لفت ہوتے ہین تھوڑے تھوڑے
چیرا کوئی سکھاوے جامہ کوئی نچوڑے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کیچڑ سی ہو رہی ہے جس جا زمین پھسلنی | مشکل ہوئی ہے واں سے ہر اک کو راہ چلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی | جوتی گری تو اُسنے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کتنے تو کیچڑونکی دلدل مین پھنس رہے ہین | کپڑے تمام گندے دلدلمین بس رہے ہین
کتنے اُٹھے ہین مر مر کتنے اُکس رہے ہین | وہ دُکھ مین پھنس رہے ہین اور لوگ ہنس رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

کہتا ہے کوئی گر کر یہ اے خدا ے لیجو | کوئی ڈگمگا کے ہردم کہتا ہے دآ لیجو
کوئی ہاتھ اُٹھا پکارے مجھکو بھی ہا لیجو | کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پاے لیجو

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

گر کر کسی کے کپڑے دلدلمین ہین معطر | پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ مین منھ گیا بھر
اک دو نہین پھسلتے کچھ اسمین آن اکثر | ہوتے ہین سیکڑونکے سر نیچے پاؤن اوپر

کیا کیا مچی ہین یارو برسارت کی بہارین

یہ رُت وہ ہے کہ جسمین خرد و کبیر خوش ہین | ادنی غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہین
معشوق شاد و خرم عاشق امیر خوش ہین | جتنے ہین اب جہا مین سب اے نظیر خوش ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

ولہ

تھا ہجر مین جیسا دل ویران تہ و بالا | ویسا ہی بسا وصل کا ہوتے ہی اجالا
ہو جاہ کا رتبہ نہ بھلا کیونکہ دو بالا | پھر آن کے منت سے ملا ہے وہ لالا

المنت للہ تقدس و تعالے

کچھ غم نہین گر تو نے لہو میرا بہایا
ارمان جو کچھ دل کا مرے تھا سو بر آیا
بسمل کی طرح خاک مین اور خون مین نہایا
کر قتل مجھے تو نے ہمیشہ کو جلایا

ظالم تجھے جتیا رکھے اللہ تعالےٰ

اس عالم لیلیٰ کی ہوئی جب سے مجھے چاہ
اس حال کو پہونچا ہون غم و درد سے واللہ
تن سوکھ کے کانٹا ہوا اور شکل پرکاہ
دیکھ اب تو مجھے ہر کوئی کہتا ہی یہی آہ

پھر قہر سے اللہ نے مجنون کو نکالا

آنکھون مین دم آیا ہی مرا نزع سے اب آہ
اُکھڑا ہی دم اور نکلے ہی جی اب کوئی دم آہ
دنیا سے گذرتا ہون مین حسرت زدہ رو رو
مر مر مجھے کہتا تھا سو مرتا ہون مین یارو

اب لاؤ کہان ہی وہ مرا کوسنے والا

غنچون کی طرح ملکے لہو اپنے دہن سے
حسرت زدہ کہہ آئے کے ہر اک اپنے کفن سے
زخمون کے نشان سب وہ نمایان ہین بدن سے
تن تختہ گل آخر شد اس خاک چمن سے

نکلا مرے قاتل کے شہیدون کا رسالا

مرتا ہون تڑپتا ہون پڑا ہجر مین اس بن
ملجاوے کہین تجھسے وہ کافر جو کسی دن
دن عمر کے بھرتا ہون سب روز مین گن گن
قاصد تو مرا نام تو لیجو نہ ولیکن

کہنا کوئی مرتا ہی ترا چاہنے والا

کوئی فصل بہار آئی ہی دھوم سے زمین مین
اور غل مین پڑے بلبل و گل سرو سمن مین
فرقت کے غم و درد سے طاقت نہین تن مین
کیا خاک اُڑانے کو چلین آہ چمن مین

نہ پیالہ نہ ساقی نہ صراحی نہ پیالا

مدت مین کہین ایک تو آنا ہوا اُسکا
اور آتے ہی قسمت نے مری اُسکو اُٹھایا

رہ رہ کے مجھے اب تو یہی حیف ہی آیا جیسا کہ وہ ہو مجھ سے خفا روٹھ چلا تھا
اللہ نے کیوں جب ہی مجھے مار نہ ڈالا

یہ نور جو برسے ہی پڑا کوچۂ و در سے یا رب یہ تجلی تو نہ ہو شمس و قمر سے
دل دھڑکے ہی دیکھا نہیں جاتا ہے نظر سے شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہے کہیں گھر سے
ہے یہ تو اسی چاند سی صورت کا اجالا

اس شوخ سی صورت کو ترستی ہیں آنکھیں دریا کی طرح رات اور دن بہتی ہیں آنکھیں
فرقت کا جو از بسکہ ستم سہتی ہیں آنکھیں لے لے کے بلائیں مجھے کہتی ہیں آنکھیں
صدقے ترے پھر ایک نظر مجھ کو دکھا لا

چکر نے مرے ہوش کو افلاک کے کھویا تلوؤں کے تئیں خار بیاباں نے پر دیا
نے ابر نہ شبنم نے ٹک آنکھوں کو بھگویا صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا
اک پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا

کل پینے جو کی بادہ کشی صبح سے تا شام اور پی کے چلے ساتھ ستمگر کے کئی جام
اس ڈھب کا بھلا کیونکر نہ اسے دیجیے الزام اور ان کو جو گرتے ہوئے دیکھا تو دیا تھام
ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا

کیا کیا نہ ستم تو نے سہے عشق میں ناکام آنکھوں نہیں دم آیا ترا تن غم سے ہوا کاہ
اب جینے کا تیرے کوئی چارہ نہیں واللہ ہم تجھ سے اسی روز کو روتے تھے نظیر آہ
کیوں تو نے پڑھا عشق و محبت کا رسالا

ولہ مخمس ثانی

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشا اور مصحف رخ حشر کی تفسیر کا نقشا

یا تنگ ہی ترے حُسن جہانگیر کا نقشا | مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشا
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشا

ترچھی ہی نظر تیر نگہ نوک سنان ہی | جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہی
آفت کی ہی تلوار قیامت کی کمان ہی | اِس ابروے خمدار کی صورت سی عیان ہی
خنجر کی شباہت دمِ شمشیر کا نقشا

پلکوں میں تری ہی جو درازی و سیاہی | ہر نوک پڑی دیتی ہی نشتر کی گواہی
عشاق کے لشکر مین پڑے کیون نہ تباہی | مژگانکو تری دیکھ یہ کہتے ہین سپاہی
تصویر یہ بھالے کی ہی اور تیر کا نقشا

شانہ ہو جگر چاک یہ کہتا ہی سیانو | مین محرم اسرار ہون کہنا مرا مانو
اُس قید سے ڈرتے رہو سُنتے ہو دوانو | یہ زلف سیہ عارضِ قاتل پہ نجانو
تقدیر نے کھینچا ہی یہ زنجیر کا نقشا

اِس قاتل بیدرد کی جبدن سے ہوئی چاہ | کچھ جرم و خطا مجھ سے نہ ہرگز ہوا واللہ
اس ظلم کی فریاد کرون کس سے مین اللہ | کیا پردے ہی پردے مین مجھے قتل کیا آہ
ہرگز نہ کھلا کچھ مری تقدیر کا نقشا

آگے تو مرے پاس وہ آتا تھا دل افروز | اب دل مین لگاتا ہی مرے تیر جگر دوز
اِس درد سے رونا مجھے آتا ہی شب و روز | کیا گردش ایام ہی اے آہ جگر سوز
اُلٹا نظر آیا تری تاثیر کا نقشا

نکلا تھا رقیبون کو لیے ساتھ وہ گمراہ | آتا ہی کہا مین نے کہ صد آفرین لے واہ
بس اتنی ہی تقصیر پہ کہتا ہی وہ خونخواہ | یا گھر سے نکالون تجھے یا قتل کرون آہ

ٹھہرا ہی یہ کچھ اب مری تقدیر کا نقشا

کھیتی ہی محبت کی وہ بووے ہی ہمیشہ
اور اشک کے قطروں سے پرووے ہی ہمیشہ
کھاوے وہی پیوے وہی سووے ہی ہمیشہ
دن رات ترے کوچہ مین رووے ہی ہمیشہ

عاشق کی یہ ہی منصب و جاگیر کا نقشا

ہی نقش مرے دل مین ترے حسن کا ہر آن
مر کر بھی مرے دل سے نہ جاویگا ترا دھیان
زنہار نہ بھولونگا تجھے مین ارے نادان
مین تو صفِ محشر مین بھی لونگا تجھے پہچان

رانجھا کو نہ بھولے گا کبھی ھیر کا نقشا

کیا قول کیا پورا کہ اُس کوہ پہ جا کر
دن رات تراشا کیا دلبر کی وفا پر
ناچار جب آ سر پہ ہوا وقت برابر
فرہاد نے تیشہ سے لہو اپنا بہا کر

شیرین کو دکھایا وہ جو ئے شیر کا نقشا

لیلےٰ کے کھلے بال جو دیکھے تھے نمودار
بھر عمر رہا پر اُسی پھندے مین گرفتار
کیا جانے کہ اُسکے مین کہون آہ مین اسرار
یہ تربتِ مجنون پہ نہین پھانسی لگی یار

لیلےٰ کی یہ ہے زلف گرہ گیر کا نقشا

دن رات مرے قتل کو پھرتا ہی وہ گمراہ
اب جی مرا کس طور بچے اے مرے اللہ
کیا فکر کرون کس سے کہون یہ غم جانکاہ
تدبیر تو کچھ بن نہین آتی ہی نظیر آہ

اب دیکھئے کیا ہوتا ہی تقدیر کا نقشا

ولہ

دائم ہی جسم گو کہ نہین کثر غنیمت است
جیتے تو ہین اگرچہ نہین لیس غنیمت است
سو عیش ہمکو گر نہ ملے دنش غنیمت است
وقت خزان جو گل نہو خس غنیمت است

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرتے ہین اس بڑھاپے مین خوبان کی ہم تو چاہ
اور وہ جو کچھ شعور سے رکھتے ہین دستگاہ
احمق ہین خوبرو جو وہ ہنستے ہین سب یہ آہ
سو وہ تو ہم کو دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جن دلبرون سے یار وہم اب دل لگاتے ہین
بوسہ کبھی ہمکو دیتے ہین مے بھی پلاتے ہین
وہ سب ترس ہمارے بڑھاپے پہ کھاتے ہین
اور راہ منصفی سے یہ کہتے بھی جاتے ہین

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

نے تن مین اب ہے زور نہ چلتے ہین دست و پا
اسوقت مین بھی عشق کو رکھتے ہین جابجا
اور جھمکتے جھمکتے تیرے قدم ساتھ آلگا
کیون یار سچ ہے کہیو یہ انصاف کی ہے جا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

روئے جو ہم چمن مین سحر بیٹھکر ذرا
اُسنے کہا کہ اسکا کسی سے ہے دل لگا
بلبل سے پوچھا گل نے کہ بوڑھا یہ کیون رویا
جب گل نے ہمکو دیکھ کے ہنسکر یہی کہا

پیری کہ دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

طاقت بدن مین گرچہ تو اب نام کو نہین
ہوتا ہے اب بھی سیر و تماشا اگر کہین

جاتے ہین لاٹھی ٹیک کے دلشاد ہم وہان
جو ہمکو دیکھتا ہی وہ کہتا ہی آفرین

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کل میکدے مین ہم جو گئے با قد دوتا
اور پی شراب لوٹ گئے شور و غل مچا
اسدم ہمارے دیکھ بڑھاپے کا حوصلا
ہنس ہنس کے جب تو پیر مغان نے یہی کہا

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

پیارے تمھارے اور تو عاشق ہین نوجوان
اک ہم ہی بوڑھے سب ہین اور پیر ناتوان
وہ تو رہینگے ہم ہین کئی دن کے میہمان
بس سب کو چھوڑ ہم سے ملو کسلیے کہ جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جو ہین جوان انھونکے تو الفت ہی کاروبار
ہم بوڑھے ہو کے عشق کو رکھتے ہین برقرار
ملتے ہین دل لگاتے ہین پھرتے ہین خوار و زار
جو ہمسے ہو سکے وہ غنیمت ہی میرے یار

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

دانتونکا گرچہ منھ مین ہمارے نہین نشان
بوسے پہ آن اڑتے ہین تو بھی ہر ایک آن
ان شوخیونکا وقت ہمارے بھلا کہان
پر دل مین اپنے ہم بھی یہ کہتے ہین میری جان

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

جنکو خدا نے دی ہی جوانی کی دستگاہ
اور ہم کہاں پھر آوینگے کرنے تمھاری چاہ
وہ تو ہمیشہ دل کو لگاوینگے تمسے آہ
بس تم اب اپنے دل مین اسی پر کرو نگاہ

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

گو تن تمام کانپے ہی اور ہین سفید بال
پیارے ہمارے ملنے سے لاؤ نکچھ خیال
تو بھی نباہتے ہین محبت کی چال ڈھال
کسواسطے کرو تم اب اس بات پر خیال

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ہوتے ہین الفتون سے جوانی مین سب امیر
جو ہمکو دیکھتا ہی اب اس حال مین نظیر
ہم عشق سے بڑھاپے مین نکلے ہین بن فقیر
پڑھتا ہی شاد ہوکے یہی بیت دلپذیر

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

ولہ در صفت جوانی

کیا عیش کی رکھتی ہی سب آہنگ جوانی
ہر آن پلاتی ہی مے اور بنگ جوانی
کرتی ہی بہار رنگ کے تئین دنگ جوانی
کرتی ہی کہین صلح کہین جنگ جوانی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اللہ نے جوانی کا وہ عالم ہی بنایا
پھندے مین کہین جی ہی کہین دل ہی تڑپتا
جو کہین عاشق کہین رسوا کہین شیدا
مرتے ہین سسکتے ہین بلکتے ہین اہاہا

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

نے مے کا نہ معجون کے منگوانے کا کچھ غم
گالی کا نہ آنکھوں کے لڑ آنے کا کچھ غم
نہ دل کے لگانیکا نہ گل کھانے کا کچھ غم
ہنسنے کا نہ چھاتی سے لپٹ جانے کا کچھ غم

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی عجب رنگ جوانی

لڑتی ہی کہین آنکھ کہین دست کہین سین
وعدہ کہین اقرار کہین سین کہین بین
چھوٹا ہی کہین پیار کسیے ہی سے لگے نین
نے جی کو فراغت ہی نہ آنکھونکے تئین چین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

اُلفت ہی کہین مہر و محبت ہی کہین چاہ
ساقی ہی صراحی ہی پری زادہین ہمراہ
کرتا ہی کوئی چاہ کوئی دیکھ رہا راہ
کیا عیش ہین کیا عیش ہین کیا عیش ہین واللہ

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

پھر سیہ جوانی کا جو آکر ہی چڑھا نور
چھاتی سے لپٹتی ہی کوئی حسن کی مغرور
دیجاتی ہین پریان بھی غرض اسکے تئین گھور
گودمین پڑی لوٹے ہی چنچل سی کوئی حور

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

گر رات کسی پاس رہے عیش مین غلطان
اور وانسے کسی اور کے ملنے کا ہو دہیان

گھبرا کے اُٹھے جب تو گرے پاؤن پہ آن　　کہتی ہی ہمین چھوڑ کے جاتے ہو کدھر جان

اِس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

رستے مین نکلتے ہین تو ہوتی ہین یہ چاہین　　وہ شوخ کہ ہون بند جھنجھین دیکھ کے راہین
کھانسے ہی کوئی ہنسکے کوئی بھرتی ہی آہین　　پڑتی ہین ہر اک جاے نگاہون پہ نگاہین

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

تنتے ہین اگر اینٹھ کے چلتے ہین عجب چال　　جو پاؤن کہین راہ کہین سیف کہین ڈھال
کھینچے ہین کہین بال کہین توڑ لیا گال　　چڑھ بیٹھے کہین ہاتھ کہین منھ کو دیا ڈال

اس ڈھب سے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

جاتے ہین طوائف مین تو وان ہوتی ہی یہ چاؤ　　کہتی ہی کوئی انکے لیے پان بنا لاؤ
کوئی کہتی ہی یان بیٹھو کوئی کہتی ہی یان آؤ　　ناچے ہی کوئی شوخ بتاتی ہی کوئی بھاؤ

اِس ڈھب سے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

ہنس ہنس کے کوئی حسن کی چھل بل ہی دکھاتی　　مستی کوئی سرمہ کوئی کاجل ہی دکھاتی
چتون کی لگاوٹ کوئی چنچل ہی دکھاتی　　کرتی کوئی انگیا کوئی آنچل ہی دکھاتی

اس ڈھب کے مزے رکھتی ہی اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہی عجب رنگ جوانی

کہتی ہے کوئی رات مرے پاس نہ آئے
کہتی ہے کوئی ہکو کبھی خاطر مین نہ لائے
کہتی ہے کوئی کسنے تمھین پان کھلائے
کہتی ہے کوئی گھر کو جو جائے ہمین کھائے
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

گر دل کو کسی شوخ پری کی ہوئی ٹک چاہ
اور نازنین کر نکلی اسوقت وہ اکراہ
جون باز کہ چڑیا کو کہین داب لے ناگاہ
مچوا دے لپٹ کر وہین رنڈ سے ادئی آہ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

آیا جو کوئی حسن کا بوٹا سا کوئی جھاڑ
جا شوق سے جھپ لپٹے یہ پنجونکے تئین جھاڑ
انگیا کے تئین چیر کے کرتی کو لیا پھاڑ
اخلاص کہین پیار کہین مار کہین دھاڑ
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

کیا تجھسے **نظیر** اب مین جوانی کی کہون بات
اس سن مین گذرتی ہے عجب عیش سے اوقات
محبوب پریزاد چلے آتے ہین دن رات
سیرین ہین بہارین ہین تواضع ہے مدارات
اس ڈھب کے مزے رکھتی ہے اور ڈھنگ جوانی
عاشق کو دکھاتی ہے عجب رنگ جوانی

ولہ

عاشق جہان ہین دولت و اقبال کیا کرے
ملک و مکان تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جسکا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے

بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پالا ہی جن سواروں نے یاں خرکو آشکار
اور جو پھلانگ مارکے ہو چرخ پر سوار
گتّے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
جسکا خدا نے ایسا بنایا ہو راہوار

وہ فیل واسپ زرد و سیہ لال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جنکو ہوس ہی قاقم و دیبا سمور کی
عریانی کی بھی جسنے قبا تن سے دور کی
پھر دیکھی ہی اُنھوں نے جھلک کوہ طور کی
پوشاک اُسکی قطع ہوئی جبکہ نور کی

پھر وہ ردائے ریشمی اور شال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

پھرتے ہیں وہ جو خلق میں گیسو بڑھا بڑھا
داڑھی کے مارے بوجھ کے ہی سر بھی جھک رہا
اور وہ جو منڈ گیا ہی لگا سر سے تا بپا
ایک ایک بال بال جال ہو اٹھا ہوا ہے آ

وہ آل بال جال کا جنجال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

مرنے کا ڈر ہی انکو جو رکھتے ہیں تن میں جان
محتاج پھرو نکو ترستے ہیں ہر زمان
اور وہ جو مر گئے تو انھیں موت پھر کہاں
اور جسکے ہاتھ کان جواہر لگی میاں

وہ پھر ادھر اُدھر کے در و لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

جو شخص ابتدا سے رہے پیٹ کے لکیر
پھر وہ اُسی لکیر کے اوپر رہے فقیر

ظہیرالدین

ٹیڑھی ہون ریش وجبہ و تسبیح مین اسیر　　　اور جیکے دل سے پیر و مریدی گئی نظیر

پھر وہ کلاہ و شجرۂ و رومال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

ولہ

نہ ہو کیونکر جہان یار روز بر اور برآندھی مین　　　کہ ہو کر باؤلے پھرتے ہین بنکے شیر آندھی مین
لگا لینے جو گل دامن ہوا کا گھیر آندھی مین　　　بگولے اٹھ چلے تھے اور تھی کچھ دیر آندھی مین
کہ ہمسے یار سے آ ہو گئی مڈبھیر آندھی مین

کہا مین نے اجی کچھ خیر ہی جانی ہو تم کیدھر　　　ہوا پر بھی تمھین کچھ ہے نظر اے نازنین دلبر
چلو بھاگو شتابی ورنہ آندھی آ گئی سر پر　　　جتا کر خاک کا اڑنا دکھا کر گرد کا چکر
وہین ہم لیچلے اس گلبدن کو گھیر آندھی مین

یہ سنتے ہی بھری تیور کر وہ چنچل نازنین گلرو　　　چلی اس چال سے اس دم کہ میرا جی گیا غش ہو
کرا سمین آ کے اک جھوکا اندھیرا کر گیا یارو　　　رقیبون نے جو دیکھا یہ اٹا کر سے چلا اسکو
پکارے ہاے یہ کیسا ہوا اندھیر آندھی مین

یہ کہکر کھڑا تیغ و سپر اور ملکے سب دوڑے　　　پکارے لیچلو جانے نہ پاوے اسکو جلدی سے
کہا لگا وہ بھلا اور کسکا لینا ہم جو دھر بھاگے　　　وہ دوڑے تو بہت لیکن نھین آندھی مین کیا سوجھے
غرض ہم اُس پری کو لا نکلے گھر مین گھیر آندھی مین

چلے اسمین ہوا کے پھر تو آ کر اور سناٹے　　　اندھیرا ہو گیا یکسر ستون خاکین لگین اڑنے
انھین جھوکون مین ہمنے اس پری چنچل کو جلدی سے　　　چڑھا کوٹھے پہ دروازے کو موندا اور رکھو کر پردے
لگا چھاتی سے بوسے کیا ہٹ پھر آندھی مین

ادھر تو آئے آندھی سے اندھیرا ہو گیا ہر سو خبر کسکو کسی کی مین کہان ہون اور کہان ہے تو
اہا ہا عجب حسرت کی اسدم بنگئی اک جا وہ کوٹھے کا مکان وہ کالی آندھی وہ صنم گلرو
عجب رنگو نکی ٹھہری آ کے ہیرا پھیری آندھی مین

اُسی آندھی نے گلشن کردیا یار دھرے گھر کو بچھایا شاد ہو مین نے پلنگ پر جھاڑ بستر کو
صراحی کی خبر لی اور سنبھالا جا کے ساغر کو اُٹھا کر طاق سے شیشہ لگا چھاتی سے دلبر کو
نشون مین عیش کے کیا کیا دل سیر آندھی مین

چمن سا کھلگیا یار دمرے کوٹھے کے زینے پر ہوئی رنگینیونکی مار امار گرمی کے پسینے پر
لگے پھر عیش و عشرت جب تو ہونے اس قرینے پر کبھی بوسہ کبھی انگیا پہ ہاتھ اور گاہ سینے پر
لگے لٹنے مزے کے سنگترے اور بیر آندھی مین

یہ ٹھہرا جب تو پھر وان عیش کے بادل لگے گھرنے جو ڈوبی حسن تھین پنڈلین سب اسدم لگین ترنے
لپٹ کی ٹھہری دربھی ہاتھ سینے پر لگے پھرنے مزے عیش و طرب لذت لگے یون ٹوٹکر گرنے
کہ جیسے ٹوٹ کر میوے نکلے ہو دین ڈھیر آندھی مین

اُس آندھی مین آہا ہا عجب ہنسنے مزے مارے فلک پر عیش و عشرت کے دکھائی دیگئے تارے
رقیبونکی مین اب خواری خرابی کیا لکھون یارے تلے کوٹھے کے بیٹھے اٹھ گئے سب گرد کے مارے
بھری تھنون مین اُنکے خاک دُھل دُھل سیر آندھی مین

کسینے بھاگ کر جلدی سے جا گھر کا لیا آنگن گرا کوئی گڑھے مین اور کوئی بھاگا کہین دشمن
کسیکے چھن گئے کپڑے اُچکو نکی گئی وان بن کسیکی اُڑ گئی پگڑی کسیکا پھٹگیا دامن
گئی ڈھال اور کسی کی گر پڑی شمشیر آندھی مین

یہ دن آندھی کے یارو یون تو سبکے ہوش کھوتے ہین جنھین ہین عیش وہ آندھی مین موتی سے پرتے ہین

مزا ہی جنکو ہنستے ہین جنھین غم ہے سو رُتے ہین | فضل آندھی مین کہتے ہین کہ اکثر یہ ہوتے ہین
سیان ہمکو تو بھاتی ہین یہ یان گھر آندھی مین

در تعریف عیدگاہ اکبرآباد

ہے دھوم آج مدرسے و خانقاہ مین | تانتے بندھے ہین مسجد جامع کی راہ مین
گلشن سے کھل رہے ہین عجب کج کلاہ مین | سو سو چمن جھلکتے ہین اِک اِک نگاہ مین
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

جھمکا ہے ہر طرف کو جو آیا دلا زری | پوشاک مین جھلکتے ہین سب تن زری زری
گلرو چمکتے پھرتے ہین جون ماہ و مشتری | ہے سب کے عید عید کی دل مین خوشی بھری
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

آتے ہین گھر سے اپنے جوبن بن کے لکاد | صحن چمن ہے جتنی ہے سب صحن عیدگاہ
چھاتی سے لپٹے جاتے ہین ہنس ہنس کے خواہ مخواہ | دل باغ باغ ہوتے ہین فرحت سے واہ واہ
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

کچھ بھیڑ سی ہے بھیڑ کہ بیحد و بے شمار | تا دشت ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہین بندھے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے بیل رتھ و اونٹ کی قطار | غل شور باجے بجتے کھلونونکی ہے پکار
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

پہنے پھرے ہین شوخ کپڑے اودے نہالیان | چھلونکی پکڑے پونچین ہین شاخین اُدس لیان
کرتین سبھون نے ملنے کی خاطر ہین کسلیان | ملتے ہین یون کہ چھاتی کی کڑکے ہین پسلیان
کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

آتے ہین ملتے ملتے جو عاجز پیر زمان | دیتے ہین ملنے والون کو گھبرا کے گالیان

تسبیح بھی لپٹے جاتے ہیں جوں گڑ پہ مکھیاں ‏ ‏ دامن کے ٹکڑے اڑتے ہیں پھٹتی ہیں چھاتیاں

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر بتر ‏ ‏ ملنے کے ڈر سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر ادھر

چھپتے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں وہ جدھر ‏ ‏ ٹھٹھا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں کرتے وصل شہر کے سب خرد اور کبیر ‏ ‏ ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر

ہمدم گلے لپٹ کے مرے یار دلپذیر ‏ ‏ ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یوں کیوں میاں نظیر

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

مخمسہ دربیان عید

یوں لب سے اپنے نکلے ہے اب بار بار آہ ‏ ‏ کرتا ہے جس طرح کہ دل بیقرار آہ

عالم نے کیا ہی عیش کی لوٹی بہار آہ ‏ ‏ ہم سے تو آج بھی نہ ملا وہ نگار آہ

ہم عید کے بھی دن رہے امیدوار آہ

کیا پوچھتے ہو شوخ سے ملنے کی اب خبر ‏ ‏ ملنا تو اک طرف ہے عزیزو کہ بھر نظر

کتنا ہی جستجو میں پھرے ہم ادھر ادھر ‏ ‏ لیکن ملا نہ ہم سے وہ عیار فتنہ گر

پوشاک کی بھی ہم نے نہ دیکھی بہار آہ

رکھتے تھے ہم امید یہ دل میں کہ عید کو ‏ ‏ کیا کیا گلے لگا دینگے دلبر کو شاد ہو

سو تو وہ آج بھی نہ ملا شوخ حیلہ جو ‏ ‏ تھی آس عید کی سو گئی وہ بھی دوستو

اب دیکھیں کیا کرے دل امیدوار آہ

اس سنگدل کی ہم نے غرض جب سے چاہ کی ‏ ‏ دیکھا نہ اپنے دل کو کبھی ایکدم خوشی

کچھ اب ہی اسکی جوڑ تعدی ہمین نئی ہر عید مین ہمین تو سدا یاس ہی رہی
کافر کبھی نہ ہم سے ہوا ہمکنار آہ

کیونکر لگین نہ دلمین مرے حسرتون کے تیر دن عید کے بھی مجھ سے ہوا وہ کنارہ گیر
اِس درد کو وہ سمجھے جو ہو عشق کا اسیر جس عید مین کہ یار سے ملنا ہو نہ **نظیر**
اِسکے اوپر تو حیف ہی اور صد ہزار آہ

ولہ

پہلے اُس ختم رسالت سے کہو عشق اللہ صاحب خلق و کرامت سے کہو عشق اللہ
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق اللہ نور حق شافع اُمت سے کہو عشق اللہ
ہر دم اُس شاہ ولایت سے کہو عشق اللہ

اور وہ ہی جس سے ہرا باغ امامت کا چمن سبز پوش چمن جنت و فردوس حسن
زہر نے جسکا زمرد سا کیا سبز بدن یاد کر مومنو اسکا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ گل جس سے ہی گلزار شہادت کا کھلا لیکے دشت بلا مین جو اُسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا
گوہر دُرج شجاعت سے کہو عشق اللہ

اور جس مرد کا ہی نام شہ زین العبا کربلا مین وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جلکے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا پر سوا حق کی رضا اُسنے نہ کچھ دم مارا
اُس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق اللہ

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہان اور تقی نور نبی اور وہ نقی قبلۂ جان

عسکری مہدی ہادی وہ امام دوران ہیں زمانہ میں سبھی بارہ امام اے یاران
سب ہر اک صاحب عزت سے کہو عشق اللہ

جتنے اللہ نے بھیجے ہیں ولی پیغمبر عارف و کامل و درویش و مشائخ رہبر
اور جنھوں نے کہ خدا حق کے اوپر کرکے نظر راہ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
اُن شہیدوں کی شہادت سے کہو عشق اللہ

ہیں جہاں تک کہ جہاں میں جو ولی اور فقرا ہر دم ان سب کے دلوں میں ہے بھرا عشق اللہ
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہ مولا مال و جان و دولت و گھر بار تلک بخش دیا
اُس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق اللہ

ہیں جو وہ صابر و شاکر برضائے مولا راہ مولا میں چلے لے کے توکل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں لگا حق پہ نگاہ دن میں خوش بیٹھے ہوئے کرتے ہیں اللہ اللہ
اُن جوانوں کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے بندگی کرتے ہی کرتے وہ سبھی خاص ہوئے
خاک بھی ہو گئے پر کرتے ہیں ہر دم سجدے کہیں ہیں باطنی لوٹے ہیں عبادت کے مزے
دوستو اُنکی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہیں احوال دو عالم کے کھلے جتنے دریا میں ہیں اور رہے ہوا پر اڑتے
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں نظروں سے چاہیں اکسیر کریں خاک کو جو دم دے
اُنکی سب کشف و کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کھلاتا ہے نظیر پنجتن پاک کا عالم میں کہاتا ہے نظیر
ریختہ فرد رباعی بھی بناتا ہے نظیر کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر

اُسکے سب حرف و حکایت سے کہو عشق اللہ

بوڑھاپے کی تعریف مین

کیا قہر ہی یارو جسے آجاسے بوڑھاپا
اور عیش جوانی کے تئین کھائے بوڑھاپا
عشرت کو ملا خاک مین غم لائے بوڑھاپا
ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بوڑھاپا

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاسے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاسے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی بھر
چھاتی سے لپٹتے تھے محبت سے جتا کر
سو آکے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ کچھ قہر
اب جن کے کنے جاتے ہین لگتے ہین انھین زہر

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاسے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

آگے تو پریزادیہ رکھتے تھے ہمین گھیر
آتے تھے چلے آپ جو لگتی تھی ذرا دیر
سو آکے بوڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر
جو دوڑ کے ملتے تھے وہ اب لیتے ہین منھ پھیر

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاسے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہرے رکھ
محبوب بدہ ملتے تھے منہ دیکھ جنھین بھوکھ
بیٹھے تھے پرند آنکے جب تک تھے ہرے رکھ
اب کیا ہی جو پت جھڑ ہوا اور جھڑ بھی گئی رکھ

سب چیز کو ہوتا ہی بُرا ہاسے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلاسے بوڑھاپا

آگے تھے جہان گلبدن اور یوسف ثانی
دیتے تھے ہمین پیار سے چھلّونکی نشانی

مرجائیں تو اب منھ میں نہ ڈالے کوئی پانی ۔۔۔ کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

یاد آتے ہیں ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام ۔۔۔ اور جام دلارام مزے عیش اور آرام
اُن سب میں جو دیکھو تو نہیں ایک کا اب نام ۔۔۔ کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

مجلس میں جوانوں کی تو ساغر ہیں چھلکتے ۔۔۔ بغلوں میں ہیں بہاریں ہیں پری رو ہیں جھمکتے
ہم اُن کے تئیں دور سے ہیں رشک سے تکتے ۔۔۔ وہ عیش و طرب کرتے ہیں ہم سر ہیں پٹکتے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب پاؤں پڑیں اُن کے تو ہرگز نہ بلادیں ۔۔۔ جا بیٹھیں جو اک دم میں خفا ہو کے اٹھادیں
اتنا تو کہاں اب جو کوئی جام پلادیں ۔۔۔ گر جان نکلتی ہو تو پانی نہ چوادیں

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جب عیش کے مہمان تھے اب غم کے ہوئے ضیف ۔۔۔ اب خون جگر کھاتے ہیں جب پیتے تھے سو کیف
جب اینٹھ کے چلتے تھے سر باندھ اٹھا سیف ۔۔۔ اب ٹیک کے لاٹھی کے تئیں چلتے ہیں صد حیف

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے ہم بھی جوانی میں بہت عشق کے پورے
اب آکے بڑھاپے نے کیے ایسے ادھورے
وہ کوسنے لگے دور ہیں جو منھ نہیں گھورے
پر جھڑ گئے دم اڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یار الٹ ہم سے گیا ہائے زمانا
چھیڑے ہے کوئی ڈال کے دادا کا بہانا
جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں کے نشانا
ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پوچھیں جسے کہتا ہے وہ کیا پوچھے ہے بڈھے
بیٹھیں تو یہ ہو موم کہاں بیٹھے ہے بڈھے
آویں تو یہ غل ہو کہ کہاں آوے ہے بڈھے
دیکھیں جسے کہتا ہے وہ کیا دیکھے ہے بڈھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا یارو کہیں گو کہ بڑھاپا ہے ہمارا
جب بوڑھا ہمیں کہہ کے جہاں ہائے پکارا
پر بوڑھے کہانے کا نہیں تو بھی سہارا
کافر نے کلیجہ میں گویا تیر سا مارا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

خوباں میں اگر جاویں تو ہوتی ہے یہ پھکڑی
بڈھے کہیں اور مچھیں کہیں جاتی ہے یہ پکڑی
کھینچے ہے کوئی ہاتھ کوئی پکڑے ہے لکڑی
داڑھی کو پکڑ کھینچے کوئی جھاڑے ہے لکڑی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کہتا ہے کوئی چھین لو اس بڈھے کی لاٹھی
کہتا ہے کوئی شوخ کہاں کھینچ لو داڑھی
اتنی کسی کافر کو سمجھ اب نہیں آتی
کیا بوڑھے جو ہوتے ہیں تو کیا انکے نہیں جی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اک وقت وہ تھا ہم بھی مزے کرتے تھے گن گن
محبوب پریزاد نہ رہتے تھے ملے بن
اک وقت یہ ہے ہائے جو سب کرتے ہیں اب گھن
یا ایک وہ ایام تھے یا ایک ہیں یہ دن

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

بوڑھوں میں اگر جاویں تو لگتا نہیں واں دل
واں کیونکہ لگے دل تو ہے محبوبوں کا مائل
محبوبوں میں جاویں تو واں سب چھیڑے ہیں مل مل
کیا سخت مصیبت ہے پڑی آنکے مشکل

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جمگھٹ کو ہماری اگر سواری گئی ہے
تو واں بھی لگی ساتھ یہی خواری گئی ہے
سنتے ہیں کہ کہتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے
لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

پگڑی ہو اگر لال گلابی تو یہ آفت
کہتا ہے ہر اک دیکھ کے کیا خوب ہے رنگت
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے کہ شکل پہ رحمت
لاحول ولا دیکھئے بوڑھے کی حماقت

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر میلہ مین جاوین تو یہ ذلت ہے اٹھانا
رندون مین اگر جاوین تو مشکل ہے پھر آنا
چھیڑے ہی بنے باپ نکاحی کا نشانا
افسوس کسی جا نہین بوڑھے کا ٹھکانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

ہے جھانولی تالی کا زنانون مین یہ چرچا
داڑھی کو جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا
گر انمین کبھی جاوین تو ہے یہ ستم آتا
ٹھٹھے سے کوئی کہتا ہے آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائین تو یارو
اور ہنسکے شرارت سے کوئی پوچھے ہے یہ خو
کہتا ہے پھر اک دیکھ کے جاتے ہو کدھر کو
کیون خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر آج کو ہوتے وہ جوانی کے زمانے
مشکل تھا ہی پڑ جاتی انھیں پیچھے چھڑانے
قدرت تھی جو یون چھیڑتے پھرتے ہو زنانے
اک دم مین ابھی لگتے اُدھمی ہائے مچانے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر ناچ مین جاوین تو یہ حسرت ہے ستاتی
اور انکی طرف جاوے تو آنکھین ہین لڑاتی
جو ناچے ہے کافر وہ نہین دھیان مین لاتی
پر ہم کو تو کافر وہ انگوٹھا ہے دکھاتی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گرتا کیا انہین کوئی بڑھی جو کہاتی
پھیکی سی پرانی سی لگاوٹ سے جتاتی
البتہ بڑھاپے پہ وہ ٹک رحم ہے کہاتی
پر پھر بھی وہ ہمکو ذرا خوش نہین آتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چکلے کے جو اندر کی وہ کہلاتی ہین بیبی
مُنہ دیکھتے ہی کہتی ہین سب آؤ بڑے جی
گر انمین کبھی جاوین تو ہوتی ہے خرابی
کیا آئے ہو یان کرنے کو پیری مُریدی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جاوین طوائف مین تو لگتی ہین ستانے
ہنس ہنس کوئی پوچھے ہے نماز کے دوگانے
کیا آئے ہو حضرت ہمین قرآن پڑھانے
ٹھٹھے سے کوئی پھینکے ہے تسبیح کے دانے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

ہر دم تو جھک کے کمر پاؤن سے سر آن لگا ہے
کہتے ہین جسے ہمکو یہ ارمان لگا ہے
پر دل مین تو خوبان کا وہی دھیان لگا ہے
کہتا ہے وہ کیا بوڑھے کو شیطان لگا ہے

سب کو چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

نقلین کوئی ان پہ بنے ہو تو نکی بناوے
داڑھی کے تئے انگلی کو لالا کے نچاوے
چلکر کوئی اکڑ کیطرح قد کو جھکا دے
یہ خواری تو اللہ کسی کو نہ دکھاوے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں کئے دھوم دھڑکے
سب اُڑ گئے کافور وہ نظارے وہ جھمکے
ویسے ہی بڑھاپے میں چھٹے آن کے جھٹکے
اب عیش جوانوں کو ہیں اور بوڑھوں کو دھکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

گر جوش سے داڑھی کو خضاب اپنی لگاویں
گو مکر سے ہنسنے کے تئیں دانت بندھاویں
جھرّی جو پڑی منھ پہ اُسے کیونکہ مٹاویں
گردن تو پڑی ہلتی ہے کیا خاک چھپاویں

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

آنکھوں سے یہ دیدار کی لذت نہیں چھٹتی
سب چھٹ گیا پر دید کی یہ لت نہیں چھٹتی
اور دل سے بھی محبوب کی الفت نہیں چھٹتی
اک عمر کی ہے جو پڑی عادت نہیں چھٹتی

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

سنتے ہو جوانو یہ سخن کہتے ہیں تم سے
جاویگی جوانی تو پھر افسوس کروگے
کرتے ہو ابھی جو کرو وہ مزے عیش و طرب کے
تم جیسے ہو ویسے تو کبھی ہم بھی جوان تھے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جتنے ہو معشوق یہ سب یاد رکھو بات
محبوبو غنیمت ہے جوانی کی یہ اوقات
جو ہو سو کرو چاہنے والوں کی مدارات
جب بوڑھے ہوئے پھر تو ہوئے ڈھاک کے دو پات

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

اب جس سے رہے صاف تو وہ ہوتا ہے گدلا
اس چرخ ستمگار نے سینے میں حسد لا
اللہ نہ دکھلائے کسی کو یہ ملولا
کیا ہم سے جوانی کا لیا آہ یہ بدلا

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی میں پیے جام سبو کے
جب آکے گلے لگتے تھے محبوب بھبو کے
ویسے ہی بڑھاپے میں پیے گھونٹ لہو کے
اب کیسے تو بڑھیا بھی کوئی منھ پہ نہ تھوکے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

یہ ہونٹھ جواب پوپلے یار دہیں ہمارے
ہوتے تھے جوانی میں تو پریوں کے گزارے
ان ہونٹوں نے بوسوں کے بڑے رنگ ہیں مارے
اور اب تو چڑیل آکے بھی اک لات نہ مارے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

تھے جیسے جوانی کے چڑھے زور میں سر تیخ
نکلا ہوا تن سوکھ روئی بال رگیں میخ
ویسے ہی بڑھاپے کی پڑی آن کے اب بیخ
حلوا ہوئے چرخا ہوئے لیسی ہوئے چیخ

سب کو چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

محفل میں وہ مستی سے بگڑنا نہیں بھولے
ہنس ہنس کے پریزادوں سے لڑنا نہیں بھولے
ساقی سے پیالوں پہ جھگڑنا نہیں بھولے
وہ گالیاں وہ بوسوں پہ اڑنا نہیں بھولے

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

کیا دور تھا سر دیکھنے کا ہوتا تھا جد افسوس
تھا غنچہ دہن دیکھ کے کرتا تھا صد افسوس
اب مر بھی اگر جاویں تو ہوتا ہے کرا افسوس
افسوس صد افسوس صد افسوس صد افسوس

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

جب جان کے بوڑھا ہمیں چتر مین بیٹھ بخواہ
اور چھیڑ کے مجلس سے اٹھاتے ہین بالکراہ
اسوقت تو ہم یار رو دم سرد سے بھر آہ
رو رو کے یہی کہتے ہین اب کیون کہ اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

گر ہوتی جوانی تو ابھی دھوم یہ مچتی
چھاتی سے لپٹ دم مین کڑک ڈالتے پسلی
سب کرتی وانگیا کی اڑاڑاتے دھجی
پر کیا کرین یارو کہ بوڑھاپے نے بری کی

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

وہ جوش نہین جسکے کوئی خوف سے دہلے
وہ زعم نہین جس سے کوئی بات کو سہ لے
جب پھونس ہوئے ہاتھ تھکے پاؤن بھی ڈھیلے
پھر جس کے جو کچھ شوق مین آوے وہی کہہ لے

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہاے بوڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کرتے تھے جوانی مین تو سب آپ سے آ چاہ
اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آن کے دلخواہ
یہ قہر بوڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ
اب کوئی نہین پوچھتا اللہ ہی اللہ

سب چیز کو ہوتا ہی برا ہاے بڑھاپا
عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

روپیے کی تعریف مین

نقشا ہی عیاں سو طرب و رقص کی رے کا
ہی ربط بہم طبلہ و سارنگی و نے کا
جھنکار مجیرونکی ہے اور شور ہی بے کا
مینا کی جھلک جام اودھر جھلکے ہی مے کا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہر آن جہان روپ روپے سے ہین جھلکتے
کیا کیا زر و زیور کے وہان رنگ ڈھلکتے
موتی بھی جھلکتے ہین جواہر بھی جھمکتے
سب ٹھاٹھ اسی جھلکے سے دیکھے ہین جھلکتے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ہین جشن کے ہر اک بزم مین آتے ہین اسی سے
میلونمین تماشونمین بھی جاتے ہین اسی سے
شیرینیان میوے بھی منگاتے ہین اسی سے
کھاتے ہین اور اورونکو کھلاتے ہین اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

پوشاک جھمکدار بناتے ہین اسی سے
حشمت کے چمتکار بناتے ہین اسی سے
محلات نمودار بناتے ہین اسی سے
باغات چمن زار بناتے ہین اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپ سے ہی حسن فسون کا مہیا
اس روپ سے فرحت کے ہین آثار مہیا

اُبجر پیسے لگا طرۂ زرتار مہیا
کیا موتیا ہی موتیون سکے ہار دھیا

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے گرمی کے بھی سامان عیان ہین
دن کو بھی جدھر دیکھیے ٹھنڈک کے نشان ہین
خسخانہ ہین چھڑکے ہوے اور عطر فشان ہین
اور شب کے بھی سونے کو ہوادار مکان ہین

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

اس روپے بارش کی بھی چیزین ہین مُیسّر
باہر بھی وہ دیکھین ہین جہا جا رونکو نظر بھر
رہتے بھرتے ہان بارانیان اور موم کی چادر
گھر مین بھی خوشی بیٹھے ہین سامان بنا کر

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

یہ روپ جہان ہین کوئی دامن ال نہین میلا
دیکھو جدھر اسباب ہی خوشوقتی کا پھیلا
اُجلے ہین بچھے فرش نہین کچھ بھی کچیلا
بھرتا ہی اُسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا

جھمکا نظر آتا ہو ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہی روپے کا

ظاہر مین تو آسودگی و راحت ہی اسی سے
ہر بات کی خوبی و فراغت ہی اسی سے
ہر آن دل و جان کو مسرت ہی اسی سے
عالم مین **نظیر** عشرت و فرحت ہی اسی سے

جھمکا نظر آتا ہی ہر اک عیش کی شے کا
دنیا مین عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

تضمین فارسی و ہندی اُردو

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل ۔۔۔ کہ جسکی دیکھکر سج دھج مرا دل ہو گیا بیکل
ادا بھی چلبلی اور آن میں بھی کچھ عجب چھلبل ۔۔۔ فسونگر انکھڑیاں ظالم کی ور جسپر لگا کاجل
کبھی نظرین لڑائے اور کبھی مکھڑے سے آنچل ۔۔۔ پڑا در کان مین جھمکے گلے مین سج رہی ہیکل
نگارے گلعذارے نوبہارے نازپرلائے ۔۔۔ دلارائے پری شکلے بتے شوخے دلآرائے

وہ یہہ بھمن تین اوپرے مکہ من چند لجائے
بھون مین وہنکین تان کین کملن تان چلائے

تجھے اُس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا ۔۔۔ دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجھکو تڑپایا
گرا مین ہوکے بیخود یون پڑا کیا جیسے ہو سایا ۔۔۔ پھر اسمین ہوش جب آیا تو دل سینہ مین گھبرایا
بہت سا اُسگھڑی مین تو اپنے دلکو سمجھایا ۔۔۔ تمنا دل نے ہرگز ڈھونڈھنا جی سکا ٹھہرایا
کشیدم نالہ و از شوق پیراہن قبا کردم ۔۔۔ برائے جستن صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ ابھی جائین کہی نینن آنسو لائے
ہر کوئی ایسا پیت جیم تیم مندر تبائے

کہون کیا اُسگھڑی یارو عجب احوال تھا میرا ۔۔۔ ہر اک سے پوچھتا تھا ہر گھڑی اُس شوخ کا ڈیرا
طلب کی کشتین اور جستجو کا شوق بہتیرا ۔۔۔ اِدھر آہونکی شورش اور اُدھر اشکونے آگھیرا
کبھی تھا اسطرف جھنکنا کبھی تھا اُسطرف پھیرا ۔۔۔ جو کوئی پوچھتا تھا کیون میان کیا حال ہے تیرا
از و گفتم زحوالم پیر پرسے یار غمخوارم ۔۔۔ خرابم دلفگارم بیقرارم نو گرفتارم

انکن پھندے ار پرے اور من پھنس و نیور دے
ور گن تباو ڈوار کے شدھ بدھ دینی کھوئے

ابھی یان اک پریرو گذر گیا ہی مجھکو دیوانہ
مرا دل ہو گیا اُس شمع رو کو دیکھ پروانہ
بنایا اُسکی آنکھون نے مجھے اِس مے کا پیمانہ
جگر نے کر دیا اُسکی مجھے اِک پل مین مستانہ
میان اکرم تو مین اپنا سناؤن اُسکو افسانہ
مکان اُسکا تجھے اے یار کچھ معلوم ہی یا نہ
اگر دانی چنان کن لطف تا بینم مکانش را
نہم سر بر درش و رشوق بوسم آستانش را

پیئہ کرے کا ہار ہے ہون تورے بلہار
مارت ہی موسے برہ دکھ سیجہا وار پار

یہ سنکر تھا وہ کہتا مین تجھے اُسکا پتا دیتا
تہمین مین ساتھ جا کر تجھکو اُسکا گھر بتا دیتا
ابھی لیجا کے تجھکو اُسکی ڈیوڑھی پر بٹھا دیتا
جو وانکے بیٹھنے کے طور ہین وہ سب جتا دیتا
ادب سے جا کے اُسکے حلقۂ در کو ہلا دیتا
نکلتا جب تو خوبی سے تجھے اُس سے ملا دیتا
ولیکن آن بتِ سرکش ز عاشق عار میدارد
رسیدن تا درش آسان نباشد کار میدارد

پلک کٹاری مارکے ہردے رکت بہاسے
کہہ کے آسا مرت جو واکے دوارے جاسے

یہ باتین کہہ کے تھا میر بہت وہ دلکو بہلاتا
جو اُلفت مین جتاتے ہین وہی تھا مجھکو بتلاتا
مگر مجھکو بغیر از دیکھنے کے کچھ نہ تھا بھاتا
کبھی تھا آہ کرتا اور کبھی تھا اشک بھر لاتا
جو روتا مین تو مجھکو اس طرح آ کر وہ سمجھاتا
ترا دلبر جو وہ تو دیکھنے کو کیون نہین جاتا
بہ بینیم آخر شِ او راز من تا کے نہان باشد
اسیران محبت را کجا پروائے جان باشد

پیہ نگر کی ریت ہی تن من دے ہو کھوے
بیٹھ ڈگر جب پگ رکھا ہونی ہوسے سو ہوسے

وہ تھا یہ بات سنتا جب مرا منھ دیکھ رہتا تھا
جو چلتا تھا وہ اپنی طرف کو یہ بات کہتا تھا

مرا دل آتشِ فرقت میں اُس بن بہر کے رہتا تھا | نہ تھا کچھ بن جو آتا اِس سے درد و رنج سہتا تھا
گھر سیاں تک پڑا اشک اُس گھڑی آنکھوں سے بہتا تھا | وہ کہتا تھا رے بچھڑا تو میں یوں اُس سے کہتا تھا
کشم آہ و نمایم گریہ و شام و سحر کردم | نہ بینم تا رخش از جستجو ہرگز نہ بر گردم

پیتم یا من موہ کے کینہو مان کمان
بن دیکھے وار دپ کے میرے کلپت پران

چلا دان ہے میں اُس غمخوار کی باتوں سے گھبرا کر | یہی تھی آرزو دل میں کوئی بتلائے اُسکا گھر
پریشان حال پھرتا تھا کبھی ایدھر کبھی اودھر | بنا یا جب مکان اُسکا تو بیٹھا ایک رستہ پر
یکا یک دیکھتا کیا ہوں کہ آپہونچا وہی دلبر | اُٹھا میں اور کہا یوں رکھکے سر کو اسکے قدموں پر
مرا مجروح کردی و نگاہم رنج پوشیدے | چہ تقصیرم کہ دل بُردی و حالِ من نپرسیدے

من میرا بس کر لیو کاہے کینی و دٹ
ایسے موقی من ہرن کیا بن آوے کھوٹ

کہی یہ بات جب اُس شوخ سے میں نے بچشمِ نم | تو پہلے نازمیں وہ نازنیں مجھ سے ہوا برہم
لگا مجھکو جھڑکنے اُس گھڑی تیوری چڑھا باہم | پھر آخر میں رحم جو آیا تو ہنسکر یوں کہا اُس دم
تجھے زخمی جو کر آئے تھے اب تیغ نگہ سے ہم | لگا دینگے ترے ہم زخم پر اب لطف کا مرہم
نظیر این حرف چون گفت آن نگاہ لبستان من | غم از دل رفت و آمد شادمانی با بجان من

تن میرا یا بات میں پیت بھیو پرسند
ایکتو دیکھ میں ہے سیج نی آن بھری آنند

مسدس

اے صنم کرتے ہیں خوبان جو کسی پر بیداد | اُسکو پھر لطف سے کبھی نیے وہ کرتے ہیں شاد

اُسکی تشبیں ہین اُسکو ہری آئی ہی یاد
اِس سخن سے کہ جو سعدی نے کیا ہی ارشاد

خوبرویان جفا پیشہ وفا نیز کنند
باکسان درد فروشند و دوا نیز کنند

ہم کہاتے ہین طلبگار ترے دل سے آہ
اور توکرتا ہی ستم ہمپہ نہایت جانکاہ
اسقدر تجھکو مناسب نہین اے حسن پناہ
چاہیے یون کہ کرا س مطلع حافظ پہ نگاہ

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود
گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

کب کہا ہمنے کہ تو ہمپہ کر اب لطف و کرم
کچھ جہت ہو تو سہین تیری جفائین ہیہم
بے گنہ ہمپہ جو کرتا ہی تو ہر لحظہ ستم
اسلیئے پڑہتے ہین اِس مطلع صائب کو ہم

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج
بگذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

تونے جو جو ستم اب مجھپہ کیے ہین ایجان
اُنکو کرتا ہو نہین آگے ترے اسوقت بیان
رکھتا کب تک مین اُنھین خاطر غمگین مین نہان
اس سبب شعر نظیری پہ نظر کرکے میان

پردہ برداشتہ ام از غم پنہانے چند
بہ زبان میبردم امروز گریبانے چند

خستہ و خوار ترے ہاتھ سے ہو کر اب مین
گوہر اشک کو پلکون سے پرو کر اب مین
دلکو تجھ بت کی محبت مین ڈبو کر اب مین
بیت یہ آصفی کو پڑھتا ہون رو کر اب مین

سازآباد و خدا با دل دیرانے را
یا مدہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

یار تونے جو ستم مجھپہ کیے ہین اکثر
کس طرح اُنکو بتلاؤن مین زبان کے اوپر
شعلے اُٹھتے ہین مرے دل مین چھپاؤن کیونکر
اے ستمگر تو کر اس بیت پہ وحشی کی نظر

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
سوختم سوختم این سوز نہفتن تا کے

دیکھ اے شوخ مجھے ہر گھڑی اتنا نہ ستا
عاجز آیا ہون تری دیکھ یہ ہر دم کی جفا
ہے خبر شرط مرے دلکو نہین تاب ذرا
اس سے یہ شعر نظیر آگے ترے ہون پڑھتا

بعد ازین بر من دل خستہ چو بیداد کنی
من کنم ترک محبت تو ہمے یاد کنی

خمسہ بر غزل خود

یون تو اکثر ادھر آجاتے ہین انجان کئی
خاک ہوجاتے ہین آن سے پر گریبان کئی
پر کہون کیا کہ بنا خس کے ہے سامان کئی
دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی

لیگئے صبر کئی دل کئی ایمان کئی

اپنے ہم چشم تو یان خون کیے ہین رو رو
مین بھی لایا ہون پر اس کام کو اب حد کو
ایک چشمہ تو مرے رونیکا یہ ہے سن لو
آتار دیا ہون کہ اب لخت جگر کے یارو

ڈھیر ہین چشم سے لے تا سر دامان کئی

آہ جو جو گئے تھے حسرت دیدار مین مر
سب تڑپتے تھے وہ بیتاب زمین کے اندر
آخرش ہوکے پریشان ہمہ تن چشم ونظر
اب تو ٹک منہہ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر

نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی

آوے گر باد صبا اُسکے گلے سے نہلون
سونتا ہے مین نقش قدم آغوش مین لون

چشم حیرت زدہ کو کفش کے نعلوں سے ملون　　اُسکے دامن سے لگون پانون پڑون ساتھ جاؤن
خاک ہون تو بھی مرے جی مین ہین ارمان کئی

ہان کہنا مرا ای شوخ ہٹیلے چنچل　　گو کہ اب بلبل و قمری مین پڑی ہین ہلچل
منہ دکھانے مین غرض ہون کے بس اتنا نہ مچل　　آخر آیا ہی تو گلشن مین بھی ٹک آتو چل
یان بھی رہتے ہین ترے چاک گریبان کئی

ہان کھاتا ہی ترا قتل کا عالم کے نشان　　اور خوبان کی طرح اپنے تو ہنسنے کو نہ جان
دیکھ کہتا ہون ستمگر مری اس عرض کو مان　　پان کھا کھا نہ ہنس اس رخ پہ تو ای دشمن جان
ابھی بھر جاینگے خونین لب دندان کئی

جب سے اُس شوخ کی ابرو نے کیا تیغ کو مات　　بے گناہون کے سر اوپر ہے نہایت آفات
اب کہون کیا مین بھلا اُس ستم ظلم کی بات　　نظر آتے ہین مجھے اُسکی گلی مین دن رات
ٹکڑے ٹکڑے کئی بسمل کئی بیجان کئی

یہ مری جا ہی کہ اچھا مین تو بن ٹھن کے آ　　اور جو آوے تو نہ قیدون کے تئین ساتھ لا
آہ جاگینگے تو پھر حشر کرینگے برپا　　جا نکر گور غریبان مین قیامت نہ مچا
ابھی سوئے ہین ترے بے سر و سامان کئی

جب سے اُس خسرو خوبان نے کیا تجھکو اسیر　　جی بھی ہی شاد مرا دل بھی ہی سو عیش پذیر
کیونکہ اس خاک مین بستی کو نہ سمجھون مین سریر　　بادشہ کو نہ لکھا رقعہ کبھی جسنے نظیر
اُس شہ حسن کے آئے مجھے فرمان کئی

کلجگ کے بیان مین

دنیا عجب بازار ہی کچھ جنس یان کی ساتھ لے　　نیکی کا بدلا نیک ہی بد سے بدی کی بات لے

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات دے ۔ آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات دے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کانٹا کسی کے مت لگا گر مثل گل پھولا ہے تو ۔ وہ تیرے حق مین زہر ہے کس بات پر بھولا ہے تو
مت آگ مین ڈال اور کو پھر گھانس کا پولا ہے تو ۔ سن رکھ یہ نکتہ بے خبر کس بات پر بھولا ہے تو

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیکھا ہے یہان ۔ جو جو دکھایا اور کو وہ آپ دیکھا ہے یہان
کھوٹی کھری جو کچھ کہ ہے اسکا پرکھا ہے یہان ۔ ہر سودا آ ملتا ہے دل تل تل کا لیکھا ہے یہان

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہے پرا ۔ جو اور کے مارے چھری اسکے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے گھڑی اسکا بھی ٹوٹے ہے گھڑا ۔ جو اور کی چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہے برا

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا ۔ گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول دیگا
جو آج دیویگا یہاں ویسا وہ وان کل پاویگا ۔ کل دیویگا کل پاویگا کل پاویگا کل پا دیگا

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

جو چاہے لے چل اس گھڑی سب جنس یان تیار ہے | آرام مین آرام ہے آزار مین آزار ہے

دنیا نہ جان اسکو میان دریا کی یہ منجدھار ہے | اورونکا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے | کر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے

تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے | روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

کر جگ جو کچھ کرنا ہو یان یہ دم تو کوئی آن ہے | نقصان مین نقصان ہے احسان مین احسان ہے

تہمت مین یان تہمت لگے طوفان مین طوفان ہے | رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

یان زہر دے تو زہر لے شکر مین شکر دیکھ لے | نیکو کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے

موتی جو دے موتی لے یان پتھر مین پتھر دیکھ لے | گر تجھکو یہ باور نہین تو تو بھی کر کر دیکھ لے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر | تیرا بھی نقصان ہووے گا اس بات پر تو دھیان کر

کھانا جو تو کھا دیکھکر پانی پیے تو چھان کر | یان پانون کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے | کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

غفلت کی یہ جا گہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ
دلشاد رکھ دلشاد رہ غمناک رکھ غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی **نظیر** اب ہر قدم کی خاک رہ
یہ وہ مکان ہے او میاں یاں پاک رہ بیباک رہ

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اُس ہات لے

ترکیب بند

ادھر کو جس گھڑی اے ہمنشین وہ یار آیا
ہمارے دل سے گئی بیکلی قرار آیا
اسے جو مہر سے ہے ذرہ پروری منظور
تو پھر ادھر کو جھمکتا وہ مہوار آیا
مزاج اُسکا جو عاشق نواز ہے ہمدم
تو راہ لطف پہ پھر وہ کرم شعار آیا
کسی نے دوڑ کے ہمسے کہا مبارک باد
تمھارے پاس ہے وہ نازنین نگار آیا
کسی نے گل کی طرح ہنسکے یوں کہا آکر
بھلا ہوا کہ تمھارا ابھی گلعذار آیا
خوشی یہ بولی تمھاری میں گرد خاطر ہوں
ادھر سے عیش پکارا کہ میں بھی حاضر ہوں

گیا ملال ہوے شاد ہم زمانے سے
ہوا ملاپ چھٹے ہجر کے ستانے سے
نشاط جی کو ہوئی ہر طرف کے ملنے سے
سرور دلکو ہوا ہنسنے اور ہنسانے سے
ہوئی نمود وہ ساعت بھی انبساط بھری
کہ جسمیں شاد ہوے ہم بھی دل لگانیسے
ہر اک طرف سے ہوئی سو طرح کی خوشوقتی
تو دیدیں آئیاں عشرت کے کار خانیسے
سماتے پھولے نہیں پیرہن میں اب ہر گز
ہم ایسے شاد ہیں اُس گلبدن کے آنیسے
جہاں میں جسکو ملاقات یار کہتے ہیں
عجب بہار ہے اُسکو بہار کہتے ہیں

ہمارے دلمیں جو فرقت کی بیقراری تھی
تو اُسکے ہاتھ سے صورت عجب ہماری تھی
کبھی خیال رخ و زلف کا سحر تا شام
کبھی تصور مژگان سے دلفگاری تھی
نہ دل لگے تھا کسی شغل سے کوئی ساعت
نہ جان کو جز الم ہجر ہمکناری تھی
یہ اضطراب تھا ہر دم کہ رہتی بیتابی
ہمارے حال پہ سیماب کی بھی زاری تھی
خدا کے فضل سے پھر اسمین خیر و خوبی سے
وہ دن بھی آیا کہ جسکی اُمیدواری تھی

جو دیکھی پھر کے نظر گلعذار کی صورت
تو ہر طرف نظر آئی بہار کی صورت

عیان جو سامنے آکر وہ گلعذار ہوا
تو عالم عیش کا پھر ایک سے ہزار ہوا
نگہ کو حسن نے اُس گل کے تازگی بخشی
خوشی قریب ہوئی دور انتظار ہوا
جدا جو ہجر مین ہم سے قرار رہتا تھا
ہمارے دل سے وہ پھر آنکر دوچار ہوا
تسلی دلکو ہوئی اُس صنم کے ملنے سے
رخ اُسکا دیکھتے ہی رفع اضطرار ہوا
مطلب تھی دلکے تئین جسکی ایک مدت سے
ہزار شکر وہی عیش آشکار ہوا

نشاط و عیش کو خاطر سے ہمقرینی ہے
نیا زمانہ ہے اور لطف ہمنشینی ہے

ہم اپنے دلکی خوشی کا بیان کرین کیا کیا
کہ ایک لحظہ یہ ٹھہرا ہے عیش کا نقشا
کبھی ہین دیکھتے رخسار یار کو ہنس ہنس
کبھی خوشی سے ہین چھو لیتے اُسکی زلف دوتا
کبھی ہین یار کے چشم نگاہ سے پیتے
خوشی سے عیش کے بھر بھر کے ساغر صہبا
کبھی ہین اُسکے تکلم سے دلکو خوش کرتے
کبھی ہین اُسکے تبسم پہ جی سے ہوتے فدا
جو دیکھتا ہے ہمین اسطرح کی عشرت مین
تو یہ سخن وہ رہ منصفی سے ہے کہتا

نظیر تمنے جو حاصل یہ شادمانی کی
یہی بہار ہے بستانِ زندگانی کی

ترکیب بند ثانی فارسی ہندی

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے احوال پر آنسو بہاتا ہے
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے
اگر کچھ منھہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے
وگر چپکا ہی رہتا ہوں کلیجہ منھہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کردں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدھ کروں اپاؤ

تھا معلوم الفت میں کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے پھر آپ ہی دکھ پانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نے کردم بدل روشن چراغِ آشنائی را

جو میں ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت نہ کیجو کوے

سحر سے شام تک صحرا میں پھرتا دل کو من مارے
لگا کر شام سے تا صبح گنتا رات کے تارے
یہی ہر آہ دل میں داغ جوں آتش کے انگارے
جسے دل چاہتا ہے اسکو کچھ پروا نہیں پیارے
جب اسکی ہی یہ مرضی ہے تو جیتے ہیں بیچارے
مگر اسکے تصور میں یہی کہتے ہیں اے پیارے
زحال من کہ چونم بے رخت داری خبر یا نہ
دل من سوخت آیا در دلت باشد اثر یا نہ

آہ دئی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دیپک کے بھاؤ میں نہیں جل جل مریں پتنگا

کبھی ہو کر گریباں چاک صحرا کو نکلتا ہوں
لگی ہے آگ دل میں شمع ساں جلکر پگھلتا ہوں
نہیں دیکھکر شعلہ بھڑکتے ہاتھ ملتا ہوں
نہ تاب آتش دوری کہ میسوزد دل وجان را

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہوں
دھواں اٹھتا ہے آہوں کا برنگ موم گلتا ہوں
بھبھوکے تن سے اٹھتے ہیں ستی کی طرح جلتا ہوں
نہ دادہ نبض من پر آبلہ دست طبیبان را

برہ کی آگ تن میں لگی جرن لگے سب گات
ناری چھووت بید کے پڑے پھپھولا ہات

غضب ہے ایک تو مجھے نہ دل ور جی کی گھبرائے
نہ ہو دل کیونکہ ٹکڑے اور نہ جان کسطور گھبراوے
لگی جو آگ دل میں پھر وہ بجھنے کسطرح پاوے
یہ جو در دل آتش دوری نہاد او راکہ نشاند

قسم ہے پر گھڑی اس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ کوئی سر کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے
مگر آنکس کہ آتش زد ہمان آبی بر افشاند

ہردے اندر جرن لگی دھواں نہ پرگھٹ ہوئے
جا تن لاگے سو لکھے یا جن لائے ہوے

کہاں تک کھائیے غم اب تو غم کھایا نہیں جاتا
قدم رکھتا ہوں جس جا وانسے سرکایا نہیں جاتا
پڑا ہوں دشت میں رستا کہیں پایا نہیں جاتا
مکان یار دور از من نہ بردارم نہ پا ہے دل

دل بیتاب کو باتوں سے بہلایا نہیں جاتا
یہ پتھر ہاتھ سے تل بھر بھی کسایا نہیں جاتا
جو چاہوں بھاگ جاؤں بھاگ بھی جایا نہیں جاتا
عجب مشکل فتادم چسان طے سازم این منزل

تا میرے نکلو نہ پاتوں بل میں انکھیں یادور
اٹھ نہ سکوں گر گر پڑوں جی ہوں بسور بسور

اِدھر دل مجھسے کہتا ہے کہ تو چل یار کے ڈیرے
اِدھر تن مجھکو کہتا ہے کہ تو مت مجھکو کہہ دیرے
جو کہنا دل کا کرتا ہوں تو رہتا ہے وہ گھر میرے
وگر تن کی سُنوں تو اور دکھ پڑتے ہیں بہتیرے
نہ دل مانے نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے
کروں کیا میں نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد
عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد

دل چاہے دلدار کو اور تن چاہے آرام
دُبدا میں دونوں گئے نہ مایا ملی نہ رام

معجزہ حضرت علی علیہ السّلام

سُنتے ہوا ے علی کے محبان دوستدار
اِک معجزہ میں کہتا ہوں اُس شہ کا آشکار
ہے تازہ واردات یہ از نقل روزگار
تھا کوئی شخص دولت وحشمت میں نامدار
اک روز وہ گیا تھا کہیں کھیلنے شکار

جس دشت میں شکار کو گزرا تھا وہ غنی
واں ایک شیر رہتا تھا اور اُسکی شیرنی
تھا ایک چشمہ پانی کا اور سبز تھی بنی
اور بچے اُس بنی میں تھی وہ شیرنی جنی
دس بیس روز کے تھے ابھی طفل شیرخوار

بچوں کو اپنی چھاتی پہ رکھے وہ بے زباں
دونوں کو تھی دودھ پلاتی تھی شادماں
بندوق کی جو آئی صدا اس میں ناگہاں
نرمادہ دونوں بھاگ گئے ہو کے نیمجاں
بچے اکیلے رہ گئے جنگل میں بے قرار

القصہ جب شکار سے فارغ ہوا وہ شاہ
ناگاہ دونوں بچوں پہ اُسکی پڑی نگاہ
رکھوا کے اُنکو اونٹ پہ جلدی سے خواہ مخواہ
لی اُس شکار گاہ سے پھر اپنے گھر کی راہ
محلوں میں اپنے آن کے اُسنے لیا قرار

جب آئے شیر و شیرنی باحالتِ تباہ | اور دونون بچے گھر مین نہ آئے انھین نگاہ
وہ شیر کھا کے غش گرا اکبار کر کے آہ | اور شیرنی نے لی نجف اشرف کی وہین راہ

سر پیٹتی چلی وہ بیابان سے سوگوار

القصہ کتنے روز مین وہ شیرنی غریب | بھوکی پیاسی پھیرتی ہونٹون پہ خشک جیب
شوہر سے چھوٹی اور ہوئی بچون سے بے نصیب | آپہونچی یک بیک نجف اشرف کے عنقریب

بچون سے اپنے سر پہ اڑاتی ہوئی غبار

بازار مین نجف کے جب آئی وہ نیم جان | ہر اِک دکان سے وان اٹھا شور اور فغان
کوئی پکارا دوڑیو کوئی پکارا ہان | ہیبت سے اُسکی چھپنے لگے پیر اور جوان

چارون طرف سے دھوم مچی آکے ایکبار

وہ تو کسی طرف کو نہ گھر کی بتاتی تھی | اُنے منھ کو موڑتی تھی نہ پنجہ اُٹھاتی تھی
آنکھون سے اُس ہجوم مین آنسو بہاتی تھی | شاہِ نجف کے روضہ پہ فریادی جاتی تھی

لوگ اُس پر اپنے خوف سے کہتے تھے مار مار

جسدم وہ پہونچی حیدرِ صفدر کے در تلک | دربان اُسکے خوف سے کھسک گئے سرک
داخل ہوئی وہ روضۂ انور مین یک بیک | رونے لگی وہ سامنے سر کو ٹپک ٹپک

آنسو کی دونون آنکھون سے بہنے لگین قطار

آنکھون سے اُسکے آنسو کی ندی جو بہتی تھی | بچون کا داغ اپنے کلیجے پہ سہتی تھی
کچھ منھ سے شور کرتی تھی کچھ دیکھ رہتی تھی | گویا وہ شہ سے اپنی زبان مین کہتی تھی

بچے مرے دلائیے یا شیر کردگار

روتی تھی یون وہ شیرنی آنسو بہا بہا | مظلوم جیسے روتے ہے عادل کے پاس آ

اور کچھ زبان سے اپنی سناتی تھی بغبغا — نکلے تھی آغا آغا کی مُنھ اُسکے سے صدا
کہ آغا آغا درد سے روتی تھی زار زار

فریادی نکلے ساقیِ کوثر کے سامنے — محتاج نکلے صاحب قنبر کے سامنے
یون دیکھتی تھی روضۂ انور کے سامنے — مظلوم جیسے آن کے داور کے سامنے
کرتا ہی اُسکے حکم کا رہ رہ کے انتظار

لوگون کے دل سے جب تو ہوا خوف اِسکا کم — سب اِسکے پاس آن کے دیکھیں تھے اسکا غم
ہر آن اپنے سر کو ٹپک کر کے چشم نم — بچونکو اسطرح وہ اُٹھاتی تھی دمبدم
فریادی داد مانگے ہی جون ہاتھ کو پسار

فریاد وہ تو مانگے تھی آقا سے جھوم جھوم — یعنی فلک نے مجھکو دکھایا یہ روز شوم
اِس بات سے تمام نجف مین پڑی یہ دھوم — گرد اُسکے مرد و زن کا ہوا آن کے ہجوم
حیرت مین تھے تمام چہ نادان چہ ہوشیار

کوئی پانی اُسکے واسطے کوئی کھانا لاتا تھا — لیکن اُسے تو رونے سوا کچھ نہ بھاتا تھا
بچونکا داغ ہوش سب اُسکے اُڑاتا تھا — جو اُسکو دیکھتا تھا اُسے رونا آتا تھا
ایسی طرح سے سر کو ٹپکتی تھی بار بار

جب تین دن وہ شیرنی یونہی پڑی رہی — ناچار اُن شریفون نے دیکھ اُسکی بیکلی
جسطرح وان قدیم سے کہنے کی راہ تھی — اس طرح سے جناب مقدس مین عرض کی
باسینۂ الم کش و با چشم اشکبار

آئی ندا یہ شیرنی دیتی دہائی ہے — اِک شخص کے یہ ظلم و ستم کی ستائی ہی
بچون نے اسکے قید کی آفت جو پائی ہی — سو اب ہمارے روضہ پہ فریاد لائی ہی

کل اسکا بھید ہوویگا تم سب پہ آشکار

یان توشریف کو یہ عنایت ہوا جواب　　وان جا پلنگ الٹ دیا اسکا بعین خواب
فرمایا وہ جو شیر کے بچے ہین دلکباب　　بھجوادے انکو شہر نجف مین تو کل شتاب
ورنہ تو اس گنہ سے بہت ہوگا شرمسار

یان انکی انکے واسطے آنسو بہاتی ہے　　اور تین دن ہوئے ہین نہ پیتی نہ کھاتی ہے
فریادی ہو کے روتی ہے اور غل مچاتی ہے　　غش ہو ہارے روضہ مین جی کو کھپاتی ہے
جلدی سے انکو بھیجدے کر اونٹ پر سوار

وہ تھرتھرا کے کانپ اٹھا ہو کے عذرخواہ　　جانا یہ اسنے یہ ہین شہنشاہ دین پناہ
بولا نجف تو پندرہ دن کی ہے یان سے راہ　　بھجوادون کسطرح سے انھین کل مین پرگناہ
اتنا تو اس غلام مین کب ہیگا اختیار

تب حکم یہ ہوا اسے جسوقت ہو سحر　　جلدی سے دونون بچونکو رکھوا کے اونٹ پہ
بھجوادے اپنے شہر کی آبادی سے ادھر　　جب پہونچینگے یہ شہر کے دروازے کے ادہر
وان پیدا ہوگا غیب سے اک ناقہ سوار

ہوتے ہی صبح اسنے منگا کر وہ دو بچے　　رکھوا کے ایک اونٹ پہ جلدی رواں کیے
جب لوگ آئے شہر کے دروازے کے کنے　　کیا دیکھین ایک شخص کو وان آدھی رات سے
ہے منتظر وہ اونٹ کی پکڑے ہوئے مہار

جاتے ہی دونون بچے انھونکے اسے دیے　　با احتیاط سونپ کے پھر شہر کو پھرے
وہ ان بچون کو لے کے چلا اس شتاب سے　　آپہونچا اس مکان مین اک پہر دن چڑھے
اک بار اسکا شہر نجف مین ہوا گذار

بچونکے آنے آنیکی جب غل ہوے کروڑ
جب لاکے اُسکے سامنے بچے دیے وہ چھوڑ
وہ شیرنی بھی تکنے لگی اپنے منھ کو موڑ
یون خوش ہو چاٹنے لگی الفت سے وہ جھنجھوڑ
انسان جیسے کرتا ہی بچون کو اپنے پیار

بچے بھی دوڑ مان کے گلے سے لپٹ گئے
چھاتی پہ لوٹ لوٹ کے جادو دہنے لگے
یون جیسے کوئی دور کا بچھڑا ہوا ملے
اُس شیرنی کے جیسے کلیجے مین داغ تھے
ویسے ہی اسکے منھ پہ خوشی کی ہوئی بہار

جب اُسنے بچے پائے تو ہوکر وہ شادمان
روضے کے سات بار تصدق ہوئی وہان
بچون سمیت اُٹھکے وہ حیوان بے زبان
پھر آستانہ چوم ہوئی وان سے وہ روان
جا پہونچی اپنے دشت مین خوش ہوکے ایکبار

شیر خدا کے عدل کی یہ دیکھہ رسم و راہ
انصاف ایسا چاہیے ای شاہ دین پناہ
خلقت تمام وانکی پکاری یہ واہ واہ
حامی و منصف اور نہین کوئی تم سا شاہ
ہی ختم تمپہ عدل و حمایت کا کاروبار

حیوان تمھارے لطف سے جب تک ہوین شاد
جیسے تمھارے در سے ملی شیرنی کو داد
انسان پھر پھانسے پھرین کیونکہ نامراد
احسان ایسے ایسے بہت اے کرم نہاد
ہینگے تمھارے صفحۂ عالم مین یادگار

اے شاہ یہ نظیر تمھارا غلام ہی
عاصی ہی پُر گناہ ہی اور ناتمام ہی
رکھتا سوا تمھارے کسی سے نہ کام ہی
دن رات اُسکا آپ سے اب یہ کلام ہی
رکھ لیجیو میری آبرو یا شیر کردگار

مستزاد مثلث

بیجرم و خطا یار نکر چشم نمائی تیوری کو چڑھا کر ‏ ‏ اور رنجش بیجا سے نکر صاف لڑائی منھ ترش بنا کر

اِس جور کی کب ہمسے ہوئی عہدہ برآئی اتنی نہ جفا کر

کرتا ہوں ترے ہجر میں اے شوخ پریزاد میں نالۂ و فریاد ‏ ‏ دیتا نہیں خاطر سے تری اے ستم ایجاد جب کوئی مری داد

پھر ہار کے دیتا ہوں میں تیری ہی دہائی ہاتھوں کو اٹھا کر

دل تڑپے ہی بسمل کی طرح سینہ میں جی مشتاق اجل ہے ‏ ‏ آنکھوں میں دم آیا ہے نہیں منہ میں نہیں باقی جیبھ ہلانے کی کوئی پل

لائی مجھے ظالم تری سد رہ جدائی نے اتھو ملا کر

سدھ لیگئی بالی کی جھمک صبر کو نتھ پھول اور عقل کو بُندے ‏ ‏ بالی کی گئی چھوک لگا سینہ میں اک ہول دل لیگئے جھمکے

اور جی کے تئین لیگئی زنجیر طلائی زنجیر پنہا کر

آنچل کی کھچاوٹ نے کیا ایسہ پہ طوفان جو ہوش اڑا یا ‏ ‏ مستی کی دھڑی نے وہ کیا ظلم نمایان جو غش پہ غش آیا

ہاتھوں نے بھی اک آگ سی سینے مین لگائی منھ دیکھو دکھا کر

کیا کہئے **نظیر** اب مین کرون تن کی لطافت میلا ہو گیا ملے ‏ ‏ اور اسکے سوا اور یہ نرمی نزاکت ٹک ناز و ادا سے

اک پھول اٹھا وے تو تڑک جاوے کلائی بل سیکڑوں کھا کر

خمسہ بر غزل فغان

دل دیتا ہوں یارو مجھے الزام نہووے ‏ ‏ اس کام کا آخر کو بد انجام نہووے

یہ عشق مرا گوشزد عام نہووے ‏ ‏ ڈرتا ہوں محبت میں مرا نام نہووے

دنیا مین الٰہی کوئی بدنام نہووے

گر یار مرے قتل کو آیا ہے ترا دل ‏ ‏ بہتر ہے میں حاضر ہوں ولے کچھ نہیں مشکل

گر یوں ہی ارادہ ہے تو مت چھوڑ تو بسمل ‏ ‏ شمشیر کوئی تیز سی لانا مرے قاتل

ایسی نہ لگانا کہ مرا کام نہووے

پھر غم ہجر اُسکے ہو غم و درد سے نالان
کیا ضد ہے موے پر بھی اُسے دیکھیے یاران
آخر کو ہوا ہاتھ سے اُس شوخ کے بیجان
آتا ہے مری گور پہ ہمراہ رقیبان
یعنی اسے تربت مین بھی آرام نہو وے

پردہ جو ترے غم کا اگر دل سے اٹھاؤن
نالہ وہ کرون کوہ بھی جاگہ سے ہلاؤن
اک آہ مین سو برق کے سینے کو جلاؤن
گر صبح کو چاک اپنے گریبان کا دکھاؤن
ای زندہ دلان حشر تلک شام نہو وے

اپنا تو نظیر ایک ستمگر ہے پریرو
سو اُسکو بھی دل دیکے کیا ہمنے بدیک سو
پائی تھی صبا نے بھی نہ اُس گل کی کبھی بو
جی دیتا ہے بوسہ کے توقع پہ فغان تو
ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہو وے

بلبلون کی لڑائی کے بیان مین

کل بلبلین جو نو دس قابو مین اپنے آئین
یہ شور سُنکے خلقت دوڑ آئی دائین بائین
اُسمین سے دو پکڑ کر کشتی مین دھر بھرائین
کوئی بولا واہ حضرت کوئی بولا واہ سائین
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اِس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

دو مین تو دونون کٹ کٹ لڑتی تھین کر کے گڑا
خلقت یہ آکے ٹوٹی چھوڑ اپنا اپنا اڈا
جب تیسری کو چھوڑا پھر تو ہوا اکڑا
کڑکی کسیکی پسلی ٹوٹا کسی کا ہڈا
سو سو طرح کی دھومین اکدم مین کر دکھائین
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلین لڑائین

تھین تین کشتی بیچ چوتھی کو اُسمین چھوڑا
اُسنے تو خم بجا کر تینون کو دھر جھنجھوڑا

پھر تو یہ ٹھیکا آکر ان کشتیوں کا کوڑا | چھوٹا کسی کا ہاتھی بھاگا کسی کا گھوڑا

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

اک کنکری جو ماری پڑھ ہمنے پرسوں کی | کشتی میں گٹھری بندھ گئی اُن چاروں بلبلوں کی
سُنکے چیخیں انکی لڑتی تھیں غرغوں کی | سب بولے واہ حضرت اچھی یہ پڑھتے پھونکی

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سُن سُن وہ چیخیں انکی چڑیاں چیونٹیاں آئیں | کوے پکارے غاں غاں چیلیں بھی چلچلائیں
سارو بٹیر مدیا چکا دڑیں بھی آئیں | مرغوں نے ککڑوں کو نکی کلکلیاں پھڑپھڑائیں

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

چلائے مور سارس اور پھڑپھڑائے گھگو | گدھ اور چیندھاڑے اور پھڑپھڑائے الو
کتے بھی بھونکے بھوبھوں گیدڑ پکارے ہوہو | پھر دے گرجے بھی رینگے کراپنی دیکھو ڈھینچو

سو سو طرح کی دھومیں اکدم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

جب لے چلے وہاں سے ہم بلبلوں کا لشکر | سب لوگ ہنسکے بولے اُسدم دعائیں دیکر
سب ہیں میاں نظیر اب تم ہو بڑے قلندر | یہ کھیل آگرے میں اب ختم ہے تمھیں پر

سو سو طرح کی دھومیں اک دم میں کر دکھائیں
اس ڈھب سے ہمنے یارو کل بلبلیں لڑائیں

سامان دوالی کا

ہر اک مکان میں جلا پھر دیا دوالی کا
ہر اک طرف کو اُجالا ہوا دوالی کا
سبھی کے دل میں سماں بھا گیا دوالی کا
کسی کے دل کو مزا خوش لگا دوالی کا
عجب بہار کا ہے دن بنا دوالی کا

جہاں میں یارو عجب طرح کا ہے یہ تیوہار
کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے اُدھار
کھلونے کھیلوں بتاسوں کا گرم ہے بازار
ہر اک دکان میں چراغوں کی ہو رہی ہے بہار
سبھوں کو فکر ہے اب جا بجا دوالی کا

مٹھائیوں کی دکانیں لگا کے حلوائی
پکارتے ہیں کہ لالہ دوالی ہے آئی
بتاسے لے کوئی برفی کسی نے تلوائی
کھلونے والوں کی اِن سے زیادہ بن آئی
گویا اُنھوں کے واں راج آگیا دوالی کا

صرف حرام کی کوڑی کا جنکا ہے بیوپار
اُنھوں نے کھایا ہے اس دن کے واسطے ہی اُدھار
کہے ہے ہنس کے قرضخواہ سے ہر اک اکبار
دوالی آئی ہے سب دے دلائینگے اے یار
خدا کے فضل سے ہے آسرا دوالی کا

مکان لیپ کے ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو کوڑی وہ جلد جھنکائی
اصل جواری تھے اُنمیں تو جان ہی آئی
خوشی سے کود اچھل کر پکارے او بھائی
شگون پہلے کرو تم ذرا دیوالی کا

شگن کی بازی لگی پہلے یار گنڈے کی
پھر اُس سے بڑھ کے لگی تین چار گنڈے کی
پھری جو ایسی طرح بار بار گنڈے کی
تو آگے لگنے لگی پھر ہزار گنڈے کی
کمال نرخ ہے پھر تو لگا دوالی کا

کسی نے گھر کی حویلی گرو رکھا ہاری — جو کچھ تھی جنس میسر بنا بنا ہاری
کسی نے چیز کسی کی چرا چھپا ہاری — کسی نے گٹھری پڑوسن کی اپنی لا ہاری
یہ ہار جیت کا چرچا پڑا دوالی کا

کسیکو داؤں پہ لانگی موٹھ نے مارا — کسیکے گھر پہ دھرا سوختہ نے انگارا
کسی کو نرد نے چوپڑ کے کر دیا زارا — لنگوٹی باندھ کے بیٹھا ازار تک ہارا
یہ شور آکے مچا جا بجا دوالی کا

کسی کی جورو کہے ہی پکار اے بھڑوے — بہو کی نوگری بیٹے کے ہاتھ کے کھڑوے
جو گھر مین آوے تو سب مل کیے ہین سو ٹکڑے — نکل تو یان سے ترا کام یان نہین بھڑوے
خدا نے تجھکو تو شہدا کیا دوالی کا

وہ اسکے جھونٹے پکڑ کر کہے ہی مارونگا — ترا جو گہنا ہی سب تار تار اتارونگا
حویلی اپنی تو اک داؤں پر مین ہارونگا — یہ سب تو ہارا ہون خندی تجھے بھی ہارونگا
چڑھا ہی مجھکو بھی اتنو نشا دوالی کا

تجھے خبر نہین خندی یہ لت وہ پیاری ہی — کسی زمانے مین آگے ہوا جو جواری ہی
تو اسنے جورو کی نتھ اور ازار اتاری ہی — ازار کیا ہی کہ جورو تلک بھی ہاری ہی
سنا یہ تو نے نہین ماجرا دوالی کا

جہان مین یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہی — تو زر سے ہوتی ہی اور زر بغیر ہوتی ہی
جو ہارے اسنپہ خرابی کی فیر ہوتی ہی — اور انمین آنکے جن جن کی خیر ہوتی ہی
تو آڑے آتا ہی اسنکے دیا دوالی کا

یہ باتین سچ ہین نہ جھوٹ انکو جانیو یارو — نصیحتین ہین انھین دل سے مانیو یارو

جہانکو جاؤ یہ قصہ کہانیو یارو
جو جواری ہو نہ بُرا اُس کا مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جوار یا دوالی کا

در بیان ذکر مُرغان

وہ مکر کی رچنا کیا ہوں ہوں ہوں ہوں کرتی ہین
منہ بولی بگڑی دن کون مرغیان کون کون کرتی ہین
ہون ہون ہون ہون گرگرندکرکین وفیکون کرتی ہین
طوطیان بھی سب یاد مین اُسکی بھبوں بھبون کرتی ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

پنکھ ہوا گر پنکھ اُسیکے غم مین سب ہی تپتے ہین
سارس گدھ جو اصل تیرے بگلے پنکھ کلپتے ہین
عنقا اور سیمرغ اُسکی فرقت بیچ تڑپتے ہین
پنکھ پکھیرو جتنے ہین سب نام اُسیکا جپتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

قمری بولے حق سرہٗ بلبل بولے بسم اللہ
وادر مور پپیہے کویل کوک رہی اللہ اللہ
کبک اور ٹیٹری چاروں مل اور تیتر بھی سبحان اللہ
فاختہ کوکو تیہو ہو ہو طوطی بولین حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

بوم چنڈاور سنبرک ابابیل و چکور ین شام چڑی
تلی اندھی انسن بھنبھیری کٹری بھونرے بڑی بڑی
کھنجن چھپیان سے بو کلنگ اور غوغائی کی دھوم ہوئی
ممولے تھتھری پیشو بھنگلے بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بچون بچون کرتی ہین

تن تن اور طم ڈھک مولا حق حق تار پڑے ہین
اگن بیچے چنڈول بلتے یاد مین اُسکی روتے ہین

طاہر تو سب تخم محبت اُسکا دلمین بوتے ہین
بیچھی اُسکی یاد کرین ہم یا یون سارے سوتے ہین

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

کس کس کا لون نام غرض ہین جتنے طائر خرد و کبیر
کوئی کہے یاحق توانا کوئی کہے یارب قدیر

طائر تو سب یاد کرین اور ہم غفلت مین ہین اسیر
ہم سا غافل دنیا مین اب کوئی نہین ہے آہ نظیر

سانجھ سویرے چڑیان ملکر چونچون چونچون کرتی ہین
چونچون چونچون چونچون کیا سب بیچون بیچون کرتی ہین

عیدالفطر کے بیان مین

ہے عابدونکو طاعت و تجرید کی خوشی
اور زاہدون کو زہد کی تمہید کی خوشی

رند عاشقونکو ہے کئی امید کی خوشی
کچھ دلبرونکے وصل کی کچھ دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیون سے جو ہین زرد زرد گال
خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال

پوشاکین تن مین زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اُٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سوئیان پکانے کی دھوم ہے

پیر و جوان کو نعمتین کھانے کی دھوم ہے
لڑکون کو عیدگاہ کے جانیکی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

بیٹھے ہین پھول پھول کے میخانوں مین کلال — اور بھنگ خانوں مین بھی ہین سبزیان کمال
چھنتی ہین بھنگین اُڑتے ہین چرس کے دم نڈھال — دیکھو جدھر کو سیر مزا عیش قیل وقال

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کوئی تو مست پھرتا ہی جام شراب سے — کوئی پکارتا ہی کہ چھوٹے عذاب سے
کلّا کسی کا پھولا ہی لڈو کی چاٹ سے — چٹکارین جیبین بھرتی ہین نان وکباب سے

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

محبوب دلبرون سے ہی جنکی لگی لگن — اُنکے گلے سے آن لگا ہی جو گلبدن
سو سو طرح کے چاؤ سے مِل مِل کے تن سے تن — کہتے ہین تم کو عید مبارک ہو جان من

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کیا ہی معانقے کی مچی ہی اُلٹ پلٹ — ملتے ہین دوڑ دوڑ کے باہم جھپٹ جھپٹ
پھرتے ہین دلبرونکی بھی گلیوں مین غٹ کے غٹ — عاشق مزے اُڑاتے ہین ہر دم لپٹ لپٹ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہی اس عید کی خوشی

کاجل حنا غضب مسی و پان کی دھڑی — پشوازین سرخ سوسنی لاہی کی پھلجھڑی

کُرتی کبھی دکھا کبھی انگیا کسی کوی | کہہ عید عید لوٹے ہین دلکو گھڑی گھڑی

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

جو جو کہ اُنکے حُسن کی رکھتے ہین دل سے چاہ | جاتے ہین اُنکے ساتھ لگے تا بہ عید گاہ
توپون کے شور اور دوگانونکی رسم و راہ | میانے کھلونے سیر مزے عیش واہ واہ

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

روز ونکی سختیون مین نہوتے اگر اسیر | تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہین گدا سے لگا شاہ تا وزیر | دیکھا جو ہمنے خوب تو سچ ہے میان نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل مین ہے اس عید کی خوشی

آگرے کی ککڑی کی تعریف مین مسدس

پہونچے نہ اُسکو ہرگز کابل دری کی ککڑی | نے پورب اور نہ پچھم خوبی بھری کی ککڑی
نے چین کے پرے کی اور نے دری کی ککڑی | دکھن کی اور نہ ہرگز اُس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیان ہین | گنے کی پوریان ہین ریشم کی تکلیان ہین
فرہاد کی نگاہین شیرین کی ہنسلیان ہین | مجنونکی سرد آہین لیلیٰ کی انگلیان ہین

کیا خوب نرم و نازک اِس آگرے کی ککڑی | اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زرد مائل کوئی ہری بھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو چوڑی وہ ہیر کی ہری ہے
ہر طرح منفعل ہے پنے کو تھرتھری ہے
سیدھی ہے سو وہ یار رانجھا کی بانسری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جسکو برفی کہیے گلابی کہیے
تلشکری یون کی پھانکیں اب یا امرتی کہیے
یا حلقے دیکھ اسکے تازی جلیبی کہیے
سچ پوچھیے تو اسکو دندان مصری کہیے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندری کی ککڑی

چھونے میں برگ گل ہے کھانے میں کرکری ہے
آنکھوں میں سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
ککڑی نہ کہیے اسکو ککڑی نہیں پری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیل اسکی ایسی نازک جیوں زلف پیچ کھائی
دیکھو اسکی ایسی نرمی باریکی اور گلائی
بیج ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش یا کہ رائی
آتی ہے یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

لیتے ہیں مول اسکو کس طرح سے کھل کے
عاشق تو ہیں بجھاتے شعلوں کو اپنے دل کے
معشوق اور عاشق کھاتے ہیں دونوں ملکے
معشوق ہیں لگاتے ماتھے پہ اپنے چھلکے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جس میں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہر جا یان کی جمالیان ہین
ویسی ہی ککڑی نے بھی دھوئین بہا ڈالیان ہین
میٹھی ہین سو تو گو یا شکر کی تھالیان ہین
کڑوی ہین سو بھی گویا خوبانکی گالیان ہین
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یارو اس جا کی کھائے ککڑی
پھر جا کہین کی سکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہے بیٹھی منگائے ککڑی
ککڑی ہی یا قیامت کیا کہیے ہائے ککڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمین خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مسدس

جب ہنسے دن سے اے زیب محفل
باندھا سفر کے ناقہ پہ محمل
فرقت مین تیری آشفتہ بیدل
غربت کے ہمراہ حسرت کے شامل
رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ اُترے تو اشک ریزان
صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان
القصہ آخر افتان و خیزان
رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

نکلے جو وان سے ہم پا پیادہ
صد بار رہبران بر جان نہادہ
صد جا نشستہ صد جا فتادہ
تجھ سے کہین کیا اے گل زیادہ

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بمنزل

منزل بھی طے کی اور صد بیابان
بیتاب و بے صبر ہر سو شتابان
طعنے بھی کھینچے مشل عقابان
فی الجملہ ناچار اے ماہ تابان

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

چلنے کی طاقت ہم مین کہان تھی
نے وم مین دم تھا نے جان مین جان تھی
قالب تو یان تھا اور روح وان تھی
لیکن یہی بیت وردِ زبان تھی

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

منزل پہ روتے ہم آکے ہر شب
صد اشک در چشم صد آہ بر لب
اور دن کو لوٹے صحرا مین جب تب
آگے نظیر اب کیا بولے مطلب

رفتیم و بردیم داغ تو بر دل
صحرا بہ صحرا منزل بہ منزل

آٹے دال کے بیان مین

آٹے کے واسطے ہی ہوس ملک و مال کی
آٹے ہی دال سے ہی درستی یہ حال کی
آٹا جو پالکی ہی تو ہی دال نالکی
اس سے ہی سبکی خوبی جو ہی حال قال کی

سب چھوڑ دو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آٹے دال ہی کا جو عالم میں ہے ظہور
اس سے ہی آکے چڑھتا ہی چہرہ پہ سبکے نور
اس سے ہی منھ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور
شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور

سب چھوڑو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہ
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو
اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے قہقہو
سنتے ہو اے عزیز واسی سے ہے آبرو

سب چھوڑو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہی جسکا نام وہی خاص نور ہے
اسکا بھی کھیل کھیلنا سب کو ضرور ہے
اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے

سب چھوڑو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

چھ پیسو نکے جو عشق میں دل کو لگاؤگے
طوطی کو پال کرکے حق اللہ پڑھاؤگے
تو پیٹ بھر کے کھاؤگے کپڑے بناؤگے
ناحق کو سر کھپاؤگے کوڑی نہ پاؤگے

سب چھوڑو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے وہی ہیں یہاں امیر
اور جتنے پیشہ ور ہیں یہاں خرد او کبیر
اور جنکے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہوں نظیر

سب چھوڑو بات طوطی و بیڑی دلال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آگرہ کی تیرائی کے بیان مین

جب پیرنے کی رت مین دلدار پیرتے ہین
عاشق بھی ساتھ انکے غمخوار پیرتے ہین
بھولے سیانے ناوان ہشیار پیرتے ہین
پیر وجوان لڑکے عیّار پیرتے ہین

ادنیٰ غریب ومفلس زر دار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

جھرنے سے لے کے یار و سیجا کا تاپالا
چھتری سے برج خونی وارا کا چوترا کیا
مہتاب باغ سید تیلی قلعہ در رضا
غل شور کی بہارین انبوہ سیر دریا

ہر اک مکان مین ہو کر ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

باغ حلیم اور جو شیو داس کا چمن ہی
انمین جگہ جگہ پر مجلس ہی انجمن ہی
میوہ مٹھائی کھاتے اور ناچ دل لگن ہی
کچھ پیرنے کی دھو مین کچھ عیش کا چلن ہی

عشرت مین مست ہو کر ہر بار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا ای یار پیرتے ہین

برسات مین جو آکر چڑھتا ہی خوب ریلا
ہر جا کھڑی دجا در بند اور ناند چکوا
مینڈا بھنور اُچھالن جگر سمیت مالا
مینڈا اکھمیر تختہ کشتی سپچھاڑ گیرا

وان بھی ہنر سے اپنے ہشیار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

تربینی مین اہا ہا ہوتی ہین کیا بہارین
خلقت کے ٹھٹھ ہزارون ہر اک کی قطارین
پیرین نہاوین اُچھلین کودین لڑین پکارین
لے دہ چھینٹ غوطے کھا کھا کے ہاتھ مارین

کیا کیا تماشے کر کر اظہار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

جمنا کے پاٹ کو یا صحن چمن ہے بارے — پھر اک اُسی مین پھرتین جیسے کہ چاند تارے
مُنہ چاند کے سے کھلے تن گورے پیارے پیارے — پریون سے پھر رہے ہین منجدھار اور کنارے
کچھ وار پھرتے ہین کچھ پار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کتنے کھڑے ہین پھرتین اپنا دکھا کے سینا — سینہ چمک رہا ہے ہیرے کا جون نگینا
آدھے بدن پہ پانی آدھے پہ ہے پسینا — سرو ون کا یہ چلا ہے گویا کہ اک قرینا
دامن کمر پہ باندھے دستار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

جاتے ہین انمین کتنے پانی پہ صاف سوتے — کتنوں کے ہاتھ پنجرے کتنوں کے سر پہ طوطے
کتنے پتنگ اڑاتے کتنے سوئی پروتے — حقونکا دم لگاتے ہنس ہنس کے شاد ہوتے
سو سو طرح کا کر کر بستار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

کچھ نلج کی بہارین پانی کے کچھ کنارے — دریا مین بیچ رہے ہین اندر کے سو اکھاڑے
لبریز گر خون سے دونون طرف کرارے — بجرے و ناؤ چپنو و ڈونگے نے توڑے
ان جھمگٹون سے ہو کر سرشار پھرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پھرتے ہین

ناؤ مین دھوگرو ناچ مین چھک رہے ہین — جوڑے بدن مین رنگین گہنے جھمک رہے ہین

ناچین ہوا مین اُڑتین طبلے کھڑکتے ہین — عیش و طرب کی دھومین پانی چھپکتے ہین
سو ٹھاٹھ کے بنا کر اطوار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

ہر آن بولتے ہین سید کبیر کی جے — پھر اُسکے بعد اپنے اُستاد پیر کی جے
مور مُکٹ کنھیا جمنا کے ہیر کی جے — پھر غول کے سب اپنے خرد و کبیر کی جے
ہر دم یہ کرخوشی کی گفتار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کیا کیا نظیر میاں کی ہین پیر نیکی بانی — ہر جنکے پیرنے کی ملکو ہمین آن مانی
اُستاد اور خلیفہ شاگرد یار جانی — سب خوش رہین ہر جیتک جمنا کے بیچ پانی
کیا کیا ہنسی خوشی سے ہر بار پیرتے ہین
اس آگرے مین کیا کیا اے یار پیرتے ہین

کوڑی کے بیان مین مسدس

کوڑی ہر جنکے پاس وہ اہل یقین ہین — کھانے کو اُنکے نعمتین سو بہترین ہین
کپڑے بھی اُنکے تن مین نہایت مہین ہین — سمجھین ہین وہ جو اسکو بڑے نکتہ چین ہین
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی بغیر سوتے تھے خالی زمین پر — کوڑی ہوئی تو رہنے لگے شہ نشین پر
بنگلے سنہرے بندھ گئے جا موتی چین پر — موتی کے لچھے لگ گئے گھوڑونکی زین پر
کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین — کوڑی نہین تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی ہی چاہتی ہے سدا بادشاہ کو
لیکر چھڑی رومال گدا ابھی نباہ کو
کوڑی ہی تھام لیتی ہے فوج و سپاہ کو
پھرتا ہے ہر دکان پہ کوڑی کی چاہ کو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کوڑی نہو تو پھر یہ جھمیلا کہانسے ہو
منڈ واکے سر فقیر کا چیلا کہان سے ہو
رتھخانہ فیلخانہ طویلا کہان سے ہو
کوڑی نہو تو سائین کا میلا کہان سے ہو

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

کاندھے پہ تیغ دھرتے ہین کوڑی کیواسطے
یان تک تو لوگ مرتے ہین کوڑی کیواسطے
آپسمین خون کرتے ہین کوڑی کیواسطے
جو جان دے گذرتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

گالی و مار کھاتے ہین کوڑی کیواسطے
سو ملک چھان آتے ہین کوڑی کیواسطے
شرم و حیا اُٹھاتے ہین کوڑی کیواسطے
مسجد کو دم مین ڈھاتے ہین کوڑی کیواسطے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی خورد کے برابر بھی پت نہ تھی
آگے گماشتونکی کھلی ہر طرف بہی
کوڑی جب آئی پاس تو بن بیٹھے سیٹھ جی
پھر وہ جو کچھ کہے تو وہی بات ہے سہی

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

بن کوڑی تھین جو تیل کی باسی پکوڑیان — کوڑی ہوئی تو چھنے لگین لینی چوڑیان
یون خلق دوڑی کھیان جون گڑ پہ دوڑیان — خالق نے کیا ہی چیز بنائین ہین کوڑیان

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی سکے پھر تین تین ہین

خاصے محل اُٹھاتے ہین کوڑی کے زور سے — پکے کنوئین کھُداتے ہین کوڑی کے زور سے
پُل اور سرا بناتے ہین کوڑی کے زور سے — باغ و چمن لگاتے ہین کوڑی کے زور سے

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

لے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر — کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سبکے دلپذیر
دیتے ہین جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر — کوڑی عجب ہی چیز ہے مین کیا کہون نظیر

کوڑی کے سب جہان مین نقش و نگین ہین
کوڑی نہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہین

پیسے کی عزت مین

نقش یان جسکے میان ہاتھ لگا پیسے کا — اُسنے تیار رہا اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا — کھانا آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا

کپڑا تن کا بھی ملا زیب فزا پیسے کا

جب ہوا پیسے کا اے دوستو آکر سنجوگ — عشرتین پاس ہوئین دور ہوئے سبکے روگ
کھائے جب مال پئے دودھ دہی موہن بھوگ — دلکو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور سوگ

ایسی خوبی ہے جہان آنا ہوا پیسے کا

ساتھ اک دوست کے اِک دن جو مین گلشن مین گیا
پوچھا اُس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا
وانکے سرو و سمن و لالہ و گل کو دیکھا
اُسنے تب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھسے کہا

مہربان مجھسے یہ تم پوچھو ہو کیا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہین جو باغ و چمن
حوض فوارے ہین جنکو نہین بھی پہرے چلون
ہین کھلے کیاریونمین نرگس و نسرین و سمن
جابجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن

وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا لیے ایک مرصع پنجرا
اُسمین اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا
لال دستار و دوپٹا بھی ہرا جون طوطا
مین نے پوچھا یہ تمھارا ہے رہا وہ چپکا

نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکان اک نظر آیا ایسا
سیم جونے کی جگہ اُسکے تھا اینٹون مین لگا
در و دیوارون سے چمکے تھا پڑا آب طلا
واہ وا کہہ کے کہا مین نے یہ ہوگا کس کا

عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

اُسکا عاشق سے جو معشوق کوئی اٹکا بھرا
خوبیان پیسے کی ای یارو کہو نہین کیا کیا
اور وہ منت سے کسی طور نہین ہے تھمتا
دل اگر سنگ سے بھی اُسکا زیادہ تھا کڑا

موم سا ہو گیا جب نام سُنا پیسے کا

دام مین دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر
جسمین خوش رہتا ہے اور دل کو بھی بہت عیش ضمیر
اسلیئے ہوتی ہے یہ میری زبان سے تقریر
جس قدر ہو سکا مین نے کیا تحریر نظیر

گلہری کے بچے کا بیان

لیے پھرتا ہے یون تو ہر بشر بچا گلہری کا
مہر اک اُستاد کے رہتا ہے گھر بچا گلہری کا

ولیکن ہے ہمارا اسقدر بچا گلہری کا ۔ دکھا دین ہم کسی لڑکے کو گر بچا گلہری کا

تو دم مین ٹوٹ جائے دیکھکر بچا گلہری کا

سفیدی مین وہ کالی دھاریان ایسی رہی ہین بن ۔ کہ جیسے گال پر لڑکو نکے چھوٹے زلف سی ناگن
کناری دار پٹا جسمین گھنگرو کر رہے چھن چھن ۔ گلے مین ہنسلی پانو مین کڑے اور ناک مین لٹکن

رہا ہے سربسر گہنے مین بھر بچا گلہری کا

کسی سردار کے دل مین یہ آیا ایک دن یارو ۔ کہ دیکھے گھر بلا کر عشق باز دنکے ہنر کو وہ
کہا اُن سے کہ ہان اس ڈھب کے اُستادونکو تے آؤ ۔ سو نوکر اُسکا سب مین ڈھونڈھ ڈھونڈھکر لیگیا ہمکو

نہ تھا ہم پاس اُسدم کچھ مگر بچا گلہری کا

وہ دیکھے تو بری صورت برا حال اور پھٹے کپڑے ۔ بڑھے داڑھی کے بال اور زرد منھ آنکھون مین آنسو سے
بندھی میلی سی پگڑی سر پہ اور ٹکڑے انگرکھے کے ۔ وہ کپڑے گو پھٹے پر ہم بھی اپنے فن مین ہین پورے

لگا رکھتے تھے ایسے وقت پر بچا گلہری کا

جو ہین اسنے مین ہمکو اس برے احوال سے دیکھا ۔ کہا اُسنے کہ پھنستا ہوگا انسے کسطرح لڑکا
نظر سے اُسکی مین نے جب تو وان اس بات کو تاڑا ۔ کمر کو دیکھ ڈھونڈھی جیب پکڑ یکو ٹٹول اسجا

وہین ہمنے نکالا ڈھونڈھکر بچا گلہری کا

کہین بیٹھا تھا وان اُسکا برس دس کا اک لڑکا ۔ وہ گورا گدگدا اچھا پری سا چاند کا ٹکڑا
جو ہین اُسنے وہ بچا آہ یارو اک نظر دیکھا ۔ وہین لٹو ہوا بولا یہی لون گا یہی لون گا

تھما دو جلد میرے ہاتھ پر بچا گلہری کا

یہ کہکر بیقراری سے وہ لڑکا شوق مین غش ہو ۔ وہین گھبرا کے آ پہونچا جہان ہم تھے کھڑے یارو
لگا سو منتون سے مانگنے دو یہ تو ہمکو دو ۔ وہ باپ اُسکا پکارا یان نکالو جلد بیسے اُسکو

غضب جادو کا رکھتا ہے اثر بچّا گلہریکا

برسات کے بیان مین

برسات کا جہان مین لشکر پھسل پڑا　　بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیونکا مینھ بھی آکے سراسر پھسل پڑا　　چھتّا کسیکا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا اٹاری جھکی در پھسل پڑا

جنکے نئے نئے تھے مکان اور محلسرا　　اُنکی چھتین ٹپکتی ہین چھلنی ہو جابجا
دیوارین بیٹھتی ہین چھلونکا ہے غل مچا　　لاٹھی کو ٹیک کر جو ستون ہے کھڑا کیا
چھجّا گرا منڈیر یکا تپھر پھسل پڑا

جھڑیون نے اسطرحکا دیا آکے جھڑ لگا　　سنیے جدھر اُدھر ہے دھڑاکے ہی کی صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا　　کوئی کہے ہے ہائے کہو مین بناؤن کیا
تم در کو جھینکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

باران جب آکے پختہ مکانکی تئین ہلائے　　کچّا مکان پھر اُسکی بھلا کیونکر تاب لائے
ہر جھونپڑے مین شور ہے ہر گھر مین ہائے ہائے　　کہتے ہین یارو دوڑیو جلدیسے وائے وائے
پاکھے پچھیت سو گئے چھپّر پھسل پڑا

آکر گرا ہے کبھی جو زندیکا اب مکان　　اللہ اُسکے آشنائی بھی چھت گرتی ہے جہان
کہتا ہے ٹھٹھے باز ہر اک اُنسے آکے وان　　کیا بیٹھے چھت کو روتے ہو تم یہان وہان
وان چھت لگن کا آپکے سب گھر پھسل پڑا

یا تک ہر اک مکان کے کھسلنے کی ہو زمین　　نکلے جو گھر سے اسکو پھسلنے کا ہے یقین
مفلس غریب پر ہے یہ موقوف کچھ نہین　　کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر اُدھر کو یہی غل پکار ہے
کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ مین خوار ہے
پیادہ اُٹھا جو مر کے تو بچھڑا سوار ہے
گرمی کی دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے
جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا خر پھسل پڑا

کوچے مین کوئی اور کوئی بازار مین گرا
کوئی گلی مین گر کے ہے کیچڑ مین لوٹتا
رستے کے بیچ پانوں کسیکا رپٹ گیا
اُس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ گیا
وہ اپنے گھر کے صحن مین آکر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمین خوار
عاشق کو پر دکھاتی ہے کچھ اور ہی بہار
آیا جو سامنے کوئی محبوب گلعذار
گرنے کا مکر کر کے اُچھل کود ایک بار
اُس شوخ گلبدن سے لپٹ کر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکان سے تو بچنا بہت پڑا
پر جب دکھائی دی کھلے بالوں کی اک گھٹا
بجلی بھی چمکے حُسن کی مینھ برسے ناز کا
پھسلن جب ایسی آئی تو پھر کچھ نہ بس چلا
آخر وہان نظیر بھی آکر پھسل پڑا

مخمس بر غزل خود

کیا تو نے حال اُس سے مرے درد کا کہا
اور میرے انتظار کا کیا ماجرا کہا
رنج فراق کچھ نہ کہا تو نے یا کہا
قاصد صنم نے خط کو مرے دیکھ کیا کہا
حرفِ عتاب یا سخن دلکشا کہا

آتا ہے ہول اب تو مرے دل مین ہو بہو
صبر و قرار ہوتے ہین خاطر سے یکسو
جس جس طرح کی باتین ہوئین تیرے روبرو
تجھکو قسم ہے کیجو نہ پوشیدہ مجھسے تو

کہیو وہی جو اُسنے مجھے برملا کہا

مین تو کمال ہجر مین ہون اسکے بیقرار
دن رات اُسکے آنے کا رہتا ہون انتظار
جلدی سُنا مجھے جو ہو اُنجھپہ آشکار
قاصد نے جب تو سُنکے کہا کیا کہون یار
پہلے تو تجھکو اُسنے بہت ناسزا کہا

ماتھا ہوا عرق عرق شرم بیچ نم
سنتا رہا مین جو جو کہا اُسنے بیش وکم
غصے کی باتین کہہ چکا جب مجھسے وہ صنم
پھر تجھکو سو عتاب سے جھنجلا کے دمبدم
کیا کیا کہون مین تجھسے کہ کیا کیا بُرا کہا

سرنامہ خط کا دیکھتے ہی کھا کے پیچ وتاب
نامے کو دور پھینک دیا ہوکے پُرعتاب
اور یون کہا کہ جاؤ یہی خط کا ہے جواب
اِسکا مزا چکھاؤنگا جا کر اُسے شتاب
رہ راستی سخن کے تئین بار ہا کہا

میرے جو ہوش سنتے ہی اسبات کے اُڑے
گھبرا کے جلدی مین نے قدم راہ مین رکھے
آیا ہون پر شتاب خبر کرنے کو تجھے
میری تو کچھ خطا نہین تو ہی سمجھ اِسے
بیجا کہا یہ اُسنے تجھے یا بجا کہا

تجھپر تو اُس نگار کی خو بو تھی سب عیان
کیون نامہ لکھکے تونے کیا اور دون بیان
اب آنکر کریگا وہ کیا کیا خرابیان
کہتا تھا مین تجھے کہ نہ بھیج اُسکو خط میان
لیکن نظیر تونے نہ مانا مرا کہا

خمسہ در بیان ہولی

میان تو ہمسے نرکھ کچھ غبار ہولی مین
کہ روٹھے ملتے ہین آپسمین یار ہولی مین
مچی ہے رنگ کی کیسی بہار ہولی مین
ہوا ہے زور چمن آشکار ہولی مین

عجب یہ ہند کی دیکھی بہار ہولی مین

اب اس مہینے مین ہو چکا ہی یان تلک یہ حال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلال
بنا کے چاند و سورج کے آسمان پہ تھال
فرشتے کھیلین ہین ہولی بنا عبیر گلال
توآدمی کا بھلا کیا شمار ہولی مین

سنا کے ہولی جو زہرہ بجاتی ہے طنبور
تو اُسکے راگ سے بارہ بروج ہین معمور
چھوُن ستارونکے اوپر پڑا ہے رنگ کا نور
سبھونکے سر پہ یہ ہر دم پکارتی ہی حور
کہ رنگ سے کوئی مت کیجو عار ہولی مین

جو گھر کے ابر کبھی اس مزے مین آتا ہے
تو بادلون مین وہ کیا کیا ہی رنگ لاتا ہی
خوشی سے رعد بھی ڈھولک کی گت لگاتا ہی
ہوا کو ہولیان گا گا کے کیا نچاتا ہے
تمام رنگ سے پر ہے بہار ہولی مین

چمن مین دیکھو تو دن رات ہولی رہتی ہے
شراب ناب کی گلشن مین نہر بہتی ہے
نسیم پیار سے غنچے کا ہاتھ گہتی ہے
اور باغبان سے بلبل کھڑی یہ کہتی ہے
نہ چھیڑ مجھکو تو ای بدشعار ہولی مین

گلو مین پہنے ہین کیا کیا ہی جوڑے رنگ برنگ
کہ جیسے لڑکے یا معشوق پہنتے ہین تنگ
ہوا سے پتونکے بجتے ہین تال اور مردنگ
تمام باغ مین کھیلین ہین ہولی گل کی سنگ
عجب طرح کی مچی ہے بہار ہولی مین

امیر جتنے ہین سب اپنے گھر مین ہین خوشحال
قبائین پہنے ہوئے تنگ تنگ گل کی مثال
بنا کے گہری طرح حوض ملکے سب فی الحال
مچاتے ہولیان آپس مین لے عبیر و گلال
یہی ہین رنگ سے رنگین نگار ہولی مین

یہ سیر ہولی کی ہمنے تو برج مین دیکھی
کہین نہوویگی اس لطف کی میان ہولی
کوئی تو ڈوبا ہے دامن سے ٹپکتے تا چولی
کوئی تو مرلی بجاتا ہے کہہ کنھیا جی
ہے دھوم دھام یہ سب بے اختیار ہولی مین

گھروں سے ساوری اور گوریان نکل چلیان
کسنبھی اوڑھنی اور مست کرتی اچھبلیان
جدھر کو دیکھین اُدھر مچ رہی ہین رنگ رلیان
تمام برج کی پریون سے بھر رہین گلیان
مزا ہے سیر ہے در ہر کنار ہولی مین

جو کچھ کہاتی ہے ابلا بہت پیا ماری
چلی ہے اپنے پیا پاس لے کے پچکاری
گلال دیکھ کے پھر چھاتی کھولدی ساری
پیا کی چھاتی سے لگتی وہ چاؤ کی ماری
نہ تاب دلکو رہی نے قرار ہولی مین

جو کوئی سیانی ہے انمین تو کوئی ہے ناکند
وہ شور بورتھین سب رنگ سے نپٹ یک چند
کوئی دلاتی ہے ساتھن کو یار کی سوگند
کہ ابتو جامۂ وانگیا کے ٹوٹے ہین سب بند
پھر آکے کھیلینگے ہوکر دوچار ہولی مین

نظیرؔ ہولی کا موسم جو جگ مین آتا ہے
وہ ایسا کون ہے ہولی نہین مناتا ہے
کوئی تو رنگ چھڑکتا ہے کوئی گاتا ہے
جو خالی رہتا ہے وہ دیکھنے کو جاتا ہے
جو عیش چاہو سو ملتا ہے یار ہولی مین

فقیرون کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا
دکھ اسمین تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا
دولت جو ترے یان ہی نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات
کھا تو بھی اور اللہ کی کر راہ مین خیرات
دینے سے اسی کے ترا ادبار ہے پھر جات
اور یان بھی تری گذریگی سو عیش سے اوقات
اور وان بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

داتا کی تو مشکل کبھی اٹکی نہین رہتی
چڑھتی ہے پہاڑونکے اوپر ناؤ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع اُسے کی
تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی
خشکی مین تری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر مین یہ اب پھولی ہے جون پھول
مردود بھی کرتی ہے یہ اور کرتی ہے مقبول
جو چاہے ترے ساتھ چلے یانسے یہ مجہول
زنہار خبردار ہو اس بات پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہین جائیگی بابا

اُس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا
بیٹون کو نبیقون کو غریبونکو کھلا جا
سب روبرو اپنے مے عشرت مین اُڑا جا
پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ مین یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ کسی پاس رہی ہے نہ رہے گی
جو اور سے کرتی رہی وہ تجھ سے کریگی
کچھ شک نہین اسمین جو بڑھی ہے سو گھٹیگی
جب تک تو جیے گا تجھے یہ چین نہ دے گی
اور مرتے ہوئے پر یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہوویگا تجھے آن کے دھڑکا
اور نزع تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
جب اُسمین جو اٹکے گا نہ دم نکلے گا پھڑکا
کوئین مین رہے ڈال کہ جب دیوینگے کھڑکا
تب تن سے ترے جان نکلجائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھریگا
ہے یہ تو یقین آخرش اک دن تو مریگا

پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھریگا
وہ ناچ مزا دیکھیگا اور عیش کرے گا
اور روح تری قبر مین چلائیگی بابا

اُسکے تو وہان ڈھولک مرونگ بجے گی
اور روح تری قبر مین حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئین آگ لگے گی
تاحشر تری روح کو پھر کل نہ پڑیگی
ایسا یہ تجھے گور مین تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کی جانب جو وہ ناگاہ
ساقی و صراحی و پریزاد کے ہمراہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ
جب دیکھے گا سو عیش مین تو اُسکے تئین آہ
کیا کیا تری چھاتی پہ یہ لہرائے گی بابا

تو بھوت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا
تو وان بھی ترے واسطے عامل کوئی بُلوا
شیشے مین اُتروا کے تجھے دیونگے گڑوا
یا خوب سا سُلگا کے کوئی ہائے فلیتا
دھونی بھی تری ناک مین دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ مین تو بخیلی کا نکر کام
اس کام کا آخر کو بُری ہوتا ہے انجام
تھوکے گا کوئی کہکے کوئی دیگا دشنام
زنہار نہ لے گا کوئی ہر صبح ترا نام
پیزارین ترے نام پہ لگوائیگی بابا

کہتا ہے **نظیر** اب جو یہ باتین تجھے ہر آن
گر مرد ہے عاقل تو اسے جھوٹ تو مت جان
ٹک غور سے کر گنج پہ قارونکے ذرا دھیان
جیسا ہی اُسے اُسنے کیا خوب پریشان
ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیگی بابا

ایضاً

بٹ مار اجل کا آپہونچا ٹک اسکو دیکھ ڈرو بابا
اب اشک بہاؤ آنکھونسے اور آہین سرد بھرو بابا

دل ہاتھ اُٹھا اس جینے سے لے بس من جا مر بابا ۔ جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت دو اور مرنے کو مہمان کرو ۔ خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصہ حلوا نان کرو ۔ کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دلکو تو اپاؤ جینے سے اب اور گلے کو مت کاٹو ۔ اب جاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون کسی کا مت چاٹو
دھن چھوڑ دو حصہ بخر بکی اور بھاجی اپنی تم بانٹو ۔ ناکند بکھیڑی کود چکے اب لور و لتی مت چھانٹو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت کودا اُچھلا اب کوڑا مارو زیر کرو ۔ جب مال اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میاں میں تم شمشیر کرو ۔ تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آن جھکیں ۔ قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا گئیں
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز نہیں ۔ جو ہونی تھی سو ہو گذری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یاں پانوں گھسٹ کر چلنے سے مت رستے کو حیران کرو
اور پوپلے منہہ سے روٹی کو مت ململ کر ہلکان کرو
اب آپ ہو تم پانی سے مت پانیکا نقصان کرو
کچھ لاب نہین ہے جینے مین اب مرنیکی پہچان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے بیٹھے کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
پھر کچھ بھی نہین بن آویگی گھبراؤ گے پچھتاؤ گے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم سمجھے ہو یہ ہر دم تن کو چنتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی گھنتی ہے
تم گٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھو اجل سُو دھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کا یاں تانا بانا بنتی ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گھر بار روپے اور پیسے مین مت دل کو تم خرسند کرو
یا گور بناؤ جنگل مین یا جمنا پر آنند کرو
موت آن لتاڑیگی آخر کچھ مکر کرو یا پھند کرو
بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھین اپنی بند کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرایہ کا یارو صندوق جنازہ اٹھی ہے
جو ہوا سوار چلے اُس پر پھر گھوڑا ہے نے ہتھنی ہے
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمھارا بھاری ہے
کچھ دیر نہین اب آہ نظیر تیار کھڑی اسواری ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

دنیا کے تماشے دیکھنے کا بیان

کھول ٹک چشم تماشا یار باشے پھر کہان — یہ شکار و صید یہ شکرے و باشے پھر کہان
مال و دولت سونا روپا تولہ ماشے پھر کہان — دم غنیمت ہے بھلا یہ بو دو باشے پھر کہان

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

دل لگا اُلفت مین اور کر لی پریزادونکی چاہ — چاندسے مکھڑونسے مل سورج وشون پر کر نگاہ
کچھ مزے کچھ لوٹ حظ یہ وقت کب ملتا ہے آہ — کھالی پی لی سکھ دی اور دی لی دلاسے واہ واہ

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

حُسن والونکے بھی کیا کیا حسن کے عالم ہین یان — سانولے گورے سُنہری سُرخ باندھی پگڑیان
کیا سجین کیا کیا دھجین کیا کیا ہین چھب تختیان — بھولی بھولی صورتین اور پیاری پیاری انگھڑیان

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

کتنے میخانونکے در پر لوٹتے ہین پی کے مے — کتنے مجلس کرکے سُنتے ہین دف و دمڑنگ و نے
دیر و نمین اور مسجد ونمین کرتے ہین غل ہی بہ ہے — ہر طرف دھومین مچی ہین دید ہے اور سیر ہے

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

واہ وا کیا کیا نظیر اس خلق کی اطوار ہین — خوار ہین سردار ہین زردار ہین ناچار ہین
گدڑیان ہین چوک ہین بستی کئی بازار ہین — دشت ہین صحرا ہین اور دریا ہین اور کہسار ہین

دیکھ لے دنیا کو غافل یہ تماشے پھر کہان

در بیان رمّال و نجومی وغیرہم

جا بجا مین کیا کیا خرد کے اپنی ہر اک نے بجا تاپخ شادیانے — کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے ہیئت کتھا بکھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے — جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب ہین حیلے یہ سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا یہ چوبا خیمہ جو تن رہا ہے ۔ نہ اسکی میخین نہ ہین طنابین نہ اسکی چوبین ادھر کھڑا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارے ادھر ہوا ہے ۔ کسیکو مطلق خبر نہین ہے کہ کب بنا اور کا ہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور رہیگا زمین کا اب جو یہ بسترا ہے ۔ کھڑے ہین لاکھون پہاڑ جسپر فلک سے جنکا سر جا لگا ہے
ہزارون حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے ۔ بہت حکیمون نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا یہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

زمین سے لیکر جو آسمان تک بھری ہے لاکھون طرح کی خلقت ۔ کہین ہے ہاتھی کہین ہے چیونٹی کہین ہے رائی کہین ہے پربت
یہ جتنے جلوے دکھا رہی ہے خدا کی صنعت خدا کی حکمت ۔ جو چاہے کھولے یہ بھید اسکے کسیکو اتنی نہین ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہین ہے شادی کہین غمی ہے ۔ کہین ترقی کہین تنزل کہین گمان اور کہین یقین ہے
کوئی گھسٹتا زمین کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشین ہے ۔ یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسی کو ہرگز خبر نہین ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کرورون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرح کی وہ رنگین چوپڑ غرض بچھائی ہے اب خدا نے ۔ کوئی ہے پھینکل کہ یہ کا جگ ہے بھرین ہین جنکی خرد کے خانے

جو پاسا پھینکے بنا بنا اور داؤن کتنے ہی مین ٹھانے
جو چاہتا ہے اٹھارہ آوین تو اسکو پڑتے ہین تین کانے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون داناکروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشا بچھا ہے دن رات ورا سجا
ہزارون منصوبے باندھے ولیکن بنا وہی چالونکی گھات اسجا
جو مات چاہے کرے کسی کو نہ آوے پیرو اسکو مات اسجا
نہین ہے اک چار چک قائم سبھونکی بازی ہے مات اسجا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون داناکروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہین کوئی گدا کوئی مفلس ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر میں دل خفا ہے
کسیکے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
سبھونکا سچا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون داناکروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا
کسیکے گھر کون ہوگا پیدا کسیکے گھر کونسا مریگا
اسے بگاڑے کسے سنوارے کسے اندھاوے کسے بھریگا
کسیکو ہرگز خبر نہین ہے کہ کیا کیا اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون داناکروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانین

عجب طرح کا یہ حال ہیگا کہ مند کیسے دیا کہ مندا
سبھونکی گردن پہ ہے آن کسیکا پڑتا ہے ایک پھندا
نچھوٹے چھوٹتی نچھوٹے ہاتھی نہ کوئی چشمی کوئی پھندا
نظیر اتنی مجال کسکی کہان خدا اور کہان یہ بندا

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون داناکروڑون پنڈت ہزارون سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

آٹے دال کا بیان

کیا کہوں یارو میں نقشہ خلق کے احوال کا
اہل دولت کا چلن یا مفلس و کنگال کا
یہ بیان تو واقعی ہے ہر کسیکے حال کا
کیا تونگر کیا غنی کیا پیر اور کیا بالکا
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا اندیشہ ہوتا سد راہ
تو نہ پھرتے ملک گیری کو وزیر و بادشاہ
ساتھ آٹے دال کے ہی حشمت و فوج و سپاہ
جا بجا گڑ بڑھ کھوٹ سے لڑتے ہوئے پھرتے ہیں آہ
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

گر نہ آٹے دال کا ہوتا قدم پان درمیاں
منشی و میر و وزیر و بخشی و نواب و خان
جا لگتے دربار میں کیوں آدمی آدھی رات ان
کیا عجب نقشہ پڑا ہے آہ کیا کہیے میاں
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اپنے عالم میں یہ آٹا دال بھی کیا فرد ہے
حسن کی آن و ادا سب اسکے آگے گرد ہے
عاشقوں کا بھی اسی کے عشق سے منہ زرد ہے
تا کجا کہیے کہ کیا وہ مرد کیا نامرد ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

دلبروں کی چشم ابرو زلف کیا خط خال ہے
ناز کی شوخی ادائیں حسن لالہ و ن لال ہے
کیا کمر پتلی ہے کافر کیا ٹھمکتی چال ہے
غور کر دیکھا ہے جو کچھ ہے سو آٹا دال ہے
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

اب جنھیں اللہ نے یاں کر دیا کامل فقیر
وہ تو بے پروا ہی داتا ہیں آپ ہی بے نظیر
اور جتنے ہیں وہ سب ہیں دال آٹے کے اسیر
ان غریبوں کی بھی اب یہ شکل ہے گی اے نظیر
سب کے دلکو فکر ہے دن رات آٹے دال کا

ایضاً

دنیا کے امیروں نین یہان کسکا رہا ڈنکا
عاشق تو یہ سمجھے ہین اب دل مین ہٹو ڈنکا
برباد ہوے لشکر فوجون کا تھکا ڈنکا
جو بھنگ پئین اُنکا بجتا ہے سدا ڈنکا

کونڈی کو نقارے پر ختکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اُلفت کی نہ مرد کی یہ کھیت کی بوٹی ہے
مُنہ جلنے لگی اُس سے پھر کاہیکو چھوٹی ہے
تیتونکی چمک اُسکے کمخواب کی بوٹی ہے
یہ تان نگوڑی کی اسبات پہ ٹوٹی ہے

کونڈی کے نقارے پر ختکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پھر آن کھڑا کے سے اس ڈھب کا لگا رگڑا
چکان چڑھا گہرا اور باندھ ہرا پگڑا
جو سُنکے کھڑک اُسکی ہو بند سبھی دگڑا
کیا سیر کی ٹھہرے کی ٹک چھوڑکے یہ جھگڑا

کونڈیکے نقارے پر ختکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

اک پیالے کے پیتے ہی ہو جاویگا متوالا
کیا کیا نظر آویگی ہریالی وہریالا
آنکھونمین تری آکر کھلجائیگا گل لالہ
آمان کہا میرا اے شوخ نئے لالا

کونڈی کے نقارے پر ختکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

ہین مست وہی پورے جو کونڈی کے اندر ہین
بیٹھے ہین صنم بُت ہو اور جھومتے مندر ہین
دل اُنکے بڑے دریا جی اُنکے سمندر ہین
کہتے ہین یہی ہنس ہنس عاشق جو قلندر ہین

کونڈی کے نقارے پہ خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

سب چھوڑ نشہ پیارے پیوے تو اگر سبزی
ہر باغ مین ہر جا مین آجاوے نظر سبزی
کر جاوے وہین تیری خاطر مین اثر سبزی
تیری بھی نظیر اتنو سبزی مین ہے سر سبزی

کونڈی کے نقارے پہ خنکے کا لگا ڈنکا
نت بھنگ پی اور عاشق دن رات بجا ڈنکا

پیسے کے بیان مین

پیسے ہی کا امیر کے دل مین خیال ہے
پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے
پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے
پیسے ہی کا تمام یہ ڈنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کنوئین پھر کہان سے ہون
عیش و طرب کے نکی دو پیسے پھر کہان سے ہون
کھانیکو پوری اور پوے پھر کہان سے ہون
حلوا کچوری مال پوے پھر کہان سے ہون

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار رہین پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار رہین پیسے کے واسطے
کتنے مرصع کار رہین پیسے کے واسطے
سب نقش اور نگار رہین پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب حصول
پیسا ہی سارے چیز ہے پیسا ہی مرد سول
اور جو نہ ہووے چہرے پہ اڑتی ہے خاک دھول
بن پیسے آدمی ہے جہان بیچ نا قبول

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی جس بتاتا ہے انسان کی بات کو
بھائی سگا بھی آن کے پوچھے نہ بات کو
پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بن پیسے یار دولھا نہ آدمی برات کو

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال
پیسے کے آگے کیا ہیں یہ محبوب خوش جمال
پھنستے ہیں اس مکان میں فرشتوں کے پوبال
پیسا پری کو لائے پرستان سے نکال

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے
میدان میں زخم کھاتے ہیں پیسے کے واسطے
تیر و سنان لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
یاں تک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں خیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
بنیاد و دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے

پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا مین دیندار کہانا بھی نام ہے
پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے
پیسا جہان کے بیچ وہ قائمقام ہے
پیسے ہی کا نظیر یہ آدم غلام ہے
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

ایضاً

گر تجھ مین اے پری دیا مہر یا جفا ہے
گر تو وہی جو تیرے اب دل کو خوش لگا ہے
یا راستی کا ماننا یا سر بسر دغا ہے
ہم جانتے نہین ہین کچھ نیک و بد کہ کیا ہے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

کچھ دلمین ہے تو دلکی آبادیان بھی کرلے
بیدرد ہے تو ظالم بیدردیان بھی کرلے
جور و ستم کی اپنے اُستادیان بھی کرلے
جلاد ہے تو کافر جلادیان بھی کرلے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اٹھا دے
عاشق ہین نر قلندر چاہے جہان بٹھا دے
ہم اسطرح سے خوش ہین رکھ یا ہوا بتا دے
یا عرش پر چڑھا دے یا خاک مین ملا دے
راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

گر مہر سے پلا دے تو خوب جانتے ہین
ہم اس طرح بھی تجھکو مرغوب جانتے ہین
اور جور سے ڈبا دے تو ڈوب جاتے ہین
اور اُس طرح بھی تجھکو محبوب جانتے ہین

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

اِکدن وہ تھا کہ ہمپر تھے عیش کے دھڑاکے
اب غیر پر کرم ہے اور ہمپہ ہین جھڑاکے
یان مطلبونکے ہمپر اور غیر پر کڑاکے
ہم سب طرح خوشی ہین سُنتا ہے او لڑاکے

راضی ہین ہم اسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وان بھی واہ وا ہے

یا دل سے اب خوشی ہو کر پیار ہمکو پیارے
جیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اُتارے
یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اُڑا ہمارے
اسپر نظیر عاشق کہتے ہین یون پکارے

راضی ہین ہم اُسی مین جسمین تری رضا ہے
یان یون بھی واہ وا ہے اور وون بھی واہ وا ہے

مخمس

چمن مین دن کو جو اکر وہ قدم وہ چلتے ہین
خوشی سے غنچے بھی ہر شاخ پر اُچھلتے ہین
تو پھول آنکھوں سے تلوے اُنھونکے ملتے ہین
وہ چاندنی مین جو ٹک سیر کو نکلتے ہین
تو سر کے طشت مین گھی کے چراغ جلتے ہین

سحر کے نور تجلی کے انتخاب کو دیکھ
ہزار رشک سے عشرت کے پیچ و تاب کو دیکھ
اور اپنے پھیکے سے چہرے کی بے تاب کو دیکھ
چراغ صبح یہ کہتا ہے آفتاب کو دیکھ
یہ بزم تمکو مبارک ہو ہم تو چلتے ہین

یہانتلک ہین یہ سب در خوبرو دلبر
غرض یہ ظلم تو دیکھا کیے ہین ہم اکثر
سب اپنے چاہنے والونکے کاٹتے ہین سر
فدا جو دل سے ہین یا شوخ سبز رنگون پر

یہ کافر اُنکی بھی چھاتی پہ مونگ دلتے ہین

گلی مین یار کی ای آہ کس طرح جاؤن
نہین ہے اتنی بھی طاقت جو اک قدم رکھون
نہ تن مین خون ہے باقی نہ اب رگون مین خون
ہوا ہون خشک مین یا تلک کہ حضرت مجنون
یہ مجھسے کہتے ہین اور اپنے ہاتھ ملتے ہین

ہمارے تم تو ہو ہر رنگ ظاہر و باطن
اُٹھائے تمنے بھی غم روز عشق کے گن گن
یہ التجا ہے ہماری کہ خوش ہو آجکے دن
کوئی تو پگڑی بدلتا ہے یار سے لیکن
میان نظیر ہم اب تم سے تن بدلتے ہین

ولہ جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک کے اُتاریکا جھونپڑا
اِس سے ہے اب بھی سب کے سہاریکا جھونپڑا
اِس سے ہے بادشہ کے نظاریکا جھونپڑا
اسمین ہی ہر فقیر بچاریکا جھونپڑا
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی بھولے بھالے اسی مین سیانے ہین
اسمین ہی ہوشیار اسی مین دوانے ہین
اسمین ہی دشمن اسمین ہی بیگانے ہین
شاہ جھونپڑا بھی اپنے اسی مین نمانے ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی لوگ عشق محبت کے مارے ہین
اسمین ہی شوخ حسن کے چاند اور ستارے ہین
اسمین ہی یار دوست اسی مین پیارے ہین
شاہ جھونپڑا بھی نپے اسمین بچارے ہین
اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی اہل دولت و منعم امیر ہین
اسمین ہی شاہ اور گدا اسی مین وزیر ہین
اسمین ہی رہتے سارے جہانکے فقیر ہین
اسمین ہی ہین صغیر اسی مین کبیر ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اسمین ہی چور ٹھگ ہین اسی مین امول ہین
اسمین ہی باجے اور نقارے و ڈھول ہین
اسمین ہی رونی شکل اسی مین ٹھٹھول ہین
شا جھونپڑا ابھی اسمین ہی کرتے کلول ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

اسمین ہی پارسا ہین اسمین لوند ہین
اسمین ہی سب پرند اسمین چرند ہین
بیدرد بھی اسی مین ہین اور دردمند ہین
شا جھونپڑا ابھی اسی ڈربے مین بند ہین

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذاریکا جھونپڑا

اس جھونپڑے مین رہتے ہین شاہ اور وزیر
اسمین ہی سب غریب ہین اسمین ہی سب فقیر
اسمین وکیل بخشی و متصدی اور امیر
شا جھونپڑا جو کہتے ہین سچ ہے میان نظیر

اپنا نہ مول کا نہ اجاریکا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گذارے کا جھونپڑا

ایضاً

دنیا مین کوئی شاد کوئی دردناک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا اسجا بڑا ظہور | لے عرش تابہ فرش چمکتا ہے جسکا نور
گذرے ہے انکی قبر پہ جب وحش اور طیور | رو رو یہی کہے ہے ہر اک قبر کے حضور

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ انبیا اور اولیا اُٹھے | اجسام پاک اُنکے اسی خاک میں رہے
رحین نا ہین خوب جائین روحونکے ہین بڑے | پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ | حشمت مین جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی اُنکے تن ہوے گلیونکی خاک راہ | اب اُنکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ | تن جنکے مثل پھول تھے اور مُنہ بھی رشک ماہ
جاتی ہے اُنکی قبر پہ جسدم مری نگاہ | روتا ہون جب تو مین یہی کہہ کہکے دلمین آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنھونکی تھی دلمین جا | ہوتے تھے میلے اُنکے کوئی ہاتھ گر لگائے
سو دل سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑائے | رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہوں ہائے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

عمدونکے تن کو تانبے کے صندوق مین دھرا | مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا
قائم یہان نہ یہ اور نہ ثابت وہ وان رہا | دونون کو خاک کھا گئی یارو کہوں مین کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن — اور ایک یون پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھاگئے دونو نکے تن بدن — دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا — پھر خاک اُسکو ہونا ہے یار و جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا — زر سیم کوڑی لال زمرد اور اُن سوا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گڑھ کوٹ توپ رہکلہ تیغ و کمان و تیر — باغ و چمن محل و مکانات دلپذیر
ہونا ہے سب کو آہ اسی خاک مین خمیر — میری زبان پہ اب تو یہی بات ہے نظیر

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

بنجارہ نامہ

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا — قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونین پلا سر بھارا — کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

گر تو ہی ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے — اے غافل تجھسے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قندگری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے — کیا داکھ منقے سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاویگا — یا سود بڑھا کر لاویگا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے مین جب بھالا مار گراویگا — دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آویگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلے گا بنجارا

ہر منزل مین اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہی
جب نایک تن سے نکلگیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہی
زر دام درم کا بھانڈا ہی بندوق سپر اور کھانڈا ہی
پھر ہانڈا ہی نہ بھانڈا ہی نہ حلوا ہی نہ مانڈا ہے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب چلتے چلتے رستے مین یہ گون تری ڈھلجاویگی
یہ کھیپ جو تونے لادی ہی سب حصوں مین بٹ جاویگی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے پاویگی
وہی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آویگی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

یہ کھیپ بھری جو جاتا ہی یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت مین یہ کھیپ بدن کی ہی کفنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی ہنڈیا چینی کی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا ہی جنگل جنگل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصہ تن سکھ اور ململ
اک تنکا ساتھ نجاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل و زمرد سیم و زر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجین لشکر
جب پونجی بات مین بکھریگی ہر آن بنیگی جان اوپر
کیا مسند تکیہ ملک مکان کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہی ان گونوں بھاری بھاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہین بیوپاری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلوارون پر مت بھول بھروسے ڈھالون کے
سب پٹا توڑ کے بھاگینگے منھ دیکھ اجل کے بھالون کے

کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے
کیا بغچے تاج مشجر کے کیا تختہ شال دوشالوں کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

کیا سخت مکان بنواتا ہے کھم تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رہکلہ توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے ہیں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارہ

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی تاج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیے اور ٹانکیگا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکیگا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکیگا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ایضاً خمسہ

ہمیشہ آکے وہ والا صفات کوٹھے پر
سخن کی کھولے ہے قند و نبات کوٹھے پر
نکار قیب کی دہشت سے گھات کوٹھے پر
رہے جو شب کو ہم اس گل کے ساتھ کوٹھے پر

تو کیا بہار سے گذری ہے رات کوٹھے پر

ادھر سے ساقی و مطرب بھی ہوگئے یکجا
ادھر وہ یار ادھر ناچ راگ بھی ٹھہرا
عجب بہار کی اک انجمن ہوئی برپا
یہ دھوم دھام رہی صبح تک اہا ہا ہا

کسی کی اترے ہے جیسے برات کوٹھے پر

حجاب دور ہوا دور جام کی ٹھہری
لگیں نکلنے جو کچھ حسرتیں تھیں دل میں بھری

بہت دنوں سے اسی بات کی تمنا تھی		مکان جو عیش کا ہاتھ آیا غیر سے خالی
	پٹے کے چلنے لگے پھر تو ہاتھ کوٹھے پر	
جو عیش سنکے رقیبوں کے دل میں آگ لگی		تو چور بنکے چڑھے اور منڈیر آ پکڑی
ادھر وہ یار اُدھر ہمنے لاٹھی باٹھی کی		گرایا شور کیا گالیاں دیں دھوم مچی
	عجب طرح کی ہوئی واردات کوٹھے پر	
اکیلے بیٹھے ہو تم پشت بام پر اس آن		ہمیں بلاؤ تو کچھ عیش کا بھی ہو سامان
یہ بات پردے ہی پردے میں لیجیے پہچان		لکھیں ہم عیش کی تختی کو کسطرح انجان
	قلم زمیں کے اوپر اور دوات کوٹھے پر	
میاں یہ ہاتھ پہ ہم دل جواب لیے ہیں کھڑے		اور ایک بوسے کی قیمت یہ بیچتے ہنگے
جو لیجیے تو یہ ترکیب خوب ہے پیارے		کمند زلف کی لٹکا کے دل کو لے لیجے
	یہ جنس یوں نہیں آنیکی ہاتھ کوٹھے پر	
کدھر چھپے ہو ذرا منھ تو ہم کو دکھلاؤ		ہمارے حال کے اوپر بھی کچھ ترس کھاؤ
سبھوں سے سنتے ہو ہر اک سے کہتے ہو آؤ		خدا کے واسطے زینے کی راہ بتلاؤ
	ہمیں بھی کہنی ہے کچھ تم سے بات کوٹھے پر	
ہوا جو وصل میسر بہ فضل رب قدیر		کنارہ بوس کی آپس میں پھر ہوئی تدبیر
ہوئی جو عیش تو کس کس کی اب کریں تقریر		لپٹ کے سوئے جو اُس گلبدن کے ساتھ نظیر
	تمام ہو گئیں حل مشکلات کوٹھے پر	
	ایضاً	
جب یار نے اُٹھائی چھڑی تب خبر ہوئی		اور دو ہیں اک بدن پہ جڑی تب خبر ہوئی

الفت کی آگ دل مین پڑی تب خبر ہوئی   جب آنکھ اُس صنم سے لڑی تب خبر ہوئی

غفلت کی گرد دل سے جھڑی تب خبر ہوئی

جبتک چڑھی جوانی تھی اور بال تھے سیاہ   الفت کسی سے پیار محبت کسی سے چاہ

آئی شراب اسمین بڑھاپے کی خواہ مخواہ   پہلے کے جام مین نہوا کچھ نشہ تو آہ

دلبر نے دی جب اُس سے کڑی تب خبر ہوئی

تھے جب تلک اودھیڑ رہے تو بھی ولولے   اور جب سفید ہو کے ہوے برف کے ڈلے

یارون سے جب تو بولے کہ لو یار ہم چلے   لائے تھے ہم تو عمر بتا یان لکھا دے

جب سیاہی پہ سفیدی چڑھی تب خبر ہوئی

اُس حال پر بھی کچھ نہوئی دید اور شنید   دانتون پر اسمین آن کے ہلچل پڑی شدید

منشی قضا کا لکھنے لگا جنس کی رسید   ڈاڑھین لگین اُکھڑنے تو دندان ہوے شہید

مجلس مین چل بچل یہ پڑی تب خبر ہوئی

اُس پوپلے ہی مُنھ سے لگے کرنے پھر پناہ   کانونکے اسمین آن کے پردے ہوے تباہ

گردن پھر اسمین ہلگئی کم ہو گئی نگاہ   بن دانت بھی ہنسی پہ جب آنکھین چلین تو آہ

جب لاگی آنسوؤن کی جھڑی تب خبر ہوئی

ڈھاتے تھے وان مزور تو تن کی محلسرا   پر گھر بنا رہے تھے دوالین اُٹھا اُٹھا

اُسمین قضا کا راج جو کوٹھے پہ آ چڑھا   شمشیر سا وہ قد تھا سو خم ہو کے جھک گیا

گرنے لگی کڑی یہ کڑی تب خبر ہوئی

چھاتی پہ چڑھ قضا نے لیا جب گلے کو گھونٹ   پانی کا پھر تو آہ نہ اُترا گلے سے گھونٹ

اُکھڑے بدن بھی جا نگئی رگ رگ سے چھوٹ چھوٹ   پنجا دکھا یا شیر نے تو بھی یہ سمجھے جھوٹ

جب چاپ لی گلے کی نٹڑی تب خبر ہوئی

کاندھے پہ رکھ کے پالکی جب لے چلے کہار
اور غل مچا کے بولے کہ جلدی سے ہو سوار
اسمین نہا کے آپ بھی جلدی ہوئے تیار
کپڑے بدل کے عطر لگا پہن پھول ہار

نکلی سواری دھوم پڑی تب خبر ہوئی

جب پالکی مین چڑھ کے چلا آپ کا بدن
کلمہ نقیب پڑھتے چلے ساتھ کر کے بھن
تو بھی یہ کہتے تھے کہ ہوا کون بے وطن
جب آئے اُس گڑھے مین نظیر اور نہا کے من

اوپر سے آ کے خاک پڑی تب خبر ہوئی

خمسہ بر غزل امیر خسرو

کب لالہ و گل کر سکین عارض سے تیرے ہمسری
قد سے خجل سرو سہی رفتار سے کبک دری
محبوب تجھ سے سیکھ لین ناز و ادا و دلبری
ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری

ہی شور تیرے حسن کا لیکر زمین سے چرخ تک
در ذرات صورت کو ترسی شمس و قمر رہتے ہین تک
دیکھے ہی جو تیرے تئین کہتا یہی ہے یک بیک
تا نقش ہے بند و فلک کس را ندیدست این نمک

حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

تیرا رُخ اے رعنا صنم بھر کر نظر دیکھے ہی جو
چھوڑے ہی وہ ایمان کو باندھے ہی وہ زنار کو
دیوانے تیرے عشق مین سے نہین کچھ ایک دو
عالم ہمہ یغمای تو خلق جہان شیدای تو

این نرگس رعنای تو آورده رسم کافری

ہی خلق و خوبی مین بھرا اسطور سے وہ نازنین
بہزاد و مانی دیکھتے تو ہوتے وہ حیرت ترین
گر اس بیانکی راست کا ہو کچھ نہین مجھکو یقین
صورتگر زیبای چین رو صورت خوبش ببین

صورت بکش یا اینچنین یا ترک کن صورتگری

ہین خلق مین ہر سو عیان رنگین ادا زیبا صنم — گلگون قبا نازک بدن سوزیب و زینت سے بہم
کی غور تو سچ ہے یہی مجھکو محبت کی قسم — آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آیا نظر جس روز سے تجھسا شکرلب مہ لقا — ابرو کمان جادو نظر شیرین سخن غمزہ نما
اپنے وطن کو چھوڑ کر مثل نظیر مبتلا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

کل ہم جو گئے باغ مین ٹک لطف اٹھانے — اور دل کو لگے سیر گلستان کی دکھانے
اتنے مین کہون کیا تجھے اے یار یگانے — بربود دلم در چمنے سرو روانے

زرین کمرے سیمبرے موے میانے

وہ شوخ کہ عالم مین نہ دیکھا ہو کسی نے — وہ حسن کہ جسنے حور نے پایا نہ پری نے
کیا تجھسے کہون اسکی مین خوبی کے قرینے — خورشید رخے ماہ وشے زہرہ جبینے

یاقوت لبے سنگدلے تنگ دہانے

گلفام گل اندام و دلارام نکو سے — دلدار دل آزار جفا کار دو رو سے
آہو صفتے کبک تکے عنبرین موئے — بیداد گرے کج کلہے عربدہ جوئے

شکر شکنے تیر قدے سخت کمانے

ابرو خم طاق حرم و زلف کنشتی — قد شاخ گل طوبے و رخ رشک بہشتی
تل نقش سویدای دل اور خط لب کشتی — جادو نظری عشوہ گری حسن سرشتی

آسیب دہے رنج تنے آفت جانے

وہ رخ کہ ہر اک شوخ پریزاد کو شہ دے
وہ زلف کہ سنبل جسے بیتاب ہو کد دے
گر حور کبھی دیکھے تو اُسے جان مین رہ دے
عیسے نفسے خضر رہے یوسف عہدے
جم مرتبہ تاجورے شاہ جہانے

شمشیر نگہ تیر مژہ قاتل خلقے
غارتگرے برباد دہے حاصل خلقے
مشہور جہان فتنۂ جان مقبل خلقے
تنگ شکرے چون شکرے در دل خلقے
شوخے نمکینے چو نمک شور جہانے

کیا اُسکی مین تعریف کہون حسن ادا کی
ہے ختم دو عالم کی اُسی شوخ پہ خوبی
پھر شل نظیر اُس بت رعنا سے لگا جی
بے زلف و رخ لعل لبا وشدہ سعدی
آسے و بخارے و غبارے و دخانے

ایضاً

جو فقر مین پورے ہین وہ ہر حال مین خوش ہین
ہر کام مین آرام مین ہر چال مین خوش ہین
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین
بے زر جو کیا تو اُسی احوال مین خوش ہین
افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

چہرے پہ ملامت نہ جگر مین اثر غم
ماتھے پہ کہین چین نہ ابرو مین کہین خم
شکوہ نہ زبان پر نہ کبھی چشم ہوئی نم
غم مین بھی وہی عیش الم مین بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات ہر افعال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے — گھر بار چھڑایا تو وہین چھوڑ کے بیٹھے
موڑا جدھر اونکو وہین منھ موڑ کے بیٹھے — گدڑی جو اڑھائی تو وہین اوڑھ کے بیٹھے

دکھ درد مین آفات مین جنجال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے دیا غم تو اُسی غم مین رہے خوش — جسطور کہا اُسنے اُسی عالم مین رہے خوش
کھانیکو ملا کم تو اُسی کم مین رہے خوش — جسطرح رکھا اُسنے اُسی دم مین رہے خوش

گر شال اُڑھائی تو اُسی شال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنیکا ذرا غم — یکسان ہے اُنھین زندگی و موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم — نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم

دن رات گھڑی مہر مہ و سال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

گر اُسنے اُڑھایا تو لیا اوڑھ دوشالا — کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو اُڑھائی تو وہی ہو گئی بالا — بندھوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا

پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنھین کام — تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنھین کام
اُستھل کی ہوس دل مین نہ مندر سے اُنھین کام — مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنھین کام

میدان مین بازار مین چوپال مین خوش ہین — پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

اُنکے تو جہان مین عجب عالم ہین نظیر آہ
اب ہیسے تو دنیا مین ولی کم ہین نظیر آہ
کیا جانے فرشتے ہین کہ آدم ہین نظیر آہ
ہر وقت ہین ہر آن ہین خرم ہین نظیر آہ
جس ڈھال مین رکھا وہ اُسی ڈھال مین خوش ہین
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

ایضاً

ہے آئینہ کو ہاتھ مین اور بار بار دیکھ
صورت مین اپنی قدرت پروردگار دیکھ
خال سیاہ اور خطِ مشکبار دیکھ
زلفِ دراز طرۂ عنبر نثار دیکھ
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے جان ترا پاک صاف دل
اور خال کیا ہین تیرے سویدا رُخ کے تِل
زلف دراز فہم رسا سے رہے ہے مِل
لاکھون طرح کے رنج ہی مین ہم رہے ہین کھِل
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

مشک تتار و مشک ختن بھی تجھی مین ہے
یاقوت سرخ و لعل یمن بھی تجھی مین ہے
نسرین و موتیا و سمن بھی تجھی مین ہے
القصہ کیا کہون مین چمن بھی تجھی مین ہے
ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

سورج مکھی کے گل کی گردن مین تاب ہے
تو اپنے منھ کو دیکھ کہ خود آفتاب ہے
گل او گلاب پکا بھی تجھی مین حساب ہے
رخسار تیرا گل ہے پسینہ گلاب ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس کے پھول پر تو نہ اپنا گمان کر
اپنے سوا کسی پہ نہ ہرگز تو دھیان کر
و رسوسے بھی دل لگا اپنا جان کر
یہ سب سمارہے ہین تجھی مین تو آن کر

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے جان تری چشم خوش نگاہ
گر سیر باغ چاہیے تو اپنی کر تو چاہ
اور سرو کیا ہے یہ ترا قدِ دلنواز آہ
حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

گر دل مین تیرے قمری و بلبل کا دھیان ہے
ہے تو ہی باغ اور تو ہی باغبان ہے
تو ہونٹھ تیرے قمری ہین بلبل زبان ہے
باغ و چمن ہین جتنے تو اُن سب کی جان ہے

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حُسن کی آپ ہی بہار دیکھ

بیلا گلاب سیوتی نسرین و نسترن
جتنے جہان مین پھولے ہین پھولونکے انجمن
داؤدی جوہی لالہ و ر ابیل یاسمن
یہ سب تجھی مین پھول رہے ہین چمن چمن

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

باغ و چمن کے غنچہ و گل مین نہو اسیر
قمری کی سن صفیر نہ بلبل کی سن صفیر

اپنے تئین تو دیکھ کہ کیا ہے ارے نظیر	ہین حرف من عرف کے یہ معنی کہ ہم محو

ہر لحظہ اپنی چشم کے نقش و نگار دیکھ
اے گل تو اپنے حسن کی آپ ہی بہار دیکھ

ولہ

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل	سب اپنے اپنے کام کی ہین کر رہے جھمیل
لاتا ہے یان سوناتہ جو رشتہ ہے سو نکیل	جو غم پڑے سو اسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتین جو دیکھے ہے مت انسے دل لگا	اترین ہین سوتیان انھین ہے آیا رتجگا
شجرہ کلاہ پھینک اوڑا دے جھکا لگا	آگے کو چھوڑ ناتہ نہ پیچھے کو رکھ لگا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا	چھوڑا اگر تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو با کسی سے کیا	دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

تیری نہ یہ زمین ہے نے تیرا آسمان	تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اسکے سوا کہ جسپہ ہوا تو فقیر بان	کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہربان
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل	یان تونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دیتا ہے دلکو اپنے تو دی اُس کسیکے ہات
اور یہ جو تجھسے کرتے ہین ململ کے میٹھی بات
جس یار سے کہ ہو ترے جیتے موے کا سات
مارا پڑیگا دیکھ نہ کھا اُنکا آت کھات

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ اُلفتین کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہین
جتنے یہ شہر دیکھے ہین جادو کے شہر ہین
یہ الفتین نہین ہین مرچیان قہر ہین
جتنی مٹھائیان ہین مرچیان زہر ہین

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

خوبان کے یہ جو چاند سے منھ پہ کھلے ہین بال
یہ بال بال اب ہے ترے جان کا وبال
مارا ہے تیرے واسطے صیاد نے یہ جال
پھنسیو خدا کے واسطے اِسمین نہ دیکھ بھال

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

جسکا تو ہے فقیر اُسی کو سمجھ تو یار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
مانگے تو مانگ اُسی سے دیوے نقد کیا اُدھار
اُسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کاروبار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا اسے نہ جان یہ دریا ہے تہر وار
جب تو بہا تو پھر نہ ملے گا تجھے کنار
لاکھوں نہین اس سے کوئی اُتر کر ہوا ہے پار
ملاح یان نہ ناؤ نہ بلّی ہے میرے یار

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یان کسی سے میل
یان تو نبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

دنیا نہ کہہ اسے یہ طلسمات ہے میاں
شکلیں جو دیکھتا ہے یہ جادو کی ہیں عیاں
یہ جانور یہ باغ یہ گلزار یہ مکان
سب کچھ ترے تئیں ہے یہ دھوکے کی ٹٹیاں
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹ ہی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کا فقیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اخیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا خیال میں اسیر
ہے تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر
گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو نٹ ہی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل

ایضاً

جہاں میں نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا
دیا فلک نے ہمیں بھی یہ سم جدائی کا
ولے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

گھڑی گھڑی میں اٹھے ہے تڑپ کے دل سے آہ
جو کوئی شکل مری دیکھتا ہے اب واللہ
جگر کے ٹکڑے نکلتے ہیں اشک کے ہمراہ
یہی کہے ہے وہ سینے سے سرد بھر کر آہ
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مجھے نہ کیونکہ مرے دل ہیں داد اور بیداد
نہ جی کو چین نہ آنکھوں کو سکھ نہ دل ہے شاد
کہ تھے جو عیش و طرب سب وہ ہو گئے برباد
بھلا میں کس سے اب اس ظلم کی کروں فریاد

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی تو یار کے آنے کی راہ تکتا ہون
کبھی تو آہوئی جنگل مین جا بھٹکتا ہون
گلی مین اُسکی کبھی جا کے سر پٹکتا ہون
نکلتی جان نہین اور پڑا سِسکتا ہون

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

پھرون ہون دشت و بیابان مین اداس غمناک
خراب حال جگر خستہ اور گریبان چاک
جلاتا آہ کے شعلے سے سب خس و خاشاک
یہ جیسے آن پڑے غم وہ کیا جیے پُر خاک

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

مری جو چشم سے دن رات آنسو بہتے ہین
جو آشنا ہین مرے مجھکو دیکھ رہتے ہین
تو جان و دل مرے کیا کیا عذاب سہتے ہین
سب اپنے حیف سے مل مل کے ہاتھ کہتے ہین

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو میکدے کی طرف کو کبھی کرون ہون گزار
پیالہ چشم کا آنسو سے بھر ہر اک مے خوار
تو دیکھ مجھکو پریشان خراب خستہ و خوار
جگر سے کھینچ کے آہ اور یہی کہے ہے پکار

غضب ہے قہر ہے یار و ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

کبھی چمن کو جو گھبرا کے ہون نکل جاتا
تو وان بھی ہائے ذرا دل نہین ہے ٹھہراتا

جدھر کو جاؤں اُدھر غمِ جگر کو ہی کھاتا | عجب خرابی ہے کچھ ہائے بن نہیں آتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی ہجر میں روتا تھا عاشقِ مغموم | میں ہنس کے کہتا تھا دل میں کشش ہے یہ موہوم
مجھی جو مجھ پہ بھی آکر فراق کی یہ دھوم | وہ اس کا درد مجھے ہائے اب ہوا معلوم

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو کوئی پوچھے ہے کیا تجھ پہ دکھ پڑا ایسا | اگر جس سبب سے تو پھرتا ہوا ہے اس قدر شیدا
میں اسکو جس گھڑی دیتا ہوں اپنا حال سنا | تو بھر کے آنکھوں میں آنسو یہی وہ کہتا

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ بھوک لگتی ہے نے نیند منہ دکھاتی ہے | جو دن بیتے ہے تو رات مجھکو کھاتی ہے
نہ دل لگی نہ کوئی چیز مجھکو بھاتی ہے | کلیجہ ٹوٹے ہے اور چھاتی اُمڈی آتی ہے

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

نہ سدھ ہے سیر کی مجھکو نہ انجمن کی خبر | نہ یاد باغ کی ہے اور نہ شہر بن کی خبر
نہ دھیان جسم کا اور کچھ نہ پیرہن کی خبر | نہ ہوش دل کا ہے نے مجھکو تن بدن کی خبر

غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلائے غم جدائی کا

جو مجھپہ آن پڑا دن سیاہ مت پوچھو / ہوا ہوں ہجر مین ایسا تباہ مت پوچھو
سواے مرگ نہین اب پناہ مت پوچھو / جو ظلم مجھپہ گذرتا ہے آہ مت پوچھو
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

جدائی ہاے محبت کی کیا بری ہے شے / کہ دل نہ بزم مین بہلے نہ خوش لگے ہے مے
نظیر ہجر کے اب غم مین روئیے تا کے / بہت برا ہے یہ عاشق کے حق مین دکھ ہے ہے
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے غم جدائی کا

در بیان فراق

جیسے تمکو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہین / جی ترستا ہے کہین اور چشم ہے پرنم کہین
ہمپہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہین / نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اکدم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے / رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
آہ و نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے / ہے برا احوال اب تو ہجر کے آزار سے
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھونسے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

نے کسی سے مہر و الفت نے کسی سے پیار ہے / نے رفیق اپنا کوئی اور نے کوئی غمخوار ہے
دل اُدھر سینے مین تڑپے جی ادھر بیمار ہے / کیا کہین اب تو بہت مٹی ہماری خوار ہے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

گھر مین جی بہلے نہ باہر انجمن مین دل لگے — نے خوش آوے سیر نے سرو و سمن مین دل لگے
نے بہاروں مین نہ صحرا مین نہ بن مین دل لگے — اب تو تم بن نے گلستان نے چمن مین دل لگے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

پر نہین اڑ کر تمھارے پاس جو آجائیے — جی ہی جی مین کب تلک خون جگر کو کھائیے
چشم تر اور داغ سینے کے کسے دکھلائیے — دل سمجھتا ہی نہین کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

اب ہوا اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہین نگاہ — ہر گھڑی مثل نظیر اس غم سے ہے حالت تباہ
ہای جو کچھ ظلم و ستم ہم پر کہین کیا تمسے آہ — بن ہوئے اب تو نظیر آتا نہین ہرگز نباہ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

در بیان سخاوت عشرت

زر دار ہی تو ہرگز مت مار اپنے من کو — تن زیب تن سکھوان مت نہ ستا اپنے تن کو
جو نرچلین چلین ہین چل تو بھی اُس چلن کو — مرشد کا ہے یہ نکتہ رکھ یاد اس سخن کو

دل کی خوشی سے خاطر چھکپہ ڈال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جا بیٹھ میکدہ و نین سب درد و غم سے چھُٹکر
محبوب دلبروں سے خوش ہو لپٹ لپٹ کر
چُھمکا گلابی مئے کی پیالے اُلٹ پلٹکر
پی دودھ اور بتاشے میوہ مٹھائی چکھکر

دلکی خوشی کی خاطر چلکچھڑ ال مال و دھن کو
گر مر دہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

نعمتین ہین جتنی جو کچھ ہے سو کھاجا
یا پی بخیل مت بن داتا سخی کہاجا
تاش اور بادلے مین یکبار جگ مگاجا
الدم تو اپنا ڈنکا من مانتا بجاجا

دلکی خوشی کی خاطر چلکچھڑال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

صندوق مین جو زر ہے اُسکو بھی لے کے گڑوا دے
کوٹھے مکان حویلی سب کھود کر کھلادے
سے کے بہاکے نالے طبلون کو کھڑکھڑا دے
کڑیون تلک جلادے اینٹون تلک اڑادے

دلکی خوشی کی خاطر چلکچھڑال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جو جو بخیل کتنی زر چھوڑ کر مرے گا
تیرا وہی ہے جو کچھ راہِ خدا مین دیگا
یا کھائے گا جنوائی یا خالصہ لگے گا
کھاتا کھلاتا ہنستا تو بھی سدا رہے گا

دلکی خوشی کی خاطر چلکچھڑال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

گر آپڑیگا تجھپر کچھ حادثہ خلل کا
آنگے سے دے دلاکے ہورہ تو اُس ہی پل کا
مالک پھر اور کوئی ٹھہریگا تیرے دل کا
کر فکر اپنے دل مین کچھ آج کا نہ کل کا

دلکی خوشی کی خاطر چلکچھڑال مال و دھن کو
گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جسنے یہ زر دیا ہے پھر وہ ہی دھن بھی دیگا
مال و مکان حویلی باغ و چمن بھی دیگا
جیتا رہیگا جبتک کھانے کو ان بھی دیگا
مرجاویگا تو وہ ہی تجھکو کفن بھی دیگا

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

جتنے گڑے دبے ہین سب کھالے اور کھلالے
رکھ دُھن اُسی کی دلمین اب کھالے اور کھلالے
اپنا سمجھ اُسی کو جب کھالے اور کھلالے
اتو نظیر تو بھی سب کھالے اور کھلالے

دلکی خوشی کی خاطر کچھ ڈال مال دھن کو
گر مر دے ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

در تعریف طفلی

کیا دن تھے یار وہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
نکلے تھی دائی لیکر پھرتی کبھی ددا لے
چوٹی کوئی رکھا لے بدھی کوئی پنھا لے
ہنسلی گلے مین ڈالے منت کوئی بڑھا لے

موٹے ہون یا کہ دُبلے گورے ہون یا کہ کالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

دلمین کسی کے ہر گز نے شرم نے حیا ہے
آگا بھی کھل رہا ہے پیچھا بھی کھل رہا ہے
پہنے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
یان یُون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے

کچھ کھالے اسطرح سے کچھ اُسطرح سے کھالے
کیا عیش لوٹتے ہین معصوم بھولے بھالے

مرجاوے کوئی تو بھی کچھ اُنکا غم نہ کرنا
نے جانے کچھ بگڑنا نے جانے کچھ سنورنا
اُنکی بلا سے گھر مین ہو قید یا کہ گھرنا
جس بات پر یہ مچلے پھر وہ ہی کر گزرنا

ماں اوڑھنی کو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوٹتے ہیں
گڑ بیر مولی گاجر سب منہ میں گھونٹتے ہیں
بابا کی مونچھ ماں کی چوٹی کھسوٹتے ہیں
گردوں میں اٹ رہے ہیں خاک و زمیں لوٹتے ہیں
کچھ ملگیا سو پی سے کچھ بن گیا تو کھالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو انکو دو سو کھالیں پھیکا ہو یا سلونا
ہیں بادشہ سے بہتر جب ملگیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر واں ہی انکو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا
بھونپو کوئی بجالے پھرکی کوئی نچالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے اسمیں جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگرچہ پوچھو تو بادشاہی کیا ہے
اب تو نظیر میری سبکو یہی دعا ہے
تم جیتے رہیو سبھو نکے آس و مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

موسم زمستان

جب ماہ اگھن کا ڈھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
اور ہنس ہنس پوس سنبھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
دن جلدی جلدی چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
پالا برف پگھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی
چلا غم ٹھونک اچھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

دل ٹھوکر مار اچھلتا ہو اور دل سے ہوتی کشتی سی
تھر تھر کا زور اکھاڑا ہو بجتی ہو سبکی بتیسی

ہو شور پھپھو ہو ہو کا اور دھوم ہو سی سی کی
کلہ پر کلہ لگ لگ کر چلتی ہو منہ میں چکی سی
ہو دانت چنے سے دلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں میں سردی نے آ باندھ دیا ہو یہ چکر
جو ہر دم کپ کپ ہوتی ہو ہر آن کڑاکڑ اور تھر تھر
بیٹھی ہو سردی رگ رگ میں اور برف پگھلتا ہو پتھر
جھڑ باندھ مہاوٹ پڑتی ہو اور تس پر لہریں لے کر
سناٹا باد کا چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر چار طرف سے سردی ہو اور صحن کھلا ہو کوٹھے کا
اور تن میں نیمہ شبنم کا ہو جس میں خس کا عطر لگا
چھڑکاؤ ہوا ہو پانی کا اور خوب پلنگ بھی ہو بھیگا
ہاتھوں میں پیالہ شربت کا ہو آگے ہو فراش کھڑا
فراش بھی پنکھا جھلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

جب ایسی سردی ہو اے دل تب روز مزے کی گھاتیں ہوں
کچھ نرم بچھونے مخمل کے کچھ عیش کی لمبی راتیں ہوں
محبوب گلے سے لپٹا ہو اور کہنی چٹکی لاتیں ہوں
کچھ بوسے ملتے جاتے ہوں کچھ میٹھی میٹھی باتیں ہوں
دل عیش و طرب میں ملتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہو فرش بچھا غالیچوں کا اور پردے چھوٹے ہوں آ کر
اک گرم انگیٹھی جلتی ہو اور شمع ہو روشن گھر اندر
وہ دلبر شوخ پری چنچل ہے دھوم مچی جس کی گھر گھر
ریشم کی نرم نہالی پر سو ناز و ادا سے ہنس ہنس کر
پہلو کے بیچ مچلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ترکیب بنی ہو مجلس کی اور کافر ناچنے والے ہوں
منہ ان کے چاند کے ٹکڑے ہوں تن ان کے روئی کے گالے ہوں
پوشاکیں نازک رنگوں کی اور اوڑھے شال دوشالے ہوں
کچھ ناچ اور رنگ کی دھومیں ہوں کچھ عیش میں ہم متوالے ہوں
پیالہ پر پیالہ چلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

ہر ایک مکاں ہو خلوت کا اور عیش کی سب تیاری ہو
سب عیش مہیا ہو آ کر جس جس ارمان کی باری ہو
دل دیکھ نظیر اس کی چھب کو ہر آن ادا پر واری ہو
گھر کرے جو آنکھوں میں وہ صورت پیاری پیاری ہو

جب سب ارمان نکلتا ہو تب دیکھ بہاریں جاڑے کی

در بیان تماشائے دُنیائے دون

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے — جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
نجانو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے — جدھر کو دیکھو اُدھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

مرے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا — کسے بتاؤں نہیں سدھ کسی کہوں اُلٹا
جو ہو طلسم حقیقی وہ جاوے کب سمجھا — عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

نہیں ہے زور جنھوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں — جو زور والے ہیں وہ آپ سے پچھڑتے ہیں
جھپٹ کے اندھے بٹیر دنکے تئیں پکڑتے ہیں — نکالے چھاتیاں کُبڑے بھی سب اکڑتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

بنا کے نیاریا زر کی دکان بیٹھا ہے — جو ہنڈی وال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے — زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی اک تماشا ہے

زبان ہے جسکی اشارے سے وہ پکارے ہے — جو گونگا ہے وہ کھڑا فارسی بگھارے ہے
کلاہ ہنس کی کوا کھڑا اُتارے ہے — اُچھل کے مینڈکی ہاتھی کے لات مارے ہے
غرض میں کیا کہوں دُنیا بھی اک تماشا ہے

جو ہیں نجیب نسب کے وہ بندے چیلے ہیں — کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں
جو باز شکرے سے پاپڑ کھڑے وہ بیلے ہیں — سگھڑ تو مر گئے اُلو شکار کھیلے ہیں

غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکی داڑھی ہے اُنکی تو بات واہی ہے
جو داڑھی منڈے ہین اُنکی سند گواہی ہے
سیاہی روشنی اور روشنی سیاہی ہے
اُجاڑ شہر مین مُردونکی بادشاہی ہے
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونمین عقل نہین وہ بڑے سیانے ہین
جو عقل رکھتے ہین وہ باؤلے دیوانے ہین
زنانے شوق سے مردونکے پہنے بانے ہین
جو مرد ہین وہ نرے ہیجڑے زنانے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

جنھونکے کان نہین دور کی وہ سُنتے ہین
جو کان والے ہین بیٹھے وہ سر کو دُھنتے ہین
دھوئین برستے ہین اور ابر تنکے چُنتے ہین
کباب بھیگتے ہین اور پلیدے بھنتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

خبیث دیو پلید آپ ہر اک سے لڑتے ہین
جو آدمی ہین وہ اُن سب کے پانون پڑتے ہین
بلائین لیتے ہین اور بھوت جن جھگڑتے ہین
یہ قہر دیکھو کہ زندونسے مُردے لڑتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

کھلے ہین آکھ کے پھول اور گلاب جھڑتے ہین
نبولے پلتے ہین انگور آم سڑتے ہین
سخی کریم پڑے ایڑیان رگڑتے ہین
بخیل ہو تو انکو موسلون سے جھڑتے ہین
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

عزیز جو تھے ہوے چشم مین سبھونکے حقیر
حقیر تھے سو ہوے سب مین صاحب توقیر
عجب طرح کی ہوائین ہین اور عجب تاثیر
اب اسکے خلق کے کیا کیا کرون بیان نظیر
غرض مین کیا کہون دنیا بھی اک تماشا ہے

در بیان غنیمت شمردن حسن وجمال

اپنے غمخواروں سے کوئی آن ہنس لے بول لے
پھر کہاں یہ دلبری یہ شان ہنس لے بول لے
دردمندوں کا نکال ارمان ہنس لے بول لے
دم غنیمت ہے ارے نادان ہنس لے بول لے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

آج تجھکو حق نے دی ہے حسن و خوبی کی بہار
کوندنا بجلی کا اور جوبن کا مت گن اعتبار
چاہنے والوں سے کر لے کچھ سلوک و مہر و پیار
کاٹھ کی ہانڈی نہیں چڑھتی ہے پیارے بار بار

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب تو منہ گل ہے پیارے پھر وہ تودا راکھ ہے
جو اٹھا شعلہ بھبوکا آخرش کو راکھ ہے
آج یہ گلشن کھلا ہے کل کو سوکھا ساکھا ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاکھ ہے

مان لے کہنا مرا ای جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اسقدر مت کر مری جان اپنے جوبن پر گمان
جب گرے دانت اور پڑیں چہرہ کے اوپر جھریاں
یہ نہیں رہتا سدا کافر کسی کے پاس ہاں
پھر یہ ہنسنا بولنا اور پھر کہاں اٹکھیلیاں

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

ایسا کوئی حسن والا آہ تو ہم کو بتا
کیوں خفا ہوتا ہے ہمسے یار دکھلا اے دلربا
جسکی خوبی کا ہمیشہ ایک سا عالم رہا
ہاتھ آتا ہے نہیں کافر یہ جب جوبن گیا

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیا ہمارا حال دل خوبی تری کہتی نہین — یا ہماری چاہ تیرے ناز کو سہتی نہین
آہ کھیتی حسن کافر کی ہری رہتی نہین — ناؤ کاغذ کی پیارے یہ سدا بہتی نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

کیسے کیسے خوبرویان ہو گئے ہین میری جان — اپنے غمخوارون سے کیا کیا کر گئے ہین خوبیان
تو جو روٹھا روٹھا ہمسے رہتا ہے نامہربان — دیکھ پچھتاویگا غافل حسن پر مت رکھ گمان

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

حسن کا عالم ستمگر ہر گھڑی ملتا نہین — گل بھی کھل اکبار ہی ایجان پھر کبھی کھلتا نہین
مجھسے تیرا روٹھنا ہر دم کا اب جھلتا نہین — دودھ اور دل جب پھٹا پیارے یہ پھر ملتا نہین

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

دل غریبون کے جو پیارے تجھسے اب دُکھ پائینگے — ایک دن تجھکو بھی خوبان یونہین کلپائینگے
بعد کو ہنسنے کو دیدے جھڑکیان ترسائینگے — ہانڈے جی پچتائینگے وہی چنے کی کھائینگے

مان لے کہنا مرا اے جان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

اب نظیر آگے ترے رہتا ہے حاضر صبح شام — پیارے سے ہنس بول پیارے پی مے الفت کا جام

پھر کہان یہ دلبری یہ عیش کی باتین مدام | کچھ تہ ہوئیگا رہیگا آخرش اللہ کا نام

مان لے کہنا مرا ایجان ہنس لے بول لے
حسن یہ دو دن کا ہے مہمان ہنس لے بول لے

تل کے لڈو

جاڑے مین پھر خدا نے کھلوائے تل کے لڈو | ہر ایک خوانچے مین دکھلائے تل کے لڈو
کوچے گلی مین ہر جا بکوائے تل کے لڈو | ہمکو بھی ہینگے دل سے خوش آئے تل کے لڈو

جیتے رہے تو یارو پھر کھائے تل کے لڈو

عمدون نے سوطرح کی یاقوتیان اُڑائین | لوگون نے دارچینی شکر مین لے ملائین
سردی مین دولتون نے ہر گرم چیز کھائین | اور دن نے ڈال مصری گڑ سینڈیان بنائین

ہم نے بھی گڑ منگا کر بندھوائے تل کے لڈو

رکھ خوانچے کو سر پر پکار یون پکارا | با دام بھونا چابوا اور گرگرا چھوہارا
جاڑا لگے تو اسکا کرتا ہو نمین اجارا | جسکا کلیجہ یارو سردی نے ہووے مارا

تو دام کے وہ مجھسے لے جائے تل کے لڈو

جاڑا تو اپنے دل مین تھا پہلوان جھجھارا | پر ایک تل نے اُسکو رگ رگ سے ہی اُکھاڑا
جسد م دل و جگر کو سردی نے آ لتاڑا | خم ٹھوک دو ہین ہنسے جاڑے کو دھر پچھاڑا

تن پھر ایسا بھیگا جب کھائے تل کے لڈو

کل یار سے جو اپنے ملنے کے تئین گئے ہم | کچھ پیڑے اُسکی خاطر کھانیکو لیگئے ہم
محبوب ہنسکے بولا حیرت مین ہو رہے ہم | پیڑون کو دیکھ دلمین ایسے خوش ہوئے ہم

تب خوش ہوا وہ اُسنے جب پائے تل کے لڈو

جاڑے میں جسکو ہر دم پیشاب ہے ستاتا
اُٹھیں تو جاڑا لپٹے ہے موت نکلا جاتا
اُنکی دوا ابھی کوئی پوچھو حکیم سے جا
بتلائے کتنے نسخے پر ایک بن نہ آیا
آخر علاج اُسکا ٹھہرائے تل کے لڈو

جاڑے میں اب جو یارو یہ تل گئے ہیں بھونے
محبوبوں نے بھی تل سے انکے مزے ہیں دونے
دل لے لیا ہمارا تل شکریوں نے رونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے بنائے تونے
سُن سُنکے جسکی لذت گھبرائے تل سے لڈو

در بیان نیکی و بدی دنیا

ہے دنیا جسکا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے
جو پان کھلادے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکی جان بخشے تو اُسکی بھی حق جان رکھے
جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے
جو یاں کا رہنے والا ہے یہ دل میں اپنے جان رکھے
یہ چرت پھرت کا نقشہ ہے اِس نقشے کو پہچان رکھے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو پار اُتارے اور ونکو اُسکی بھی پار اُترنی ہے — جو غرق کرے پھر اُسکو بھی ڈبکون ڈبکون کرنی ہے
شمشیر تبر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے — یان جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اوپر اونچا بول کرے تو اُسکا بول بھی بالا ہے — اور وے ٹپکے تو اُسکو بھی کوئی اور ٹپکنے والا ہے
بے ظلم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے — اُس ظالم کے بھی لوہو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

جو اور کسیکو ناحق مین کوئی جھوٹی بات لگاتا ہے — اور کوئی غریب اور بیچارہ حق ناحق مین لٹ جاتا ہے
وہ آپ بھی لوٹا جاتا ہے اور لاٹھی پاٹھی کھاتا ہے — جو جیسا جیسا کرتا ہے پھر ویسا ویسا پاتا ہے

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ہے کھٹکا اُسکے ہاتھ لگا جو اور کسی کو دے کھٹکا — اور غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسیکو دے جھٹکا
چیرے کے بیچ مین چیرا ہے اور پٹکے بیچ جو ہے پٹکا — کیا کہیئے اور نظیر آگے ہے زور تماشا جھٹ پٹکا

کچھ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے یان سودا دست بدستی ہے

ریچھ کا بچہ

کل راہ مین جاتے جو ملا ریچھ کا بچا — لے آئے وہین ہم بھی اُٹھا ریچھ کا بچا
سو نعمتین کھا کھا کے پلا ریچھ کا بچا — جسوقت بڑا ریچھ ہوا ریچھ کا بچا

جب ہم بھی چلے ساتھ چلا ریچھ کا بچا

تھا ہاتھ میں اک اپنے سوا من کا جو سونٹا
لوہے کی کڑی جس پہ کھڑکتی تھی سراپا
کاندھے پہ چڑھا جھولنا اور ہاتھ میں پیالا
بازار میں لے آئے دکھانے کو تماشا
آگے تو ہم اور پیچھے وہ تھا ریچھ کا بچا

تھا ریچھ کے بچے پہ وہ گہنا جو سراسر
ہاتھوں میں کڑے سونے کے بجتے تھے جھمک کر
کانوں میں در اور گھنگرو پڑے پاؤں کے اندر
وہ ڈور بھی ریشم کی بنائی تھی جو پُر زر
جس ڈور سے یارو تھا بندھا ریچھ کا بچا

جھلے وہ جھلملتے تھے پڑے جس پہ کرنپھول
مقیش کی لڑیوں کی پڑی مٹھی اور پھول
اور اُنکے سوا کتنے ٹھہائے تھے جو گل پھول
یوں لوگ گرے پڑتے تھے سر پاؤں کی سُتھ بھول
گویا وہ پری تھا کہ نہ تھا ریچھ کا بچا

اک طرف کو تھیں سیکڑوں لڑکوں کی پکاریں
اک طرف کو تھیں پیر و جوانوں کی قطاریں
کچھ ہاتھیوں کی ریت اور اونٹوں کی ڈکاریں
غل شور مزے بھیڑ ٹھٹھ انبوہ بہاریں
جب ہم نے کیا لا کے کھڑا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کوئی ہم سے میاں آؤ قلندر
وہ کیا ہوئے اگلے جو تمہارے تھے وہ بندر
ہم اُنسے یہ کہتے تھے یہ پیشہ ہے قلندر
ہاں چھوڑ دیا بابا انھیں جنگلے کے اندر
جس دن سے خدا نے یہ دیا ریچھ کا بچا

مدت میں اب اس بچے کو ہم نے ہے سدھایا
لڑنے کے سوا ناچ بھی اسکو ہے سکھایا
یہ کہکے جو ڈھپلی کے تئیں گت پہ بجایا
اس ڈھب سے اُسے چوک کے جمگھٹ میں نچایا
جو سب کی نگاہوں میں کھُبا ریچھ کا بچا

پھر ناچکے وہ راگ بھی گایا تو وان آہ — پھر پھر دانتا جا تو پھر اک بولی زبان آہ
ہر چار طرف سے تھے کہے پیر و جوان آہ — سب ہنس کے یہ کہتے تھے میان واہ میان واہ
کیا تم نے دیا خوب نچا ریچھ کا بچا

اس ریچھ کے بچے مین تھا اس ناچ کا ایجاد — کرتا تھا کوئی قدرت خالق کے تئین یاد
پھر کوئی یہ کہتا تھا خدا تم کو رکھے شاد — اور کوئی یہ کہتا تھا ارے واہ رے استاد
تو بھی جیے اور تیرا سدا ریچھ کا بچا

جب ہمنے اُٹھا ہاتھ کڑون کو جو ہلایا — خم ٹھونک پہلوان کی طرح سامنے آیا
لپٹا وہ تو کشتی کا ہنر آن دکھایا — وان چھوٹے بڑے جتنے تھے ان سب کو رجھایا
ہم بھی نہ تھکے اور نہ تھکا ریچھ کا بچا

جب کشتی کی ٹھہری تو وہین سر کو جو جھاڑا — للکارتے ہی اُسنے ہمین آن لتاڑا
گہ ہمنے پچھاڑا اُسے گہ اُس نے پچھاڑا — اک ڈیرہ سا پھر ہو گیا کشتی کا اکھاڑا
گو ہم بھی نہ ہارے نہ ہٹا ریچھ کا بچا

یہ داؤن وہ پیچ ہمین جو کشتی مین ہوئی دیر — یون پڑتے روپے پیسے کہ آندھی مین گرے بیر
سب نقد ہوے آکے سوا لاکھ روپے ڈھیر — جو کہتا تھا ہر اک سے اسی طرح سے منہ پھیر
یارو تو لڑا دیکھو ذرا ریچھ کا بچا

کہتا تھا کھڑا کوئی جو کر آہ اہا ہا — اسکے تمھین اُستاد ہو واللہ اہا ہا
یہ سحر کیا تمنے تو ناگاہ اہا ہا — کیا کیجیے غرض آ خوش اے واہ اہا ہا
ایسا تو نہ دیکھا نہ سنا ریچھ کا بچا

جس دن سے نظیر اپنے تو دلشاد یہی ہین — جاتے ہین جدھر کو اُدھر ارشاد یہی ہین

سب کہتے ہین وہ صاحب ایجادی ہین | کیا دیکھتے ہو تم کہ بڑے اُستادی ہین

کل چوک میں تھا جنکا لڑا ریچھ کا بچا

مسدس برابیات فارسی

گا ہے بخندہ لب شکر آمیز میکنی | گا ہے بہ عشوہ غمزۂ خونریز میکنی
ہر نازہ دلفریب دو دل آویز میکنی | القصہ ہر ادا ستم انگیز میکنی

دیدار مینمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنے

پہلے لگا کے دلکو مرے تونے اپنی چاہ | جب مر چلے ہم آہ تو لی تونے اپنی راہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کج کلاہ | اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

اول دکھا کے دور سے وہ حسن مہر سوز | پھر چھپ گیا تو دل مین لگا تیر سینہ دوز
ہم دیکھتے ہی رہ گئے آشفتۂ تیرہ روز | سوچا جو ہمنے خوب تو اے شمع دل فروز

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

رو دین نہ تیرے ہاتھ سے ہم کیونکر زار زار | دلدار بن کے تونے کیا ہم کو دلفگار
اب ہم تو بیقرار ہین اور تو خوشی ہے یار | کیونکر نہ ہو خوشی کہ ترا ہے یہی شعار

دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

غرفے سے پیارے جھانک کے چہرہ دکھا دیا
اپنا بڑھایا حسن کیا ہم کو مبتلا
جب ہم نے کی نگہ تو لیا پردے میں چھپا
صد آفریں ہے اے مرے عیار مہ لقا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

زلفوں کا اپنی ہم کو دکھا تو نے پیچ و تاب
ڈالا ہمارے دل میں تعشق کا اضطراب
جب پھنس گئے ہم آہ تو جھمکا دیا نقاب
اب فطرتوں کا تیری غرض ہے یہی جواب
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

مکر و فریب تو جو کرے ہے بنا بنا
تیری جو شوخیوں سے وہ آگاہ بسلہ تھا
وہ سب نظیر جانے ہے اے شوخ دلربا
سن ہی جبھی یہ شعر گلستاں میں لکھ گیا
دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنے
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

خمسہ بر غزل سراج

کھلی جبکہ چشم دل حزیں تو وہ غم رہا نہ تری رہی
پڑی گوش جاں میں عجب ندا کہ جگر نہ جگری رہی
ہوئی حیرت ایسی کچھ آن کر کہ اثر کی بے اثری رہی
خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ہوں میں کیا ہی دل کو فراغتیں گئی حب جیب لباس کی
کوئی پہنوا کہ نہ پہنوا بغرض اس کو جانے بلا مری
نہ ہوا اطلس گلبدن نہ تلاش بادلہ زری
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

کسی وقت مکتب عقل میں یہ بہت علم ہم نے کبھی تھا پڑھا
کہ ہر اک سے حجت و بحث تھی سو اس علم کا یہ کمال تھا
گیا جبکہ مدرسہ عشق میں تو پھر آگے یارو کہوں کیا
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق پر جو دھری تھی وہیں دھری رہی

ترے منہ پہ تھا تو ہی وہ جھلک کہ جہاں تو ہالے عیاں ہوا
اگر آفتاب جمال تھا تجھے دیکھ وہ بھی نہاں ہوا
کوئی آگے تیرے نہ آسکا وہ قمر کہ بے نشان ہوا
ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر تو یہاں ہوا
کہ نہ آئنہ میں جلا رہی نہ پری کی جلوہ گری رہی

عجب اتفاق ہی خود بخود مرے دل سے عیش نکل گیا
تپ آگ غم کی تہ میں آ کے برنگ شمع پگھلگیا
ادھر آہ شعلہ زبان ہوئی ادھر اشک آنکھوں سے ڈھلگیا
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

کرے عشق اپنے بہا نہیں کہ جو بیٹھے دو ہاتھ دھو
نہ کسی کے ڈر سے چھپے کہیں نہ کسی کے خوف سے دیوے رو
اسے کچھ کسی کی خبر نہیں ہوا آہ تو مثل نظیر رو
ترے درد عشق میں اے میاں دل مبتلا کے مزاج کو
نہ خطر رہا نہ خذر رہا جو رہی تو بیخبری رہی

در انتباہ غافلان

جہان ہے جب تلک ایسے کروڑوں شادی و غم ہونگے
ہزاروں عاشق جانباز اور لاکھوں صنم ہونگے
کنار و بوس اور عیش و طرب بھی دمبدم ہونگے
مگر جتنے یہ اپنی صف کے ہیں یہ سب عدم ہونگے
نہ یہ چہلیں نہ یہ دھومیں نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میاں اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

تمہارا اب جو ہے جتنا حسن کا عالم غنیمت ہے
اگر ہے بیش تو بہتر وگرنہ کم غنیمت ہے
ہمارا دیکھنا اور عاشقی کا غم غنیمت ہے
بھروسا کچھ نہیں دم کا عزیزو دم غنیمت ہے

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

چمن مین چل کے بیٹھو اور صراحی جام منگواؤ ۔ پیو بھر بھر کے ساغر تم بھی اور ہمکو بھی پلواؤ
گلے لپٹو ہمارے اور ہمین ہنس ہنس کے بوسہ دو ۔ اجل کافر کھڑی ہے سر پہ اے دلدار سنتے ہو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہماری چشم بیگی اور تمھارے عارض گلگون ۔ غرض تم وقت کے لیلیٰ ہو پیارے اور ہم مجنون
گھڑی بھر کیلئے ہم پاس کر لو عیش بو قلمون ۔ کسی کے کہنے سننے پر نہ جاؤ دیکھو کہتا ہون

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اُچھل لو کود لو ہر جبتلک یہ زور نلیو نمین ۔ غنیمت ہے وہی دم اب جو گذرے رنگ ریون مین
ہمین لو ساتھ اور سیرین کرو پھولونکی گلیون مین ۔ بھر گی پھر تو آخر تن کی اُڑتی خاک گلیون مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

جو آگے عاشق و معشوق تھے سب مل گئے گل مین ۔ اجل کی تیغ سے دونون کے تکلے اوڑ گئے پل مین
نہ قاتل مین رہا جی اور نہ اُس قاتل کے بسمل مین ۔ لو بس اے دلبرو تم بھی یہی سمجھ لو دل مین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر تمنے ہمارے دل کو دکھ دیدے کے ترسایا ۔ غلط فہمی تمھاری یا کہ جسنے تم کو سکھلایا

گیا جب وقت کا فر ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آیا | غرض ہمنے تو اب بھی اور تمھین آگے بھی سمجھایا

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمارے اور تمھارے حق مین اتنو ہی یہی بہتر | کرو دیکھین چاندنی اور سیر دریا کی کرین جاکر
کبھی لپٹین گلے سے اور کبھی کے پئین ساغر | یہی کہنے کو رہ جاویگا آخر ای مرے دلبر

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اک دن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

اگر برسات ہو یا ابر ہو یا مینہ برستا ہو | پہن پوشاک رنگین اور ہمارے گھر مین آ بیٹھو
ادا و ناز و غمزے جو چلے کرنے ہون سو کرلو | فلک کب چین دیتا ہے مری جان پھر تو آخر کو

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ابھی یہ الفتین رہتی ہین اور وان ناز کی گھاتین | غنیمت ہین طمانچے پیار کے اور حیا کی لاتین
جب آنکھین مند گئین سب ہو چکین چتون اشاراتین | کہان پھر دن مزے کے اور کہان یہ عیش کی راتین

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

ہمین ہے بیقراری اور تمھین ہر دم طرحداری | غنیمت ہے ہماری اور تمھاری گرم بازاری
نظیر اب کیا کہے آگے غرض آخر بتا جاری | کہان پھر ہم کہان پھر تم کہان الفت کہان یاری

نہ یہ چہلین نہ یہ دھومین نہ یہ چرچے بہم ہونگے
میان اکدن وہ آویگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے

کورے برتن کی تعریف میں

کورے برتن ہین کیا ری گلشن کی
جس سے کھلتی ہے ہر کلی تن کی
بوند پانی کی اُن مین جب کھنکی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات
قطرہ قطرہ ہے جس کا آب حیات
کورے برتن مین جبکہ آیا ہات
پھر تو آب حیات بھی ہے مات

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے
وہی آنے کی مول کولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے
کیا کہون گولی گولی گولی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بولیان باندھین
ہم نے پانی کی گولیان باندھین
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیان باندھین
دل نے پھولونکی جھولیان باندھین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورا پنہاری کا جو ہے مٹکا
اس کا جوبن کچھ اور ہی مٹکا
لے گیا جان پانوٗن کا کھٹکا
دل گھڑے کی طرح سے دے ٹپکا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوری ٹھلیوں پہ دیکھکر لوٹا
دل لگا ہونے کچھ کھٹر کھوٹا
گرچہ بوٹا وہ قد کا ہے چھوٹا
جس نے دیکھا اُسی کا دل لوٹا

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کورے کوزون کو دیکھ عالم مین
کوزے مصری کے بھر گئے غم مین
یون وہ رہتے ہین آب کے نم مین
جیسے ڈوبے ہون پھول شبنم مین

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

وہ جو کورا سفید جھجھر ہے
جس کی جاگیر ملک جھجھر ہے
بیل بوٹے سے اس جھمک پر ہے
تاش کمخواب یا مشجر ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جس صراحی مین سرد پانی ہے
موتی کی آب پانی پانی ہے
زندگی کی یہی نشانی ہے
دوستو یہ بھی بات مانی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

جتنے نذر و نیاز کرتے ہین
یا کسیکے عزیز مرتے ہین

جب کہ لا پھول پان دھرتے ہیں | وہ بھی کوری ہی ٹھلیاں بھرتے ہیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

خاک سے جبکہ اُنکو گھڑتے ہیں | بندگی سے یہ اپنی بڑھتے ہیں
کوروں پر پھول ہار چڑھتے ہیں | حور و غلمان درود پڑھتے ہیں
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

کوروں پہ جو نظیر جوبن ہے | جو جرے میں کہاں وہ کھن کھن ہے
جس گھڑونچی پہ کورا باسن ہے | وہ گھڑونچی نہیں ہے گلشن ہے
تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات کورے برتن کی

پودنے اور گرگٹ ینگھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے میں آیا | تھا گھونسلا اک پیڑ او پر اُس نے بنایا
اور پودنی اور بچوں کو تھا اُس میں بٹھایا | قد میں تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا
پر دل میں وہ گرگٹ ینگھ سے ٹھہرا تھا سوایا

کوے کو سمجھتا تھا وہ اک مکھی کا بچا | اور چیل کو گنتا تھا وہ نا چیز تپنگا
بگلے کو بچا کوے کا اور بری کو بھنگا | لگڑی سے یہ کہتا کہ تو ہے کیا اری چل جا
بنئے ترے لگڑ کو ہے چٹکی میں اُڑایا

اک روز وہ سارس سے لگا کہنے اُچھلکر | جس پیڑ پہ ہم بیٹھے ہیں ماتا ہے بڑا سر

سارس نے یہ سُن پودنے سے یون کہا ہنسکر ۔۔۔ کیا بات تم ایسے ہی بھاری و تناور

ہر پیڑ کو ہے بوجھ تمھارے نے ہلایا

رہتا تھا وہ جس پیڑ پہ وہ پیڑ تھا برنا ۔۔۔ آ کے کہین اس دشت مین اک ارنی ارنا
خوش آیا اُنھین وان جو ہری گھاس کا چرنا ۔۔۔ ٹھہرایا اُنھون نے اُسی جنگل مین اُترنا

رہنے لگے وہ بھی اُنھین صحرا جو وہ بھایا

وان پودنی اور ارنی مین بہنا پا جو ٹھہرا ۔۔۔ دن کو وہ لگے رہنے خوشی ہو کے اُسی جا
اور رات کو رہنے لگی وہ ارنی کنے جا ۔۔۔ خوش ہو کے لگی رہنے ہوا پیار جو گہرا

دونون نے غرض خوب محبت کو بڑھایا

اک روز وہ ارنی کہین چرتی ہوئی آئی ۔۔۔ اور آتے ہی اُس پیڑ سے بیٹھا اپنی کھجائی
وہ پیڑ ہلا پودنی نے دھوم مچائی ۔۔۔ ہو جاویگی اس بات سے مر دونمین لڑائی

اس تیرے کھجانے نے بہت ہمکو ستایا

ارنی یہ ہنسی سُنکے اور ارنے سے کہا جا ۔۔۔ ارنا بھی ہنسا اور کہا جا پھر تو کھجا آ
اور آ کی کھجانے کو تو یون پودنا بولا ۔۔۔ بدذات یہ تیری نہین تقصیر مین سمجھا

شاید ترے ارنے نے تجھے ہے یہ سکھایا

کل اسکی سزا پاویگا ارنا ترا بدخو ۔۔۔ جو صبح لگی ہونے تو وہ پودنا دلجو
آیا جہان سوتا تھا وہ ارنا پڑا خوش ہو ۔۔۔ دھر بیٹھ گیا کان مین باندھ اپنے پرون کو

پھر پھر گیا اور پردے مین نیچون کو گڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر ۔۔۔ ارنی گری اُس پودنی کے پانون پہ جا کر
جب پودنی نے اُسکے ترس حال پہ کھا کر ۔۔۔ جلدی سے نکالا اُسے آواز سنا کر

گیدڑ نے اُس ہرن کا جو چیتا تھا وان بُرا — پائی اُسی نے اپنی بدی کی وہین سزا
تھا یہ تو نثر مین نے سے نظم مین کیا — پہونچا نظیر جب وہ خوشی ہوکے اپنی جا
کوے کے ساتھ پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ایضاً

کی وصل مین دلبر نے عنایات تو پھر کیا — یا ظلم سے دی ہجر کی آفات تو پھر کیا
غصہ رہا یا پیار سے کی بات تو پھر کیا — گر عیش سے عشرت مین کٹی رات تو پھر کیا
اور غم مین بسر ہو گئی اوقات تو پھر کیا

مجنون کی طرح دل کو اگر ہنسنے لگایا — بیچین کیا روح کو اور تن کو سکھایا
دلبر نے بھی لیلی کی طرح گو کہ نبھایا — جب آئی اجل پھر کوئی ڈھونڈھا تو نہ پایا
قصون مین رہے حرف و حکایات تو پھر کیا

جس شوخ پریزاد کی دل سے ہوئی چاہ — ہر روز ملے اُس سے رہے عیش کے ہمراہ
ہنسنا بھی ہوا باتین بھی اچھی ہی مین دلخواہ — جز بوس و کنار اور جو تھا اُسکے سوا آہ
گر وہ بھی میسر ہوا ہیہات تو پھر کیا

تھے وہ جو در و لعل سے بہتر لب و دندان — آخر کو جو دیکھا تو ملے خاک مین یکسان
جن آنکھون کو ملنا ہو بھلا خاک کے درمیان — دو دن اگر اُن آنکھون نے دنیا مین [illegible]
کی ناز و اداؤن کی اشارات تو پھر کیا

دنیا مین اگر ہمکو ملا تخت سلیمان — تابع رہے سب جن و پری آدم و غلمان
جب تن سے ہوا ہوگئی وہ پیونی سی جان — پھر اُڑ گئی اک آن مین سب حشمت و سب شان
لے شرق سے تا غرب لگا ہات تو پھر کیا

دولت میں اگر ہم ہوئے دارا و سکندر — اور سات ولایت پہ کیا حکم سراسر
جب آئی اجل پھر نہ رہا تخت نہ افسر — اسپ و شتر و فیل و خر و نوبت و لشکر
گر قبر تلک اپنے چلا ساتھ تو پھر کیا

مے پی کے اگر ہو گئے ہم مست شرابی — ہونٹوں سے جدا کی نہ کبھی مے کی گلابی
کی لاکھ طرح عیش کی مستی و خرابی — جب آئی اجل پھر وہیں ہاتھ بھاگے شتابی
رندی میں ہوئے اہل خرابات تو پھر کیا

عامل ہوئے ہم لاکھ اگر نقش لزل سے — لوگوں کو بچایا لئے بھوتوں کے خلل سے
جب آئی اجل پھر نہ چلا زور اجل سے — دیوان کو جو تعویذ و فتیلا و عمل سے
تسخیر کیا عالم جنّات تو پھر کیا

پڑھ علم ریاضی جو منجم ہوئے دھومی — پیشانی مہ و زہرہ و برجیس کی چومی
آخر کو اجل سر کے اوپر آن کے گھومی — اس عمر دو روزہ میں اگر ہو کے نجومی
سب چھان لیئے ارض و سموات تو پھر کیا

گر ہم نے اطبا ہو طبابت کی قسم کی — چیز اور سوا طب کے سرانجام کی کم کی
جب تن کے اوپر مرگ نے آ ڈال دی کملی — اک دم میں ہوا ہو گئے سب نظری و عملی
تھے یاد جو اسباب و علامات تو پھر کیا

گر اک پہ ہوا منصب و جاگیر کا نقشا — اور ایک کو مر مر کے ملا بھیک کا ٹکڑا
کیا فرق ہوا دونوں میں جب مرنا ہی ٹھہرا — اپنے کوئی دن بیٹھ کے آرام سے کھایا
وہ مانگتا در در پھرا خیرات تو پھر کیا

دنیا میں لگا مفلس و درویش سے تا شاہ — سب زر کے طلب گار رہے ماہی سے تا ماہ

مرتا ہے کوئی مال پہ ڈھونڈھے ہے کوئی جاہ — دولت ہی کا ملنا ہے بڑی چیز نظیر آہ
بالفرض ہوئی اُس سے مُلاقات تو پھر کیا

آدمی نامہ

دنیا مین پادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی — اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی — نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ابدال قطب غوث ولی آدمی ہوے — منکر بھی آدمی ہوے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے لیے — اتنی کہ اپنے زور و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا ملا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے کیا تھا جو دعوی خدائی کا — شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا — یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں مین کیا
یان تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی نار ہے اور آدمی ہی نور — یان آدمی ہی پاس ہے اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حُسن و قبح مین ہے یان ظہور — شیطان بھی آدمی ہے جو کرتا ہے مکر و زور
اور ہادی رہنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یان میان — بنتے ہین آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہین آدمی ہی قرآن اور نمازیان — اور آدمی ہی اُنکی چراتے ہین جوتیان
جو انکو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی — اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہے آدمی

پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پکارے ہے آدمی
اور سُنکے دوڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہوے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے مین ڈال
یان آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی شادی ہے اور آدمی بیاہ
قاضی وکیل آدمی اور آدمی گواہ
تاشے بجاتے آدمی چلتے ہین خواہ مخواہ
دوڑے ہین آدمی ہی تو مشعل جلا کے راہ
اور بیاہنے چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی نقیب ہو بولے ہے بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہین اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیان دوڑے بغل مین مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہین دوڑتے کہار
اور اسمین جو چڑھا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بیٹھے ہین آدمی ہی دکانین لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہین رکھ سر پہ خونچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کس کس طرح کی بیچین ہین چیزین بنا بنا
اور مول لے رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی قہر سے لڑتے ہین گھور گھور
اور آدمی ہی دیکھ انھین بھاگتے ہین دور
چاکر غلام آدمی اور آدمی مزدور
یان تک کہ آدمی ہی اُٹھاتے ہین جا ضرور
اور جسنے وہ پھرا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

طبلے مجیرے دائرے سارنگیان بجا
گاتے ہین آدمی ہی ہر اک طرح جا بجا
رنڈی بھی آدمی ہی نچاتے ہین گت لگا
اور آدمی ہی ناچے ہین اور دیکھ پھر مزا

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یان آدمی ہی لعل و جواہر ہین بے بہا　　اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جون توا　　گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا

بدشکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہین جنکے یہ کچھ زرق برق ہین　　روپے کے اُنکے پاؤن ہین سونیکے فرق ہین
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہین　　کمخواب تاش شال دوشالون مین غرق ہین

اور چیتھڑون لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہین کہ جنکے بچھے ہین نئے پلنگ　　پھولونکی سیج اُنپہ چھپکتی ہے تازہ رنگ
سوتے ہین لپٹے چھاتی سے معشوق شوخ و شنگ　　سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہین رنگ ڈھنگ

اور خاک مین پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرتے ہین آدمی ہی کفن کرتے ہین تیار　　نہلا دھلا اُٹھاتے ہین کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہین روتے ہین زار زار　　سب آدمی ہی کرتے ہین مردیکے کاروبار

اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر　　یہ آدمی ہی کرتے ہین سب کار دلپذیر
یان آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر　　اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر

اور سب مین جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

ایضاً

دیکھ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پھر کہان　　یہ بہار عیش یہ شور جوانی پھر کہان
ساقی و مطرب شراب ارغوانی پھر کہان　　عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پھر کہان

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پھر کہان

یہ جو بانکے گلبدن ملتے ہین سو سوگھات سے
ایک دم ہرگز جدا مت ہو تو انکے سات سے
کچھ مزے کچھ لوٹ خط ان گلرخون کی ذات سے
جسقدر پینا ہو پی لے پانی انکے ہات سے
آب جنت تو بہت ہوگا یہ پانی پھر کہان

یہ جو کڑوے ہو کے ہمکو اب جھڑکتے ہین یہان
اُٹھ سکے جبتک اُٹھا اے دل تو انکی سختیان
انکی تلخی مین ہزارون ہین بھری شیرینیان
لذتین جنت کے میوے کی بہت ہونگی وہان
پر یہ میٹھی گالیان خوبان کی کھانا پھر کہان

رہ وہین اے دل سدا محبوب رہتے ہین جہان
جو تجھے دیوین سو لے او غنیمت اسکو جان
کر لے اُنکی خدمتین ہردم دل و جان سے میان
وان تو ہان حورون کے گہنے کے بہت ہونگے نشان
ان پریزادون کے چھلونکی نشانی پھر کہان

ہو سکے جبتک سنے دوستونکی واردات
جس گھڑی آئی قضا کوئی نہ پھر پوچھیگا بات
اور بیان کر آگے اُنکے ہون جو تجھپر مشکلات
اُلفت و مہر و محبت سب جیتے جی کے سات
مہربان جب اُٹھ گئے یہ مہربانی پھر کہان

اب جو آغاز جوانی کی بہارین ہین میان
نشہ پیکر کوئی دم کرلے تو سیر بوستان
عیش و عشرت مین اُڑا لے زندگی کی خوبیان
واعظ و ناصح بکین تو انکے کہنے کو نہ مان
دم غنیمت ہے میان یہ نوجوانی پھر کہان

ہو کے ہردم خوبرویون کی محبت مین اسیر
وصف اب انکا جو کرنا ہے تو کرلے دلپذیر
کھا نگاہِ سرمہ سائی ناوکون کے دل مین تیر
جا پڑے سے چپ ہو کے جب شہر خموشان مین نظیر
یہ غزل یہ ریختہ یہ شعر خوانی پھر کہان

روٹیون کی تعریف مین

جب آدمی کے پیٹ مین آتی ہین روٹیان
پھولی نہیں بدن مین سماتی ہین روٹیان
آنکھین پریرخون سے لڑاتی ہین روٹیان
سینے اوپر بھی ہاتھ چلاتی ہین روٹیان
جتنے مزے ہین سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے جس کا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا پھرے ہے کیا وہ اُچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اُچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی شراب صنم ساقی اُس سوا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین روٹیان

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتون کا اُسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہین نور سب مین یہی خاص نور ہے
اِس نور کے سبب نظر آتی ہین روٹیان

آوے توے تنور کا جس جا زبان پہ نام
یا چکی چولھے کا جہان گلزار ہو تمام
وان سر جھکا کے کیجیے ڈنڈوت اور سلام
اسواسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہین مقام
پہلے انھین مکانون مین آتی ہین روٹیان

اِن روٹیون کے نور سے سب دل ہین پور پور
آٹا نہین ہے چھلنی سے چھن چھن گرے ہے نور
پیڑا ہر ایک اُسکا ہے برفی و موتی چور
ہرگز کسی طرح نہ بجھے پیٹ کا تنور
اِس آگ کو مگر یہ بجھاتی ہین روٹیان

پوچھا کسی نے یہ کسی کامل فقیر سے
یہ مہر و ماہ حق نے بنائے ہین کاہے کے
وہ سُنکے بولا بابا خدا تجھکو خیر دے
ہم تو نہ چاند سمجھین نہ سورج ہین جانتے
بابا ہمین تو یہ نظر آتی ہین روٹیان

پھر پوچھا اُسنے کہیے یہ ہے دل کا نور کیا
اسکے مشاہدہ مین ہے کھلتا ظہور کیا
وہ بولا سُنکے تیر اگیا ہے شعور کیا
کشف القلوب اور یہ کشف القبور کیا

جتنے ہین کشف سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی جب آئی پیٹ مین سو قند گھل گئے
گلزار پھولے آنکھو مین اور عیش تل گئے
دو تر نوالے پیٹ مین جب آکے ڈھل گئے
چودہ طبق کے جتنے تھے سب بھید کھل گئے

یہ کشف یہ کمال دکھاتی ہین روٹیان

روٹی نہ پیٹ مین ہو تو پھر کچھ جتن نہو
میلے کی سیر خواہش باغ و چمن نہ ہو
بھوکے غریب دلکی خدا سے لگن نہ ہو
سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہو

اللہ کی بھی یاد دلاتی ہین روٹیان

اب آگے جسکے مال پوے بھر کے تھال ہین
پورے بھگت اُنھین کہو صاحب کے لال ہین
اور جنکے آگے روغنی اور شیر مال ہین
عارف وہی ہین اور وہی صاحب کمال ہین

پکی پکائی اب جنھین آتی ہین روٹیان

کپڑے کسی کے لال ہین روٹی کے واسطے
لمبے کسی کے بال ہین روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہین روٹی کے واسطے
سب کشف اور کمال ہین روٹی کیواسطے

جتنے ہین روپ سب یہ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی سے ناچے پیادہ وہ قواعد دکھا دکھا
اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا
اور اس سوا جو غور سے دیکھا تو جا بجا

سو سو طرح کے ناچ دکھاتی ہین روٹیان

روٹی کے ناچ تو ہین سبھی خلق مین پڑے
کچھ بھانڈ بھگتیے نہین پھرتے ہین ناچتے

سے رنڈیاں جو ناچے ہیں گھونگھٹ کو مُنھ پہ لے
گھونگھٹ نہ جانو دوستو تم زینہار اُسے
اِس پردے مین یہ اپنے کماتی ہین روٹیان

دنیا مین اب بدی نہ کہین اور نکوئی ہے
یا دشمنی و دوستی یا تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے
سب کوئی ہے اُسی کا کہ جس ہاتھ دوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہین روٹیان

روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر
روکھی ہی روٹی حق مین ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا فطیر
گیہوں جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہمکو تو سب طرح کی خوش آتی ہین روٹیان

تربوز کی تعریف مین

کیون نہو سبز زمرد کے برابر تربوز
کرتا ہے خشک کلیجہ کے تئیں تر تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز
جسطرف دیکھیے بہتر سے ہی بہتر تربوز
اب تو بازار مین بکتے ہین سراسر تربوز

کتنے ہین کھاتے نزاکت سے تراش اسمین دھر
تاکہ سینہ ہو خنک سردی مین ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کے پیتے ہین کٹورے بھر بھر
کتنے بیجون کو سُکتے ہین خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہین کفایت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہین اتنے کہ ذرا نام لیے
ہونٹھ چپکے ہین جدا دانت ہین کرکر بجتے
شب کو دو چار منگا کر جو تراشے مین نے
کیا کہون مین کہ مٹھائی مین وہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

مجھسے کل یار نے منگوایا جو دے کر پیسا
اُسکے ٹانکے جو لگائے تو وہ کچا نکلا

دیکھ تیوری کو چڑھا ہو کے غضب طیش میں آ ‌‌ ‌ کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اُٹھا کر یہ مرا سر تربوز

جب کہا میں نے میاں یہ تو نہیں ہے کچا ‌ ‌ ‌ اور کچا ہے تو میں پیٹ میں پیٹھا تو تھا
اسکے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا ‌ ‌ ‌ لاٹھی پاٹی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
کھینچ مارا مرے سینہ پہ اُٹھا کر تربوز

کیوں میاں ہمکو جو تم کرتے ہو ککڑی کھیرا ‌ ‌ ‌ کوسنا ہر گھڑی ہر آن کا ہوتا ہے بُرا
تم کو تو پڑ گیا ملنے کا رقیبوں سے مزا ‌ ‌ ‌ جھوٹی قسمیں یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا
کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیار سے جب ہے وہ تربوز کبھی منگواتا ‌ ‌ ‌ چھلکا اُسکا مجھے ٹوپی کی طرح دے ہے پنھا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤں گا مزا ‌ ‌ ‌ کیا کہوں یارو میں اُس شوخ کے ڈر کا مارا
دو دو دن رکھے ہوئے پھرتا ہوں سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار ‌ ‌ ‌ قتل کرتا ہے عزیزوں کے تئیں لیل و نہار
کل مرا اُس کی گلی میں جو ہوا آ کے گذار ‌ ‌ ‌ اسطرح سر کے شہیدوں کا پڑا تھا انبار
جیسے بازار میں تربوز کے اوپر تربوز

تھی جنھیں آگے ترے قند سے ہونٹوں پہ نگاہ ‌ ‌ ‌ آرزو ہی میں وہ سب مر کے ہوئے خاک سیاہ
اُن شہیدوں کی بھی کچھ تجھکو خبر ہے واللہ ‌ ‌ ‌ بوسے لینے کی تمنا میں تہ خاک سیاہ
وہی حسرت زدہ اب نکلے ہیں بنکر تربوز

رات اُس شوخ سے میں نے یہ پہیلی میں کہا ‌ ‌ ‌ بھیگی بکڑی کسے کہتے ہیں بتاؤ تو بھلا
اس پہیلی کے تئیں سنکے بڑی سوچ میں آ ‌ ‌ ‌ جب نہ سمجھا تو کہا ہار کے اب تو ہی بتا

سُنکے جب مین نے کہا اے مرے دلبر تربوز

اب تو اُس شوخ کا تربوز ہی لوٹے ہے مزا — وہ تو ٹھنڈا ہووے میرا جگر ہے ٹھنڈا

رونا کسطور نظیر اب نہ مجھے آوے بھلا — پھانک بیجون کی بھری لے ہو وہ جب نہانے لگا

تب لپٹ جاتا ہے کیا پیار سے ہنسکر تربوز

خمسہ بر غزل اصغر

وہ رنگ کہین لعل بدخشان مین آیا — اقلیم مین کہین وہ زرِ غلطان مین آیا

یاقوت مین الماس مین مرجان مین آیا — جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا

بے رنگ بھر رنگ ہر اک شان مین آیا

بو ہوکے ہر اک پھول کی پتی مین بسا ہے — موتی مین ہوا آب ستارون مین ضیا ہے

تنہا نہ ہمارے ہی وہ شہرگ سے ملا ہے — نزدیک ہے وہ سب سے جہان اُس سے بھرا ہے

جب چشم کھلی دلکی تو پہچان مین آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالان — کیا باغ چمن غنچہ کیا زیرِ خیابان

سب کے یہی بات پکارین ہین ہر آن — گل بھی وہی ہے سنبل وہی نرگس وہی ریحان

اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن — کیا وحشی و طائر نہین اک دم کوئی اُس بن

ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھین — اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن

مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

مٹی سے کہین خاک کا پتلا وہ ہوا ہے — یا روح بن اُس خاک کے پتلے مین گھسا ہے

آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے — حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے

جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

اگر امین دیتا ہے وہ سینے مین لگا آگ — اور حال کہین کرتا ہے لا مُنہ کلے دیپک راگ
جو اُسکے شناسان ہین یہی کہتے ہین بے لاگ — مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ

ہر راگ مین بولا وہ ہر اک تان مین آملا

کیا چمپئی کیا لپتئی کیا اخضر و احمر — کیا سوسنی کیا کشمکلی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظیر اس چمن دہر کے اندر — بے رنگ کے رنگون کو ذرا دیکھلے اصغر

سو طرحکے عالم کے خیابان مین آیا

وله

در بیان شب برات

کیونکر کرے نہ اپنی نمود اری شب برات — چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندونکی ہے زبان کی مزیداری شب برات — مردونکی روح کی ہے مددگاری شب برات

لگتی ہے سب کے دلکو غرض پیاری شب برات

شکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہین — گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ اُن سے ادھورے ہین
شکر نہ گڑ کا جنکے وہ پر کرت لنڈورے ہین — اور وہ کہ بیٹھے حلوے چپاتی کو گھورے ہین

اُنکی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دولتون مین جو زردار ہین بڑے — قند ونکے حلوے روغنی نانین بنے کھڑے
پہونچانے خوان پھرتے ہین نوکر کئی بڑے — زندے بھی راہ تکتے ہین مردے بھی ہین کھڑے

ان خوبیونکی رکھتی ہے طیاری شب برات

ٹھلیان چپاتی حلوے کی تو سب مین چال ہے — ادنا غریب کے تئین یہ بھی محال ہے

کالے سے گڑ کی لپٹی کڑھی کی مثال ہے — پانی بکی ہانڈی گیہونکی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسی دکھیا لیسنماری شب برات

اور جسکی ہے یہ تمنا کی فاتحہ — دریا پہ جاکے دیتے ہین باباکی فاتحہ
بٹھیاریگی تنور پہ نانا کی فاتحہ — حلوائی کی دکان پہ دادا کی فاتحہ
یان تک تو اُنیہ لاتی ہے ناچاری شب برات

وارث ہین جنکے جیتے وہ مُردے بھی آن کر — حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہین پیٹ بھر
جنکا کوئی نہین ہے وہ پھرتے ہین دربدر — اور ونکے لگتے پھرتے ہین کونون سے گھر بگھر
اُنکی ہے کھاری تون سے بھی کھاری شب برات

ملّا جو دیتے فاتحہ گھر گھر مین جاتے ہین — حلوا کہین کہین وہ چپاتی اُڑاتے ہین
مفلس جو کم بلاوے تو تندور کو چھپاتے ہین — شکر کا حلوا سنتے ہی بس دوڑے جاتے ہین
کٹتے ہوے یہ دل مین اہا ہاری شب برات

بھوڑے سے لٹو تو بڑے ہر دم بنا کے جو — حاکم کا پیادہ کہتا ہے یون اُن سے تلخ ہو
پکڑے بدن بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو — چھپ کر چلاؤگے تو دلاوے گی صبح کو
تم سے جو ترے مین گنہگاری شب برات

پھرتے ہین عشق باز جو لڑکے کی گھات مین — ٹونٹا ہی بنا کے دیتے ہین لڑکے کے ہاتھ مین
مہتابی اُنکے چھوڑے ہین لڑکے جو رات مین — کیا زرکیان ہی چھوڑتے ہین ہنس ہنس کے بات مین
کرتی ہے کام اُنکے سے یون جاری شب برات

معشوق جو بہار حسن کے ہین پا کیا زیار — گلکاری چھوڑے ہین جہان محبوب گلعذار
کہتے ہین انکو دیکھ کے آنکھون مین کرکے پیار — کیا چاہیے میان تمھین ہتھ پھول اور انار

تم پر تو آپ ہوتی ہے اب واری شب برات

کھنچکر اپنے دم مین کہین چرخ کھاتے ہین
ٹوٹے ہوائی سنگ کہین اُڑ اُڑ کے آتے ہین
ریٹے ریٹ پٹاخے کہین غل مچاتے ہین
لڑکون کے باندھ غول کہین اڑنے جاتے ہین
کرتے ہین پھر تو ایسی دھوان دھاری شب برات

آکر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آکر پڑی چھڑی
ہوگی گلے کا ہار پٹاخے کی ہر لڑی
پانؤن سے لپٹے شور مچاکر قلم تڑی
کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جلگیا آنکھین جھلس گئین
چھاتی کسی کی جل گئی بانہین جھلس گئین
ٹانگین بچین کسی کی تو رانین جھلس گئین
مونچھین کسیکی پھک گئین پلکین جھلس گئین
رکھے کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

کوئی دوستونکو دل مین سمجھتا ہے اپنے غیر
کوئی دشمنون سے دل کا نکالے ہے اپنے بیر
کہتا ہے وان نظیر بھی آتش کی دیکھ سیر
یارب تو سبکی کیجیے برسا برس کی خیر
بے طرح کر رہی ہے نموداری شب برات

بیان خواب دیکھنے مین

یارو ذرا سنو یہ عجب سیر ہے بڑی
صحن چمن مین ابر کی آکر لگی جھڑی
پیکر شراب عیش کی ہردم کڑی کڑی
کل بے خبر جو رات کو سویا مین جس گھڑی
اُس خواب مین مجھے اک عمارت نظر پڑی

آئی نظر جو مجھکو وہ نادر محل سرا
دل مین پری کے باغ کا مجھکو یقین ہوا
جب اُس مکان کے پاس مین دوڑتا ہوا گیا
دیکھون تو اُسکا ہے در دولت سرا کھلا

آیا جو دل مین دیکھیے چل کر کوئی گھڑی

پہونچا مین جبکہ اُس چمن زرفشان مین
عالم سنہرے پردو نمین اور سائبان مین
جھمکے مکان جو اُسکے مرے آن آن مین
کیا دیکھتا ہون جاکے مین ہراک مکان مین
سونیکی کان ہے کہ یہی پھرتی ہے پڑی

گلشن کہین ہے شیشہ صراحی کہین ہے جام
تھی نقرئی زمین تو سنہرے تمام بام
فرش طلا کہین کہین یکسر جڑت کا کام
طاق و رواق اُسکے چمکتے تھے یون مدام
گویا کہ اینٹ اینٹ جواہر کی ہے جڑی

دیکھی جو مین نے ہاے یہ کافر سی مہ لقا
صورت وہ قہر چاند سا ٹکڑا وہ بے بہا
اوپر نظر گئی جو مری سر سے تا بپا
اور حسن کا بیان تو ہوتا نہین ذرا
نقشہ وہ جسکے پانؤن پہ لوٹے پری پڑی

خونریز ابرو جان کی قاتل ہر اک نگاہ
منہدی سے انگلیون نے کیے خون بے گناہ
مژگان وہ برچھیون کو لیے تل رہی سپاہ
آنکھون مین کھنچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ
پڑ جائے جس سے دل مین فرشتون کے ہڑبڑی

زلفین وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا
کہنے کا وصف یا کہ بدن کی کہون صفا
جگنو رہا گلے مین ستارہ سا جگمگا
جاتا تھا سرخ جوڑے مین تن یون جھمک دکھا
گویا شفق مین آن کے بجلی چمک پڑی

رکھے تھی اُسگھڑی تو یہ عالم وہ مہ جبین
جسدم سے آنکھ مری آنکھون نے وان جو ہین
شاید کہ اسطرح کی نہو گی پری کہین
دیکھی جو اُس بہار کی کافر وہ نازنین
دل لوٹ پوٹ ہو گیا جان غش مین جا پڑی

کیا کیا کہوں میں شوخ کے عالم بناؤ کا — تصویر بن رہی تھی لگا سر سے تا بپا
اُس دم بندھی تھی اُسکی غضب آن کر ہوا — کافر کھڑی ہوئی تھی عجب ڈھب سے بن بنا
اک ہاتھ میں تھا آئینہ اک ہاتھ میں چھڑی

دیکھی جو میں نے وان یہ طلسمات کی ہوا — عالم جواہرات کا ہر جا جھمک رہا
اُسکے جھمک جھمک کی بہاریں جو میں نے کیا — چمکا جو وہ مکان مری آنکھوں میں نور سا
حیرت سے عقل آن کے چکر میں جا پڑی

ایسا مکان تو میں نے نہ دیکھا تھا نے سُنا — دیوانہ ہو میں چارو نطرف دیکھنے لگا
چاہا کہ دیکھوں کوٹھے کے اوپر نظر اُٹھا — اتنے میں اِک طرف سے جو پردہ سا اُٹھ گیا
بجلی سی کچھ چمک گئی آنکھوں میں اُسگھڑی

آ کر کھڑی ہوئی تھی جو وان ناگہان وہ شوخ — لیتی تھی ہر نگاہ میں عاشق کی جان وہ شوخ
کچھ چلبلی نگاہ تھی کچھ انکھڑیان وہ شوخ — کرتی تھی سیر چارون طرف کی جو وان وہ شوخ
اتنے میں پھرتی اُسکی نظر مجھپہ آپڑی

اُسکی نگہ کے آنے کا میں کیا کرون بیان — بجلی تھی یا کہ تیر تھی گولی تھی یا سنان
میری طرف کو دوڑ کر آتے ہی ناگہان — میری نظر بھی دوڑ کے اُسکی نظر سے ملی
ایسی لڑی کہ خوب لڑی خوب ہی لڑی

یارے نظر کے لڑتے ہی کچھ کم ہوا حجاب — اُلفت کی آگ کے دونوں طرف سے کھنچی طناب
اتنے میں دیکھ دیکھ کے وہ رشک ماہتاب — اکبار کھلکھلا کے ہنسی اور اُتر شتاب
کافر وہ میرے پاس ہی آ کر ہوئی کھڑی

کہنے لگی کہ تو نے بلایا ہے کیون مجھے — وے خواب کو دعا کہ نہ پاتا تو یون مجھے

چاہت میں اپنی مُدعا ہوا دیکھا جوں مجھے ہنسکر لپٹ گلے سے لگی کہنے یوں مجھے
آ اس محل میں چل کے کریں عیش دو گھڑی

اُس گلبدن سے جبکہ ملی مجھکو آکے داد مارے خوشی کے کچھ نہ رہی تن بدن کی یاد
کیونکر بھلا نہ عیش و طرب دل کو ہو زیاد میری تو اُس پری سے یہی عین تھی مُراد
سُنتے ہی دل کی کھلگئی ہر ایک پھلجھڑی

پالا پڑا جو مجھکو اُس آبِ حیات سے جان آگئی بدن میں مرے اُسکی بات سے
آخر کو لے چڑھی مجھے کوٹھے پہ گھات سے دو چار جام مجھکو پلائے اپنے ہات سے
سو ناز سے پلنگ پہ مرے پاس آپڑی

آنیسے اُسکے کھِلگیا دلکا مِرے چمن عیش و طرب کے ابھی پڑنے لگی بھرن
نازک کمر وہ صاف شکم اور وہ نرم تن گل سا ملا وہ مجھکو نیا گُدگُدا بدن
رگ رگ میں میری چھُٹ گئی عشرت کی پھلجھڑی

لے کر بغل میں اُسکو لگایا جو مین گلے سو عشرتوں کے دل پہ مرے کھل گئے در بے
حاصل ہوئے جب آن کے سب عیش اور مزے سینہ سے سینہ ملگیا اور لب سے لب ملے
لٹنے لگی بہار مزونکی دھڑی دھڑی

ایدھر تو جوشِ حسن ادھر حسن اور جنون ناز و ادا کی ہونے لگی آکے دھوپ چھون
اُن عشرتوں میں آہ نصیبونکو کیا کہوں چاہا میں اُس پری سے جو کچھ اور کہوں
اتنے میں ہائے یار مری آنکھ کھل پڑی

یہ حادثہ جو مجھپہ پڑا آکے یک بیک آنکھوں سے میری لگ گئی آنسو ٹپ ٹپک
نیند اُڑ گئی قرار گیا جل گئی پلک جاگا کیا نظیرؔ میں پھر آہ صبح تک

کیا لگتی آنکھ وہ کہ جو اُس شوخ سے لڑی

دربیان انعام ہائے خداے زمین و آسمان عز اسمہٗ

ولہ

ای دل کہین تو جا کے نہ اپنی زبان ہلائے — اور درد اپنے دل کا کسیکو تو مت سنائے
مانگ اُس سے جسکے ہاتھ سے تو پیٹ بھر کے کھائے — مشہور یہ مثل ہے کہون کیا مین تجھسے ہائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

قادر قدیر خالق و حاکم حکیم ہے — مالک ملیک حیؐ و توانا قدیم ہے
دونون جہان مین ذات اُسی کی کریم ہے — یعنے اُسی کا نام غفور رحیم ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

ستار ذوالجلال خداوند کردگار — رزاق کارساز مددگار دوستدار
انسان دیو جن و پری فیل و مور و مار — جاری اُسی کے ہاتھ سے ہین سب کے کاروبار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

کہنے کے تئین اگرچہ وہ اب بے نیاز ہے — پر سب نیازمندون کا سپر ہی ناز ہے
حقیقت ہین بندے سب کا وہ بندہ نواز ہے — جتنی ہے خلق سب کا وہی کارساز ہے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اہل جہان مین جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ — نے پانون پڑ کسی کے تو اے دل نہ جوڑ ہاتھ

دو ہاتھ والے جتنے ہین ان سب سے موڑ ہاتھ ‌ اُس سے ہی مانگ جسکے ہین اب سوکروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اُسکے سوا کسی کے گئے گر تو جائے گا ‌ اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے یونہین تو خالی پھر آئیگا ‌ بن حکم اُسکے یار تو اِک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر سیم و لعل دُر کو تو باری اُسی سے مانگ ‌ صندوق مال و دھن کے پٹاری اُسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگتا ہے تو جا رے اُسی سے مانگ ‌ کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیارے اُسی سے مانگ

غیر از خدا کے کسمین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن بھی لُٹوا لائے ‌ اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا مُنھ چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے ‌ گر چلو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر دار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار ‌ یہ سب اسی سے مانگین ہین دولت بار بار
ہرگز کسی کے سامنے مت ہاتھ کو پسار ‌ پوری ترے اُسی کے دیے سے پڑیگی یار

غیر از خدا کے کس مین ہے قدرت جو ہاتھ اُٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

زر دار اور مالدار کے مت پھر تو آس پاس
ماں باپ یار دوست جگر سب ہو ہراس
محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہی جی اُداس
ہر دم اُسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج کیا سریر
اللہ ہی ہے غنی میاں ہیں اور سب فقیر
جو مانگتا ہے اُس سے ہی مانگو میاں نظیر
غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

در بیان مکائد اہل دنیا

کیا کیا فریب کہیے دنیا کی فطرتوں کا
جب دوست ملکے لوٹیں اسباب مشفقوں کا
مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
پھر کس زبان سے شکوہ اب کیجیے دشمنوں کا
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردن کو بھی اُچکا تو چور رات میں ہے
اُسکی بغل میں پیتی تیغ اُسکے ہاتھ میں ہے
ٹھگ ٹھٹ کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات گھات میں ہے
وہ اِسکی فکر میں ہے یہ اُسکی گھات میں ہے
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور چھچھو پرانت اپنے کار میں ہے
قزاق جس مکان پہ فکر سوا میں ہے
اور صبح خیز یا بھی اپنی بہار میں ہے
پیادہ غریب اُسکا پھر کس شمار میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

اس راہ مین جو آیا اسوار کھکے گھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
سو یا سرا مین جا کے تو چور نے جھنجھوڑا
تیغا رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

نادان کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ
کپڑے بغل مین مارے اور لے لیا دوشالہ
دانا ملا تو اسمین گھولا دھتورہ کالا
ہوتے ہی غافل اسکو پھانسی مین کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

پیسے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
پھر جیب گٹھری مین لاوے ہے کون ایسا چترا
سیانا بھی چوک کھاوے یہ فن ہے وہ دھنترا
کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی یہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستونکا

چڑیا نے دیکھ غافل کپڑا ادھر گھسیٹا
کوے نے وقت پا کر چڑیا کا پر گھسیٹا
چیلوں نے مار پنجے کوے کا سر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانہ کھا کر کرے کنارا

تھا بوجھ چڑھا تو اُس کا دانہ وہ کھا سکا نہ — اور کچھ بھی چال چوکا تو وہین چال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

نکلا ہے شیر گھر سے گیدڑ کا گوشت کھانے — گیدڑ کی دھن لگا دے خود شیر کو کھانے
کیا کیا کرے ہین باہم مکر و دغا بہانے — یان وہ بچا نظیر اک جسکو رکھا خدا نے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگون کا
یان ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستون کا

خمسہ بر غزل قدرت

آہ یہ کس شعلہ رو سے طبع اپابوس ہے — جو سپند آسا جگر اُس آگ کا مانوس ہے
اور تپ غم کی طپش جہرے اوپر محسوس ہے — کسکی نیرنگی یہ برق شعلۂ فانوس ہے
جو شرر اُس سے اُٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

بزم مین تیری صنم جسدم یہ چشم تر گئے — مر گئے پھر جی اُٹھے تڑپا کئے دُکھ بھر گئے
دیکھ تیرے عشق مین کیا کیا ہوا اے گھر گئے — صبر اور تسکین یان سے کوچ کب کا کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

ہمنشین احوال اپنا کوئی کیا تجھسے کہے — آدمیت سے گئے سودا ہوا رسوا ہوئے
خود بخود یہ دل مین بیخود اب خیال اُٹھنے لگے — کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی مُلک روم ہے اور سر زمین روس ہے

جائیے جب واں تو کس عشرت سے کیجے زندگی — مثل گل کے نزہت و فرحت سے کیجے زندگی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — سب طرح سے راحت و حشمت سے کیجے زندگی

اِس طرف آوازِ طبل اور اُدھر صدائے کوس ہے

یہ خیالِ خام اپنے دل مین باندھے تھے پڑے
کُھل رہے ہے تجھے عیش و عشرت کے طبیعت پر درے

جب زبان و دل سے باہم یہ سخن ہونے لگے
سُنتے ہی عبرت پکاری کہ تماشا مین تجھے

چل دکھاؤن تو جو حرص و آز کا محبوس ہے

مین گئے جانا سے چلیگی یہ گلستانکی طرف
یا کنارِ آب یا خرم بیابان کی طرف

نہ وہ سہیر الیگئی نے باغ و بستانکی طرف
لیگئی اکبار گی گورِ غریبانکی طرف

جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مین جو وان پہونچا تو اُسجا ڈھیر دیکھے خاک کے
کوئی بے سایہ کہین سایہ کسی پر کیا کرے

اُنکے بیچ عبرت پکڑ کر ہاتھ میرا خوف سے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت اقلیم دیتی تھی خراج
یہ وہ ہے جسکو کہ ہفت افلاک سے اکثر تھا تاج

یہ وہ ہے جسکا فرشتہ کو نہ ملتا تھا مزاج
پوچھو تو انسے کہ مال و حشمتِ دُنیا ہے آج

کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

کر دیا ہی عشق کے غم نے تو بے طاقت تجھے
اِس مرض کی بے طرح لپٹی ہی آبِ آفت تجھے

بس یہ کہتا ہی نظیر اب نکتۂ حکمت تجھے
گر نہ بخشے شافعِ محشر شفا قدرت تجھے

عارضے سے تیرے تو حیران جالینوس ہے

ولہ

شہر آشوب

ہے اب تو کچھ سخن کا مرے کاروبار بند
رہتی ہی طبع سوچ مین لیل و نہار بند

در یا سخن کی فکر کا ہے مجھ پہ جار بند
ہو کسطرح نہ منھ مین زبان بار بار بند
جب آگرے کی خلق کا ہو روزگار بند

بے روزگاری نے یہ دکھائی ہے مفلسی
کوٹھے کی چھت نہین ہے یہ چھائی ہے مفلسی
دیوار و در کے بیچ سمائی ہے مفلسی
ہر گھر مین اسطرح سے بھر آئی ہے مفلسی
پانی کا ٹوٹ جاوے ہے جون ایکبار بند

کڑیان جو سال کی تھین بکین تو اگلے سال
ناچار قرض دام سے چھپر لیے ہین ڈال
پھونس اور چھپرے اُسکے ہین جو کے سر کے بال
اُس گھر سے پھونس سے ہے یہ اُن چھپرون کا حال
گویا کہ اُنکے بھول گئے ہین چمار بند

دنیا مین اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست
اور بے زری مین گھر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا انتظام نہ نوکر کا بندوبست
مفلس جو مفلسی مین کرے گھر کا بندوبست
مکڑی کے تار کا ہے وہ نا اُستوار بند

کیسا نہ گٹھری بیچ نہ تھیلی مین زر رہا
خطرہ نہ چور کا نہ اُچکے کا ڈر رہا
رہنے کو جنکو اُٹر کا پھوٹا کھنڈر رہا
کھنکھار رہا گئے کا نہ مطلق اثر رہا
آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

اب آگرے مین جتنے ہین سب لوگ ہین تباہ
آتا نظر کسی کا نہین ایک دم نباہ
مانگو عزیزو ایسے بُرے وقت سے پناہ
وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہین آہ
کسب و ہنر کے یاد ہین جنکو ہزار بند

صراف بنیے جوہری اور سیٹھ ساہوکار
دیتے تھے سب کو نقد سو کھاتے ہین اب ادھار
بازار مین اُڑے ہے پڑی خاک بیشمار
بیٹھے ہین یون دوکانون پہ اپنی دوکاندار

جیسے کہ چور بیٹھے ہون قیدی قطار بند

سوداگرون کو سود نہ بیوپاری کو فلاح — بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے یافت نہ بازاری کو فلاح — دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یان تک ہوا ہے آن کے لوگونکا کار بند

مارے ہین ہاتھ ہاتھ پہ سب یان کے دستکار — اور جتنے پیشہ دار ہین روتے ہین زار زار
کوٹے ہی تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار — کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہین ہے یار
چھتیس پیشہ والونکے ہین کاروبار بند

زر کے بھی جتنے کام تھے وہ سب اٹک گئے — اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
زردار اُٹھ گئے ہین تو بنیئے سرک گئے — چلنے سے کام تارکشونکے بھی تھک گئے
کیا حال پتلے کھینچے جو ہوجاوے تار بند

بیٹھے بساطی راہ مین تنکے ہی چنتے ہین — جلتے ہین نان بائی تو بھڑبھونجے بھنتے ہین
دُھنیے بھی ہاتھ ملتے ہین اور سر کو دُھنتے ہین — روتے ہین وہ جو مشروعِ دورائی بنتے ہین
اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازار بند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے — مطلق اُسے خبر نہین کاغذ کے بھاؤ سے
ردی قلم دوکان مین نہ ٹکڑے ہین ٹاٹ کے — یان تک کہ اپنی چٹھی کے لکھنے کے واسطے
کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے اُدھار بند

لوٹے ہین گرد پیش جو قزاق راہ مار — بیوپاری آتے جاتے نہین ڈر سے زینہار
کوتوال روئین خاک اُڑاتے ہین چوکیدار — ملاحونکا بھی کام نہین چلتا میرے یار
ناوین ہین گھاٹ کی سب وار پار بند

ہر دم کمان گروں کے اوپر پیچ و تاب ہیں
صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
مرتے شبیہہ ساز مصور کباب ہیں
نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یاں تئیں ہے مفلسی کا زور
پیسا کہاں جو سان پہ ہو استروں کا شور
کانپے ہے سر بھگوتے ہوئے اسکی پور پور
کیا بات ایک بال کٹے یا تراشئے کور
یاں تک ہے استرے دہنی کی دھار بند

لذت ہے جنکو حسن کے نقش و نگار سے
محبوب ہیں جو غنچہ دہن گلعذار سے
آویں اگر وہ لاکھ طرح کی بہار سے
کوئی نہ دیکھے انکو نظر بھر کے پیار سے
ایسے دلوں کے ہو گئے آپس میں کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا
اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا
لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا
کیوں روزی یوں ہیں کی مرے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پاؤں کے کوڑی نہ ہاتھ آئے
بیکار کب تلک کوئی قرض ادھار کھائے
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے
آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمیں تو ہائے
دشمن کا بھی خدا نکرے کاروبار بند

آمد نہ خادموں کے تئیں مقبروں کے بیچ
بامھن بھی سر پٹکتے ہیں سب مندروں کے بیچ
عاجز ہیں پڑھنے والے بھی سب مدرسوں کے بیچ
حیران ہیں پیرزادے بھی اپنے گھروں کے بیچ
نذر و نیاز ہو گئی سب ایک بار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری جو ہیں تباہ
جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہیں خواہ مخواہ

بھوکے ہیں کچھ بھجائیو بابا خدا کی راہ — واں سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ

کرتے ہیں ہونٹ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجیب — روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہیں سب غریب

ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آ شام عنقریب — اٹھتے ہیں سب دوکان سے کہکر کے یا نصیب

قسمت ہماری ہو گئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنھیں ہاتھ آتے ہیں — البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں

جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں — یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں

سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگیے اسوقت سے پناہ — محتاج ہو جو پھرنے لگی دربدر سپاہ

یاں تک امیرزادے سپاہی ہوے تباہ — جنکی جلو میں چلتے تھے ہاتھی گھوڑے آہ

وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑے شکار بند

ہے جن سپاہیوں کنے بندوق اور سنان — کر دیگا اسکے نام پہ چلہ کا ہے نشان

بند کیے بند نار تو پیتل کے ہیں کمان — ناچار بے روزی کا باعث سمجھکے ہاں

رسّی کے تئیں باندھتے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرو رکھیں — یا تیغ اور سپر کو لیے چوک میں پھریں

ٹکا جو بکتا آوے تو کیا خاک سے کریں — وہ مشت قبض تک کی پڑی روٹی بیچ لیں

پھر اسکا کون مول لے وہ کھچے دار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے — دکھن کے تئیں نکل گئے یا پیشتر گئے

ہتھیار بیچ ہو کے گدا گھر بہ گھر گئے — جب گھوڑے بھالے والے بھی یوں دربدر گئے

پھر کون پوچھے اُنکو جواب ہے کٹار بند

پھرتے ہین نوکری کو جو بنکر رسالدار
گھوڑونکی ہے لگام نہ اونٹونکی ہے مُہار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
یون ہر مکانمین آکے اُترتے ہین سوگوار
جنگل مین جیسے دیتے ہین لاکر اُتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے
روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے
پیادے دوالی بند کا پھر کیا ٹھکانا ہے
در درخراب پھرتیگے جب نقار بند

جتنے ہین آج آگرے مین کارخانجات
سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
کِس کِس کے دُکھ کی روئیے اورکسکی کیجیے بات
روزیکے اب درخت کا ملتا نہین ہے پات
ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایک بار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہین
وہ گھر نہین کہ روزی کی نابودگی نہین
ہرگز کسی کے حال مین بہبودگی نہین
اب آگرے مین نام کو آسودگی نہین
کوڑیکی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہین باغ جتنے یان کے سوایسے پڑے ہین خوار
کانٹے کا نام اُنمین نہین پھول درکنار
سوکھے ہوئے کھڑے ہین درختان میوہ دار
کیاری مین خاک دھول روش پر اُڑی غبار
ایسی خزان کے ہاتھون ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اُجاڑ سا
غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
آواز قمریون کی نہ بلبل کی ہے صدا
نے حوض مین ہے آب نہ پانی ہے نہر کا
چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ ٹوٹی حویلیاں ہین تو ٹوٹی شہرپناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر اک باغ کا بناہ وہ باغ کسطرح نہ لٹے اور اُجڑے آہ
جسکا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خاربند

کیون یارو اس مکان مین یہ کیسی چلی ہوا مفلسی سے ہوش کسی کا نہین بجا
جو ہے سو اس ہوا مین ہے دیوانہ ہو رہا سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا
تو ہے حکیم کھولدے اب اسکے چاربند

ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور سحر کر آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاوین پیوین یاد رکھین اپنے اپنے گھر اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر
کھلجاوین ایک بار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے مُلا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے
اسواسطے یہ اُسنے لکھے پانچ چاربند

شہر اکبرآباد کی تعریف مین

شہر مکان مین اب جو ملا ہے مجھے مکان کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کرون بیان
دیکھی ہین آگرہ مین بہت ہمنے خوبیان ہر وقت اسمین شاد رہے ہین جہان تہان
رکھیو الٰہی اسکو تو آباد جاودان

ہر صبح اسکی رکھتی ہے وہ نور گستری شرمندہ جسکو دیکھ کے ہو عارض پری
ہر شام بھی وہ شک ملاحت سے ہے بھری لیلی کی جعد کر نہ سکے جسکی ہمسری
دن روئے مہر طلعت و شب زلف مہوشان

باغات پُر بہار عمارات پُر نگار
بازار وہ کہ جیسے چمن دل سے ہوشیار
محبوب دلفریب گل اندام و گلعذار
گا بُن کہین ہین آپ کو گلزار پُر بہار
کوچے کہین ہین اپنے تئین صحن گلستان

آب و ہوا کے لُطف کوئی کیا کیا اب کہے
دیکھو جدھر اُدھر گل عشرت ہین کھل رہے
ادھر کو جھکتے ہین تو اُدھر کو جھپے
اشجار باغ و شہر وہ سرسبز لہلہے
سبزوں کو جنکے دیکھکے حیران ہو آسمان

ہر فصل مین وہ ہوتے ہین پاکیزہ میوہ جات
دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن نہ آوے بات
شہد اُنپہ آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات
قند و شکر بھی دل سے فدا ہوویں دن اور رات
رہتے ہین جنکے وصف مین ہر دم شکر فشان

بحر چمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر
لاکھوں بہارین رکھتی ہے اک ایک جسکی لہر
کوئی نہاوے اور کوئی مُنھ دھووے شاد بہر
اُس پر ہجوم رکھتے ہین یون ساکنان شہر
شمشاد سرو ہوتے ہین جون نہر پر عیان

گر یان کے پیرنے کا کرون وصف مین رقم
تو بحر صفحہ بیچ لگے پیرنے قلم
پیرے ہین اس روش کی بہارون سے ہم بہم
سو سو چمن بھرے ہوئے شبنم کے دمبدم
جاتے ہین پر نظر وہین دریا کے درمیان

اہل شنا جو کرتے ہین سو سو طرح شنا
لہرین نشاط و عیش کی اُٹھتی ہین جس مین آ
ملتا نہین کنارہ کچھ عشرت کے بحر کا
ساحل پہ جوش خلق سے ملتی نہین ہے جا
ہوتا ہے وہ ہجوم بھی اک بحر بیکران

یارو عجب طرح کا یہ دلچسپ ہے مقام
ہوتے ہین ایسے کتنے ہی خوبی کے ازدہام

هر طور دل رہے ہے خوش اور طبع شاد کام | میری نظیر دل سے یہی ہے دعا مدام
ہنستا رہے یہ شہر بصد امن اور امان

کنکوّے اور پتنگ کی تعریف مین

یان جن دنون مین ہوتا ہے آنا پتنگ کا | ٹھہرے ہے ہر مکان مین بنانا پتنگ کا
ہوتا ہے کثرتون سے منگانا پتنگ کا | کرتا ہے شاد دل کو اُڑانا پتنگ کا
کیا کیا کہون مین شور مچانا پتنگ کا

اُڑنا دوباز کا ہے وہ شوخی کی دستگاہ | دیکھے تو باز جرّے کو ہو اُسکی دل سے چاہ
شکرے کی باز آوے نہ اُسپر کبھی نگاہ | بحری کے بھی دیکھ یہ کہتے ہین واہ واہ
ایسا ہے ناز و حسن دکھانا پتنگ کا

ہر لحظہ اس بہار سے اُڑتا ہے للّرا | بلبل سمجھ کے گل جسے ہو جاوے مُبتلا
گھائل کے اُڑنیکی بھی صفت اب کہون میں کیا | گھائل جو عشق کے ہین یہ کہتے ہین برملا
ہے دلمین خوب شوق بڑھانا پتنگ کا

اُڑنا لنگوٹیے کا ہے ایسا کچھ ارجمند | گوشے سے جسکو دیکھتے آوے لنگوٹ بند
اور چاند تارے کی بھی چمک چاند سے دو چند | اُڑنا پہاڑیے کا بھی ہے اسقدر بلند
اُکھڑے تو پھر فلک پہ ہو پانا پتنگ کا

تکلے کے اُڑنے مین بھی وہ خوبی ہے آشکار | مچھلی نگہ کی دیکھ کے ہو جسکو بیقرار
تتیے کے مول کا بھی دونا ہے خوش نگار | دھیر بھی البقے کو چڑاتا ہے بار بار
چنچل بن اسقدر رہے جتانا پتنگ کا

اُڑنا گلہریے کا بھی مین کیا کرون بیان | دیکھین درخت پہ جسے چڑھکر گلہریان

اور ہے دو دھاریے کی بھی کچھ اور آن بان | حیران ہو جس سے تیغ نگاہ پری رخان
پھر کسطرح نہ دل ہو دِوانا پتنگ کا

اُڑتا ہے اِس طریق سے وہ ہے جو مانگ دار | ہوتا ہے جسکو ہر دل دیکھکر نثار
نُہ بوزیے کی کانپ کا جھکنا یہ لال دار | اور بندی پان کی بھی کچھ اِس طور کی بہار
گویا ہوا مین گل ہے کھلانا پتنگ کا

بمنا بھی اپنی دیتا ہے جسوقت خوبی کھول | نکلے ہین واہ واہ کے ہر اک زبان سے بول
اور ہے دو کونیے کی بھی اک اک ادا انمول | اڑتا ہے کل سرے مین بھی شیرازے کا غول
جمدھر ہے توک جھوک نکلنا پتنگ کا

جیکلے بھی وصف کرنے مین جبکار ہو نہین کیا | شرمندہ ہو کبوتر چپ جس سے دائما
غالب ہے گلڑی اُڑنے پہ ٹکلوی کا مرتبا | جو کنے ہیں جھلین ہون اُڑے جبکہ چوکھڑا
اس زور سے ہوا پہ ہے جانا پتنگ کا

اُڑتے ہین اس ہجوم سے کنکوے چمچلے | کوا کبڑ نیسے گویا کوے ہین اُڑ رہے
چھوٹی بھی تکل ایسی کہ رخ سے نقطہ اُڑے | ججھاو بھی منڈھاؤن مین کچھ اسقدر بڑھے
لازم ہے گر کہین اُنھین نا نا پتنگ کا

پتلی کمر کو موڑے ہین جسوقت کج کلاہ | باہین دراز کرتے ہین سب جھپ سے خواہ مخواہ
یہ شکل دیکھکر کوئی کہتا ہے واہ واہ | اب سطرف لڑے گی بھلا کاہے کو نگاہ
دل مین تو کھپ رہا ہے لڑانا پتنگ کا

لاتا ہے پھیر پھار کے تکل جو اپنی ران | کہتا ہے کوئی اُن سے خبردار ہو میان
[illegible] پیچ پڑنے کو ہین نہ سے اتنی ٹھمکیان | گھبرا کے گنتے اسکے نہ پھنستے وہ میر جان

اچھا نہین ہے مفت کٹانا تپنگ کا

گر پیچ پڑ گئے تو یہ کہتے ہین دیکھیو
پہلے تو ان قدم کے تئین اور میان رکھو
رہ رہ اسی طرح سے نہ اب پیچ ڈھیل کو
پھر ایک رگڑا دیکے ابھی اسکو کاٹ دو
ہیگا اِسی مین فتح کا پانا تپنگ کا

کٹتا ہے جو تپنگ تو پھر لوٹنے اُسے
کاغذ ذرا سا ملتا ہے یا ٹکڑے کانپ کے
دو دو ہزار دوڑتے ہین چھوٹے اور بڑے
جب اسطرح کی سیر بھلا آنکر پڑے
پھر سوچیئے تو کیا ہے ٹھکانا تپنگ کا

اس آگرے مین یہ بھی تماشا ہے دلپذیر
کیونکر نہ دل تپنگ کی ہوڈور مین اسیر
ہوتے ہین دیکھ شاد جسے خرد اور کبیر
خوباں کے دیکھنے کے لیے کیا میان نظیر
ہے یہ بھی ایک طرفہ بہانا تپنگ کا

کبوتر بازی

ہین عالم بازمین جو ممتاز کبوتر
بھاتے ہین بہت ہمکو یہ طنّاز کبوتر
اور شوق کے طائر سے ہین انباز کبوتر
مدت سے جو سمجھائین ہین ہمراز کبوتر
پھر ہمسے بھلا کیونکہ رہین باز کبوتر

حیوان ہین گو پر عجب انداز کے پر ہین
آواز سے واقف ہین اشاروں سے خبر ہین
صورت مین پری وار تو سیرت مین بشر ہین
پرواز مین ہمشہیر عنقا سے نظر ہین
کیا گولے ہون اور کیا ہون گرہ باز کبوتر

کیا بلبل و قمری و چہے پدڑی و پدڑے
کیا طوطی و مینا و بئے تیتر و شکرے
چنڈول اگن لال بئے ابلقے طوطے
طائر ہین غرض بازی شغال کے جتنے

کی غور تو ہین سب سے سرافراز کبوتر

ہین بصرئی اور کابلی شیرازی نادر
طاؤسی کل پوٹے نیلے گلی چتر
جو یا چندن و سبز ملکھی شتر واکر
تارونکی وہ انداز نہین بام فلک پر

جو کرتے ہین چھتری کے اوپر ناز کبوتر

لقے ہین ادھر اپنی کساوٹ کو دکھاتے
ہین جو گیے بھی رنگ کئی جوگ کے لاتے
جتنے ہین اُدھر سمیری اپنی جتاتے
پریون کے پرے دیکھکے ہین چرخ مین آتے

جب حلقہ زنان کرتے ہین پرواز کبوتر

کھیری و بیٹ و چپ و تفئی و کھرے
کچھ کابرے تیرے مسی دو توسی و پلکے
زرچے وہ گل آنکھ اور لال آنکھ او وی و زردے
پھرتے ہین ٹھمک چال سناتے ہین خوشی سے

کیا کیا وہ غٹرغون کے خوش آواز کبوتر

سیمائی اور گھاگھری تنبولی پان لال
بھورے ملکسی تانبڑے سبز بھی خوش احوال
کچھ اگر ئی اور سرمئی اور عنبری ورخال
پھر سبزیے اور کاسنی لوٹن بھی سبکبال

کھولے ہین گرہ دل کی گرہ باز کبوتر

کو لکر کے جدھر کے تئین جیبی کو بلاوین
گٹی کو نہ پھر کاوین تو پھرتہ کو نہ آوین
کچھ ہوئے غرض پھر وہ اُسی سمت کو جاوین
چھوڑ انکو نظیر اپنا دل اب کس سے لگاوین

اپنے تو لڑکپن سے ہین دمساز کبوتر

ہولی کی بہار مین

جب پھاگن رنگ جھمکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
پریون کے رنگ دمکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
اور دف کے شور کھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی
ساغر کے چھلکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

محبوب نشہ مین جھکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

ہو ناچ رنگیلی پریون کا بیٹھے ہون گلرو رنگ بھرے
کچھ بھیگی تانین ہولی کی کچھ ناز و ادا کے ڈھنگ بھرے
دل بھولے دیکھ بہارون کو اور کانون مین آہنگ بھرے
کچھ طبلے کھڑکین رنگ بھرے کچھ عیش کے دم منھ چنگ بھرے
کچھ گھنگرو تال جھنکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

سامان جہانتک ہوتا ہی اس عشرت کے مطلوبون کا
وہ سب سامان مہیا ہو اور باغ کھلا ہو خوبون کا
ہر آن شرابین ڈھلتی ہون اور ٹھٹھ ہو رنگ کے ڈوبون کا
اس عیش مزے کے عالم مین اک غول کھڑا محبوبون کا
کپڑون پر رنگ چھڑکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

اور ایکطرف دل لینے کو محبوب بھوئیون کے لڑکے
ہر آن گھڑی گت بھرتے ہون کچھ گھٹ گھٹ کے کچھ بڑھ بڑھ کے
کچھ ناز جتاوین لڑ لڑ کے کچھ ہولی گاوین اڑ اڑ کے
کچھ لچکے شوخ کمر پتلی کچھ ہاتھ چلے کچھ تن پھڑکے
کچھ کافرنین مٹکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

یہ دھوم مچی ہو ہولی کی اور عیش مزے کا چھکڑ ہو
اس کھینچا کھینچ گھسیٹی پر بھڑوے رنڈی کا پھکڑ ہو
معجون شرابین ناچ مزا اور ٹکیا سلفا کنکڑ ہو
لڑ بھڑ کے نظیر بھی نکلا ہو کیچڑ مین لتھڑ پتھڑ ہو
جب ایسے عیش مہکتے ہون تب دیکھ بہارین ہولی کی

در مذمت دنیاے دون

یہ کچھ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یاں مال کسیکا میٹھا ہے اور چیز کسیکی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بھٹی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹی ہے
غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج جڑاؤ سر دھر کر کوئی تخت کھڑا ہوتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہی کوئی گدڑی اوڑھے جاتا ہی

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی دادا پوتا کہاتا ہے جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھول کے بیٹھے مسند پر کوئی رکھے اپنی دولت کو کوئی بولے اپنا مجھ سے لو اور میرا ہو سو مجھ کو دو
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق ناحق کو جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے کوئی عاقل کامل ہے دانا کوئی مست پڑا دیوانا ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لانا ہے جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹے کو نچے گلیوں میں تیار کسی کا ڈیرا ہے کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور گھیر کسی کے گھیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے جب دیکھا خوب تو آخر کو نے تیرا ہے نے میرا ہے

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی ٹوپی ٹوپ بناتا ہے کوئی باندھ پھرا عمامہ ہے کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نے کپڑا نہ پاجامہ ہے
کمخواب گزی اور گاڑھے کا نت قصہ ہے ہنگامہ ہے جب دیکھا خوب تو آخر کو نا پگڑی ہے نا جامہ ہے

غل شور بگولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کسی کا رنگ بولیے اور کسی کا روپ بتلایئے — اک دم کی بیٹھک لگی ہے یہاں تو وہ مزا جیبر چاکیے
یہ سیر تماشے دیکھ نظیر اب جا کیجیے یہ جا کیجیے — کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ چلی کیا کیجیے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

خوشامد کے بیان مین

دل خوشامد سے ہر اک شخص کا کیا راضی ہے — آدمی جن و پری بھوت بلا راضی ہے
بھائی فرزند بھی خوش باپ چچا راضی ہے — شاد مسرور غنی شاہ و گدا راضی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

اپنا مطلب ہو تو مطلب کی خوشامد کیجے — اور نہ ہو کام تو اُس ڈھب کی خوشامد کیجے
اولیا انبیا اور رب کی خوشامد کیجے — اپنے مقدور غرض سب کی خوشامد کیجے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

چار دن جسکو خوشامد سے کیا جھک کے سلام — وہ بھی خوش ہو گیا اپنا بھی ہوا کام مین کام
بڑے عاقل بڑے دانا نے نکالا ہے یہ دام — خوب دیکھا تو خوشامد ہی کی آمد ہے تمام

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حق تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

پیار سے جوڑ دیے جسکی طرف ہاتھ جو آہ — وہین خوش ہو گیا کرتے ہی وہ ہاتھوں پہ نگاہ
غور سے ہمنے جو اس بات کو دیکھا واللہ — کچھ خوشامد ہی بڑی چیز ہے اللہ اللہ

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

عیش کرتے ہیں وہی جنکا خوشامد کا مزاج
ہاتھ آتا ہے خوشامد سے مکان ملک اور تاج
جو نہیں کرتے وہ رہتے ہیں ہمیشہ محتاج
کیا ہی تاثیر کی اس نسخے نے پائی ہے رواج

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

خوب دیکھا تو خوشامد کی بڑی کھیتی ہے
ماں خوشامد کے سبب چھاتی لگا لیتی ہے
غیر کیا اپنے ہی گھر بیچ یہ سُکھ دیتی ہے
نانی دادی بھی خوشامد سے دعا دیتی ہے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

بی بی کہتی ہے میاں آ ترے صدقے جاؤں
خالہ کہتی ہے کہ کچھ کھا ترے صدقے جاؤں
ساس بولی کہیں مت جا ترے صدقے جاؤں
سالی کہتی ہے کہ بھیّا ترے صدقے جاؤں

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

آ پڑا ہے جو خوشامد سے سروکار اُسے
آشنا ملتے ہیں اور چاہے ہیں سب یار اُسے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں اُلفت کے خریدار اُسے
اپنے بیگانے غرض کرتے ہیں سب پیار اُسے

جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

روکھی اور روغنی آگے کی خوشامد کیجے
نان بائی و کبابی کی خوشامد کیجے

ساقی و جام شرابی کی خوشامد کیجے
پارسا رند خرابی کی خوشامد کیجے
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

مرد و زن طفل و جوان خرد و کلان پیر و فقیر
جتنے عالم مین ہین محتاج و گدا شاہ و وزیر
سبکے دل ہوتے ہین پھندے مین خوشامد کے اسیر
تو بھی واللہ بڑی بات یہ کہتا ہے نظیر
جو خوشامد کرے خلق اُس سے سدا راضی ہے
حد تو یہ ہے کہ خوشامد سے خدا راضی ہے

تاج گنج کے روضے کی تعریف مین

یارو جو تاج گنج یہان آشکار ہے
مشہور اسکا نام بہ شہر و دیار ہے
خوبی مین سب طرح کا اسے اعتبار ہے
روضہ جو اُس مکان مین دریا کنار ہے
نقشہ مین اپنے یہ بھی عجب خوش نگار ہے

روے زمین پہ یون تو مکان خوب ہین میان
پر اس مکانکی خوبیان کیا کیا کرون بیان
سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان
ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد ہے اسکا زور بلند اور بہرہ مند
گرد اُسکے گمزیان بھی چمکتی ہوئی ہین چند
اور وہ کلس جو ہے سر گنبد سے سربلند
ایسا ہلال اُس مین سنہرا ہے دلپسند
ہر بار جسکے خم پہ مہ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکان ہین جو آس پاس
وہ بھی برنگ سیم چمکتے ہین خوش اساس
بیٹھو ان ٹک مین جیسے تو ہووے نہ جی اداس
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس

ہوتا ہے شاد اُس مین جو کرتا گذار ہے

ہین جسمین مکان کے وہ دو مرقدین جو یان
سنگلین گل جو اُسمین بنائے ہین نشان
گرد اُن کے ایک جالی مجمر ہے درفشان
پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے عیان

جو نقش اُسمین ہے وہ جو اہر نگار ہے

دیوار و تیر ہین سنگ مین نازک مُنبّت کار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
آئینے بھی لگے ہین مجلّی ہوتا بدار
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اُسکے چار

چار ون سے طرفہ اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو مین ایک برج ہے جسے کہتے ہین اُسے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے
آتے نظر ہین اُس سے مکان دور و دور کے
پھر اور بھی مکان ہین ادھر اور اُدھر کھڑے

دروازۂ کلان بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے وہ ہے دلکشا سوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا
آتی ہے جسمین گلشن فردوس کی ہوا
ہلتی ہین ڈالیان سبھی ہر گل ہے جھولتا

کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سروسہی کھڑے ہین قرینے سے نسترن
رابیل سیوتی سے بھرے ہین چمن چمن
کوکو کرے ہین قمریان ہوکر شکر شکن
گلنار لالہ و گل و نسرین نسترن

فوارے چھوٹ رہے ہین روان جوئبار ہے

وہ تاجدار شاہ جہان صاحب سریر
جو دیکھتا ہے اُسکے یہ ہوتا ہو دلپذیر
بنوایا ہے اُنھون نے لگا سیم و زر کثیر
تعریف اس مکان کی مین کیا کیا کرون نظیر

اسکی صفت تو مشتہر روزگار ہے

در حمد الٰہی

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم
مقدس معلّٰی منزہ علیم
الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

ترے حسن قدرت نے یا کردگار
کیے ہیں جہاں بیں وہ نقش و نگار
پہونچتی نہیں عقل اُنھیں ذرہ وار
تحیر میں ہیں دیکھکر بار بار
ہیں جتنے جہاں میں ذہین و فہیم

زمین پر سمٰوات گردان کیے
نجوم اُنمیں کیا کیا درخشان کیے
نباتات بیحد نمایان کیے
عیاں بحر سے دُرّ و مرجان کیے
حجر سے جواہر بھی اور زر و سیم

شگفتہ کیے گل بہ فصل بہار
عنادل بھی اور قمری و کبک سار
بر و برگ و نخل و شجر شاخسار
طراوت سے خوشبو سے ہنگام کار
رواں کی صبا ہر طرف اور نسیم

بیاں کب ہو خلقت کی انواع کا
جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصًا بنی آدم خوش لقا
شرف ان سبھو نمیں اُنھیں کو دیا
یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انھیں دولتِ معرفت
عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت
تمیز و سخن خلق خوش مکرمت
فراوان دیے اور ناز و نعیم

ترا شکر احسان ہو کس سے ادا | ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کیے اور الطاف بے انتہا | نظیر اس سوا کیا کہے سر جھکا

یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ | سرگروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفےٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفےٰ | قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ

رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آسمان تمنے شب معراج کو روشن کیا | عرش و کرسی کو قدم اپنے سے دی نور ضیا
رنگ و بو جنت کے گلشن کی بڑھائی برملا | جس جگہ وہم ملائک کو نہیں ملتی ہے جا

وان کے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہے تمھاری پشت پر مہر نبوت کا نشان | اور تمھارا وصف طٰہٰ و یسیں میں عیاں
معجزے جو ہیں تمھارے انکا کب ہووے بیان | کشور اعجاز جو ہے اسکے تم با عز و شان

صاحب تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفےٰ

تمکو ختم الانبیا حق بھی حبیب اپنا کہے | اور سدا روح الامیں آوے ادب سے وحی لے
کس نبی کو یہ مدارج ہیں تمھارے سے ملے | ہے نبوت کا جو اقدس بحر بس اس بحر کے

گوہر یکتا تمھیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہیں جو یہ دونوں جہاں کی آفرینش کے چمن | جسمیں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنع خالق کے فن
باعث خلق انکے ہو تم یا حبیب ذو المنن | اور اک مطلع پڑھوں میں ہیں سے جسکا سخن

سو سعادت کے قریں ہو یا محمد مصطفےٰ

تم ظہور اولین ہو یا محمد مصطفیٰ	تم ہی خیر الآخرین ہو یا محمد مصطفیٰ
ہم دم جان آفرین ہو یا محمد مصطفیٰ	وجہ قرآن مبین ہو یا محمد مصطفیٰ
نزہت بستان دین ہو یا محمد مصطفیٰ	
احمد مختار ہو تم یا شہ ہر دو سرا	ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا
خلق مین خواہش سے تم جس امر کی رکھو بنا	دیر اک پل درمیان آئے نہین ممکن ذرا
جس گھڑی چاہو وہین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہو زمین	دیکھتا ہے اُسکی رفعت رات دن عرش برین
راز تو خالقت کے تمکو ہی کھلے ہین شاہ دین	اور جو جو کچھ کہ ہین اسرار رب العالمین
سب کے تم بر حق امین ہو یا محمد مصطفیٰ	
آپ کا فضل و کرم کونین مین مشہور ہے	اور تمھین ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر مین گرچہ سزا ملنے کا بھی دستور ہے	کیا ہوا لیکن دل اس اُمید سے مسرور ہے
تم شفیع المذنبین ہو یا محمد مصطفیٰ	
مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الوریٰ	سرور ہر دو سرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا	کیا نظیر اک اور بھی سب کی مدد کا آسرا
یان بھی تم وان بھی تمھین ہو یا محمد مصطفیٰ	

خمسہ بر غزل مولانا سعدی رحمۃ اللہ علیہ

نمیدانم کہ این مردم کیانند	چو باران رفتہ ز خود بگذرانند
دلا پیش آن کہ این عالم برانند	بیفگن خیمہ تا محمل برانند
کہ ہمراہان آن عالم روانند	
میان اس جا بجز ذات خداوند	نہ بھائی ہے کوئی اپنا نہ فرزند

نہو دنیا کے رشتون مین تو پابند — زن و فرزند و یار و خویش و پیوند

برادر خواندگان کاروانند

جہان تک یہ تماشے ہین مقابل — ارے نادان یہ سب ہین نقش باطل
اگر دانا ہے تو اے مرد عاقل — نباید جُستن اندر صحبتے دل

کہ بے ایشان بمانے تا بمانند

تکبر مین نکر عمر اپنی برباد — مچا مت اپنے ہاتھون داد بیداد
تجھے کیا آہ یہ نکتہ نہین یاد — نہ اول خاک بود ست آدمی زاد

بہ آخر چون بہ بندیشی ہمانند

تونگر کیا غنی کیا شاہ درویش — امیر وقت کیا محتاج دلریش
سبھون کو ایک دن چلنا ہے درپیش — بس آن بہتر کہ اول آخر خویش

ببندیشند و قدر خود بدانند

سراسر کام مین دنیا کے گندے — غرور و کبر مین مست اپنا تن دے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے — زمین چندے بخورد از خلق و چندے

ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اک دن مین گورستان مین دل سرد — پڑی اُلٹی تھی وان ہر قبہ پر گرد
جو دیکھا ہے باچشم و رُخ زرد — یکے بر تربتے فریاد مے کرد

کہ اینہا پادشاہان جہانند

یہ وہ ہین جنکے تن تھے گورے گورے — مرصع جام و زرین آبخورے
پڑے تھے سلطنت کے انکے تورے — بہ گفتم تختۂ برکن ز گورے

بہ بین تا پادشہ یا پاسبانند

کہان ہے اُنکی وہ شانِ جلالت
کہان وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت
بگفتا تختہ بر کندن چہ حاجت

کہ میدانم کہ مشت استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سِن
نظیر اِس بزم سے چلنا ہے اِک دن
جو ہون بیمار ظاہر یا کہ باطن
نصیحت دار و ئے تلخست ولیکن

نہ دارو خانۂ سعدی ستانند

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

کہان وہ کیقبادی کارخانہ
کہان وہ مے وہ جام خسروانہ
کہون کیا تجھ سے اے یار یگانہ
سحر گاہانہ مخمور شبانہ

گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

پڑا جب گوش مین وہ نالۂ نے
تو سوجھی اور ہی عالم کی اِک شے
ہوئی مستی وہ مدہوشی جو در پے
نہادم عقل را رہ توشہ از مے

بہ ملک عاقبت کردم روانہ

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد
کہ سر اپنا رہا مجھکو نہ پا یاد
تو مجھکو کر کے اور اک جام امداد
نگارے مے فروشم عشوۂ داد

کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ

ہوا جب مین نہایت شاد و خرم
تو رکھکر سر قدم پر اُسکے ہر دم
کہا مین نے اُسے اے ساقی جسم
بدہ کشتی مے تا خوش برانم

درین دریاے ناپیدا کرانہ

کیا ہے گر بہ مجھے منزل سے محرم　　تو رستے مین نچھوڑا اے خضر عالم
کہا جب مین نے یہ نکتہ تو اُس دم　　ز ساقیِ کمان ابرو شنیدم
کہ اے تیر ملامت را نشانہ

یہ رہ باریک سے اور تو ہی فربہ　　گمان اس عزم کے ہرگز نکر رہ
گمان و وہم کی جا گہ نہین یہ　　برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلندست آشیانہ

اگر ہے تجھکو اِس رہ سے سروکار　　تو ہو سب ماسواے تارک آیار
نہ رکھیو بو خودی کی کچھ خبردار　　نہ بندی زان میان طوق کمر وار
اگر خود را بہ بینی درمیانہ

وہی عاشق وہی معشوق دلجوست　　وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست　　شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست
خیال آب گل در رہ بہانہ

نظیر اب چو نتو شیدائیست حافظ　　تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریائی نہ صحرائیست حافظ　　وجودِ ما معمائیست حافظ
کہ تحقیق فسون ست و فسانہ

خمسۂ ثانی

تھا جو از بسکہ مین عصیانین خراب آلودہ　　طاعت مکر سے رہتا تھا حجاب آلودہ
اہل تقوی کا سمجھ دانہ و آب آلودہ　　دوش رفتم بدر میکدہ خواب آلودہ

خرقہ تر دامن و سجادہ شراب آلودہ

لیگیا شوق جو وان سبکو اُٹھا دوش بدوش — جاتے ہی در پہ گرا پیر مغانکے مدہوش
دیکھکر مجھکو پڑا خواب مین غفلت کے خموش — آمد افسوس کنان مغبچہ بادہ فروش

گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلودہ

جب مین جاگا تو کہا اُس نے بہ شیرین سخنی — یعنی ہے جان تری عشق مجازی کی بنی
دور کر دل سے یہ غفلت جو ہے خوبان کی جنی — بہوا لب شیرین دہنا چند کنے

جوہر روح بہ یاقوت مذاب آلودہ

اے ہوسناک یہ ہے میکدہ قدس مقام — ابتک مستان ازل کرتے ہین یان شرب مدام
تو بھی وہ مے جو پیا چاہے تو اے نیک انجام — شست و شوئے کن و آنگہ بخرابات خرام

تا نگردد ز تو این دیر خراب آلودہ

گر تجھے عشق حقیقی سے ہے کچھ بھی توفیق — تو تو سیکھ آن کے یان اہل طریقت کا طریق
ایک ادنی سا یہ اُس عشق کا نکتہ ہے دقیق — آشنایان رہ عشق درین بحر عمیق

غرق گشتند و نہ گشتند بآب آلودہ

یہ وہ دریا نہین تو جسمین کرے آکے شنا — یہ تو ہے معدن انوار و یقین صدق و صفا
گر تو چاہے کہ یہان آوے تو اے غرق ریا — پاک صافی شو و از چاہ طبیعت بر آ

کہ صفائی ندہد آب تراب آلودہ

ہمتو پھرتے ہین نظیر عشق مین اب خانہ بدوش — کل عجب طرح کا اک نکتہ ہوا گوہر گوش
کچھ جو حافظ نے کہا یار سے ہو دوش بدوش — گفت حافظ برو این نکتہ بیاران مفروش

آہ ازین لطف بانواع عتاب آلودہ

خمسہ بر غزل خود

تھا وصل کا جب طور تنہا دل مین دوبالا
ویسا ہی فلک نے یہ خلل ہجر کا ڈالا
کیونکر نہ بہے اشک سے اب اشک کا نالا
پھر ہو کے خفا روٹھ گیا ہم سے وہ لالا
اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا

قصے کو مرے سامنے ہرگز نہ بکھانو
اثبات جو کرنا ہے تو اسبات کو چھانو
یہ جھوٹ نہین تم اسے مانو کہ نہ مانو
شیرین کے در اوپر یہ جو ہے تیشہ جانو
فرہاد کے لوہو کا جھلکتا ہے پیالا

پھر عمر کبھی ہم سے ہوا تھا نہ جدا وہ
کل اُس کے تئین لیگیا اک شوخ جفا جو
جیتا ہے خدا جانے و یا مر گیا رو رو
کیا جانیے کس حال مین ہو ویگا عزیزو
دل آج مرا اسلمہ اللہ تعالے

ہے گرچہ لڑکپن ہی مین بھی شوخ وہ مشہور
ہر دم مین کسیکے نہین آتا ہے بہ مقدور
کیا کیا مین کرون اسکی اب عیاریکا مذکور
بوسے کی طلب کی تو کہا ناز سے چل دور
اور دل کو کہا لے تو وہین ہنس کے کہا لا

دل سب سے اُٹھا جان تجھے مین جو چاہا
جو ظلم و ستم تونے کیا مین نے اُٹھایا
اب نزع مین ہون تیرے تغافل سے اہا ہا
رگ رگ کے ترے ہجر مین اے رشک مسیحا
مرتا ہون مری اب کوئی جینے کی دوا لا

اُس شوخ کو یارو کوئی یہ جا کے سناؤ
یعنی مجھے اِس ہجر کے زندان سے چھڑاؤ
کچھ باقی نہین مجھ سے تم اب ہاتھ اٹھاؤ
مجھ ضعف کے مارے کو نہ زنجیر پنھاؤ
کافی ہے مرے قید کو اک مکڑی کا جالا

کل ہو جو گیا اس صفِ مژگان سے مقابل
بسمل سا تڑپتا تھا سر شام سے گھائل
چپ ہونے سے اب مجھکو یقین ہو گیا کامل
شاید کہ مُوارات کو سینے مین مرا دل
نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا

نے زر ہے مرے پاس جو اُس شوخ کو دکھلاؤن
نے زور کہ دھمکا کے اُسے پاس بلاؤن
کچھ بن نہین آتا ہے کسے جا کے سناؤن
گر بس ہو مرا تو مین کسی چور سے کہدون
جا آج پلنگ اُسکے تو سونے کا اُٹھالا

دنیا مین جو کرتا ہے کسیکی کوئی اب چاہ
سب ناز اُٹھاتا ہے وہ اُس شوخ کے نخواہ
خوبان کے مزاجون سے ابھی تو نہین آگاہ
وہ آپ سے روٹھا نہین ملنے کا نظیر آہ
کیا دیکھے ہے چل پانون پڑا اور اُسکو منالا

دربیان فنا

پڑھ علم گئے اُس دنیا مین گر کامل فہمی دراک ہوے
اور لاد کتابین اونٹون پر ہر معنی کے دراک ہوے
معقول پڑھے منقول پڑھے ہر منطق مین چالاک ہوے
یان جتنے علم کے دریا ہین اُن دریا کے پیراک ہوے
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوے

مشہور حکیم اور بید ہوے یان پڑھکر علم طبابت کا
دالان کتابون نسخون کا اور نسخون سے صندوق بھرا
جب موت مرض نے آن لیا سب بھول گئے نبض او قارورا
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا اک نسخہ
سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوے

یا مست شرابی رند ہوے یا زاہد نا مقدور رہوے
یا پی پیکر دلشاد ہوے یا چلو مین مسرور رہوے

جب عمر کے پیالے دونوں کے آ ساعت پر معمور ہوے یاں جیسے تسبیح دور ہوے واں ساغر شیشہ چور ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

اس دنیا کی دھن دولت مین گر شاہ سلیمان جاہ چلے یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ بنکر آہ چلے
منہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے نے ہاتھی گھوڑے سنگ گئے نے تخت چھتر ہمراہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

یا حاکم یا محکوم ہوے یا قائل یا معقول ہوے یا خادم یا مخدوم ہوے یا جاہل یا مجہول ہوے
زردار ہوے سردار ہوے مردود ہوے مقبول ہوے کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب انت ہی مین دھول ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

گر بیر ہلیلی زہر ہوے یا بخشش مین تریاک ہوے یا نخل ہوے پر میوہ کے یا خالی یا تون ڈھاک ہوے
یا عمر گذاری عشرت مین یا سوز غم سے غمناک ہوے پھل پھول بھی کھائے گلشن کے یا کلیوں کی خاشاک ہوے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہین سچ پوچھو تو کیا خاک ہوے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوے

در بیان موت

دنیا کے بیچ یارو سب نیست کا مزا ہے جیتوں کے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب ٹھٹھا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر کا کیا ہے نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش پے بہ پے ہے
جب مر گئے تو ہرگز ری ہے نہ کوئی شے ہے
گلزار ناچ سیریں ساقی صراحی مے ہے
اِس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں نہیں ہے ہے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

ہر دم کی بات جو تھے مالک یہ اپنے گھر کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہ گذر کے
جب مر گئے تو ہرگز گھر کے رہے نہ در کے
پوچھا نہ پھر کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

مرنیکے بعد کوئی اُلفت نہ پھر جتاوے
جو دیکھے انکی صورت دہشت سے بھاگ جاوے
نے بیٹا پاس آوے نے بھائی منھ لگاوے
اس مرگ کی جفا میں کیا کیا نہیں بتاوے

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

پیتے تھے دودھ شربت اور چابتے تھے میوہ
بچے یتیم ہو گئے بی بی کہائی بیوا
مرتے ہی پھر کچھ اُن کا سکہ رہا نہ کھینوا
اِس مرگ نے اُکھاڑا کس کس کے تن کا لیوا

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جب روح تن سے نکلی آنا نہیں یہاں پھر
ہاتھی پہ چڑھکے یا پھر گھوڑے پہ چڑھکے اُن پھر
کاہے کو دیکھتے ہیں یہ باغ و بوستان پھر
جب مر گئے تو لوگو یہ عشرتیں کہاں پھر

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

گھر ہو بہشت جسکا اور بھر رہی ہو دولت
اسباب عشرتونکے محبوب خوبصورت
پھر مرتے وقت اُنکو کیونکر نہووے حسرت
کیا سخت بےبسی ہے کیا سخت ہے مصیبت

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

کھانے کو اُنکے نعمت سو سو طرح کی آتی
اور دو نپاوین ٹکڑہ دیکھو ٹک اُنکی چھاتی
کوڑیکی جھونپڑی بھی چھوڑی نہین ہے جاتی
لیکن نظیر سب کچھ یہ موت سے چھڑاتی

ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنیکا نام مت لو مرنا بُری بلا ہے

در رازداری محبوب

سُن لے اے شوخ گلبدن نادان
تجھے کہہ کے ہم ہوئے حیران
اس طرح بھر کے مُنھ چبا کر پان
غیر سے تو ہنسا نہ کر ہر آن

اس مین ہوگا ہمارے جی کا زیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

گلبدن تالیان بجادین گے
غنچہ لب مُنھ بنا چڑھا دین گے
کتنے آنکھومین مسکرا دین گے
کتنے آئینہ لا دکھا دین گے

کیسا چھیڑینگے ہر گھڑی ایجان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو خوبا نمین خوار ہووے گا
اپنی سب دلبری ڈبووے گا
ہاتھ پھر سر پہ رکھکے رووے گا
بات سب مُفت اپنی کھووے گا

کچھ نہ پھر بن سکیگا اے نادان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کل تو واں ایک گورا سا لڑکا — اپنے یار و نمین کچھ وہ کہتا تھا
ہم تو جانین وہ صاف تھا جھوٹا — یا خدا جانے تھا وہی سچّا

تو تو اسطور کا نہین انسان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پوچھا کہ کیا لیا بوسا — وہ تو کچھ اور اور ہی چرکا
مین کہا ہاتھ سینے پر پھیرا — اُسے سودا ہے ہار لا ڈالا

جانے اب اُس کا دین اور ایمان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے اُس سے کہا تو جھوٹا ہے — کیا وہ ایسا خراب و رسوا ہے
بولا صاحب تمھین تو سودا ہے — واں تو جھگڑا ہی سارا پرچھا ہے

کیا تمھارے ہین بند ابتک کان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

ہمنے پھر بات کھود کر پوچھی — کیا کسی نے لگا لیا چھاتی
بولا وہ تم تو سنتے ہو کم جی — اجی ترکی ہی واں تمام ہوئی

جب تو کچھ ہم بھی ہو گئے حیران
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

اور بھی اُسکے چرچے ہوتے تھے — کتنے موتی کھڑے پروتے تھے

کتنے سن سن کے ہوش کھوتے تھے | ہم اسی دن کو یار روتے تھے

آخر اُٹھے تو یہ سنے طوفان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کہ بھلا وہ جو کچھ کہے تھا جب | کچھ ہے سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ سب
آہ اب ہمکو اس سے کیا مطلب | سچ بھی ہوگا تو تو کہے گا کب

شرم کا ہے کو کھلنے دے گی زبان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو جو راتون کو اُسمین جاتا ہے | جیمین پھولا نہین سماتا ہے
قہقہے مار کھلکھلاتا ہے | ہمکو اب پھر یہ ہول آتا ہے

کہین ویسے ہی پھر نہو بہتان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آج جانا کہین جو ہے ٹھانا | دیکھیو اِن کے ساتھ مت جانا
آفت اس حُسن پر تو مت لانا | انکے زنہار دم مین مت آنا

اُن سے ڈرتا ہے ہر گھڑی شیطان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

تو بھلا گو کہ ہوشیار رہا | بھر دیا جب نشا دغا سے پلا
تجھے غافل نشے مین جب پایا | پھر اچھوتا کسی نے کب چھوڑا

رحم کر اپنے حال پر اے جان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

آگے وہ بات یاد ہے پیارے
یہ وہ طوفان تو گھٹے اُن کے
گرچہ سچ کچھ نہ تھی خدا نہ کرے
ہم تو اب تک ہین اُس سے شرمندے

بلکہ تجھکو بھی خوب ہون گے دھیان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

کیون ستمگر یہ کیسی بات ہوئی
نوبت اب یان تلک تو آپہونچی
اُسنے جو کچھ کہی سو تو نے سہی
اب نقارے ہی بجنے ہین باقی

دیکھ عاشق نظیر کو پہچان
اب بھی ظالم ہماری بات کو مان

در تعریف پنجتن پاک

ہے دلمین میرے یاد جو بارہ امام کی
یہ بیت مجکو ورد ہے ہر صبح و شام کی
اور آرزو ہے ساقی کوثر کے جام کی
تسبیح ہزار دانہ ہے اور اُنکے نام کی

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اول تو دل ہو صاف دوم تن تابناک
چوتھے عدو کا غیب سے ہو جاوے سینہ چاک
سوم کماؤن ونو جہانمین گنہ سے پاک
اور پانچوین مین ڈالون مخالف کے سر پہ خاک

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

تن ہے سو پاک صاف معطر ہو مثل پھول
دونون جہانمین خوش ہون از خدمت رسول
ہو روح شاد دل نہو میرا کبھو ملول
روزہ نماز ورد وظائف ہون سب قبول

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

بھاگے چڑیل کانپ اُٹھے بھوت اور پلید
ٹل جاوین دیو چھپنے لگین سنکر شدید

جن و پری ہون دل سے مرے آنکر مرید
جبتیا رہون تو شاہ جو مرجاؤن تو شہید

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

نعرہ کرون جو حیدری ہلجاوین پہاڑ
تھراوین چشمہ سارہلین ڈرسے بوٹے جھاڑ
گر خارجی ہو آوے مرے آگے مثل تاڑ
پکڑ کیو اُسکی پھینک کے داڑھی کو دون اُکھاڑ

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

اے دوستو عجب ہے بنا پنجتن کا نام
جسکے طفیل اتنے برآتے ہین سب کے کام
جو ہین سو ہین یہی ختم الخیر والسلام
اور مین جو ہون نظیر تو کہتا ہون صبح و شام

سمرن مجھے بھلی ہے یہ پنجتن کے نام کی

در اظہار نعمت ہاے خدا

یہ نعمتین عیان ہین جو عالم کے واسطے
ہنگی یہ سب میان اسی دم کے واسطے
کچھ تن کے واسطے ہین کچھ اشکم کے واسطے
ہین بیش بیش کے لیے کم کم کے واسطے

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

محبوب گلعذار پریزاد سرخ فام
مطرب شراب ساقی و مینا صراحی جام
ناز و ادا و چو چلے دولت کی دھوم دھام
ہستی نشاط و عشرت و عیش و طرب مدام

سب خوبیان بنی ہین یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتو نکے ہین کھنچے جہان تہان
گلدان پاندان عطردان زرفشان
حقّے بھرے حپکتے ہین اور نیچے پیچوان
مشک و گلاب عطر و چمن باغ و بوستان

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہیں سرخ و سفید لال
یاقوت لعل یمنی و نیلم فلک مثال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوشنما
زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

میوے ہیں جتنے خشک و تر اس باغ میں لگے
بادام پستے داکھ چھوہارے و کھوپرے
خربوزے آم جامن و لیموں چکوترے
نارنگی و انار بھی کیلے و سنگترے

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا میں جتنے لوگ ہیں کیا شاہ کیا فقیر
سب سکھ میں ہیں پر ایک اک دکھ میں ہے اسیر
کیا عشرتیں بہار کی کیا عیش دلپذیر
جن جن کا تم نے نام لیا اب میاں نظیر

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

در بیان تلاش زر

دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر
جتنے ہیں سب کے دل میں بھری ہے ہوائے زر
آنکھوں میں دل میں جان میں سینے میں جائے زر
ہم کو بھی کچھ تلاش نہیں اب سوائے زر

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنے تو زر کو نقش طلسمات کہتے ہین
اور کتنے زر کو کشف و کرامات کہتے ہین
کتنے خدا کی عین عنایات کہتے ہین
کتنے اسیکو قاضی الحاجات کہتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے ذرات ہاے زر

آب طلا کی بوند بھی اب جسکے ہاتھ ہے
وہ بوند کیا ہے چشمۂ آب حیات ہے
دنیا مین عیش مین بھی عشرت کے ساتھ ہے
زر وہ ہے جس سے دونون جہانمین نجات ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے ذرات ہاے زر

زر کھان مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے
شمشیر پر چڑھا ہے تو وان بھی بہار ہے
دیوار مین لگا ہے تو وان بھی بہار ہے
گر خاک مین گڑا ہے تو وان بھی بہار ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

زر کے دیے سے پیر اور استاد نرم ہو
زر کے سبب سے دشمن ناشاد نرم ہو
جو شوخ سنگدل ہے پریزاد نرم ہو
زر وہ ہے جسکو دیکھکے فولاد نرم ہو

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہاے زر

کپڑے پہ گر لگا ہے طلائی کلابتون
مین اُسکے تار تار کی تعریف کیا لکھون
ہو دسترس تو چور اُچکے کو کیا کہون
میرے بھی دل مین ہے کہ مین ہی اسکو چھین لون

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلا ے زر
ہر اک یہی پکارے ہے ذرات ہاے زر

جا لوگ روم شام مین زر کو کماتے ہین
دکھن سے زر کے واسطے سب پانکلو آتے ہین
ماچین چین زر کے جہاز آتے جاتے ہین
اور یان کے زر کے واسطے دکھن کو جاتے ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونے کی جدولین جو کتابون پہ عام ہین
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہین
وہ جدولین وہ رنگ وہ سونے کے کام ہین
سب مین زیادہ انکی بھی قیمت ہین نام ہین

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

اب جنکے گھر مین ڈھیر ہے سونے کے دام کے
سب ملکے پانون چوسے ہین اسکے غلام کے
ہر اک امیدوار ہین اُن کے غلام کے
کیا رتبے ہین طلا سے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

کتنون کے دل مین دھن ہے کہ زر ہی کمائیے
کہتا ہے کوئی ہائے کہان زر کو پائیے
کچھ کھائیے کھلائیے اور کچھ بنائیے
کیا کیجے زہر کھائیے اور مر ہی جائیے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے
سب مین زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے
لیکن تمام خلق کو اسی سے ہی کام ہے
زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنی غلام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دن رات ہائے زر

ہوتی ہین زر کے واسطے ہر جا چڑھائیان
بندوقین اور ہین کہین توپین لگائیان
کٹتے ہین ہاتھ پانؤن گلے اور کلائیان
کل زر کی ہو رہی ہین جہان مین لڑائیان
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہائے زر

جتنی جہان مین خلق ہے کیا شاہ کیا وزیر
سب بن گئے ہین زر کے جال مین جی جان سے اسیر
پیر و مرید مفلس و محتاج اور فقیر
کیا کیا کہون مین خوبیان زر کی میان نظیر
جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارے ہے دنرات ہائے زر

در بیان شکوہ گذاری محبوب

اُس شوخ کے ستم کا گلہ آہ کیا کرون
بہتے ہین اشک شام و سحرگاہ کیا کرون
تن سوکھ کر ہوا ہے مرا کاہ کیا کرون
ملتا نہین ہے تو بھی وہ گمراہ کیا کرون
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جسدن سے اُس سے لڑکے چھُٹا ہے مرا نصیب
ہون جانکنی مین تو بھی نہین جاگتا نصیب
دل بھر کے ایکدن نہوا دیکھنا نصیب
کن سختیون مین آن پڑا اب مین یا نصیب
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

ادہر تو مجھکو قتل کرے ہے وہ نیک نام
اب یار کو منائون کہ رکھون اجل کو تھام
اودھر کو آرہے ہین اجل کے مجھے پیام
اس کشمکش مین اب کہو کیا کیا کرون مین کام

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر یار کی خوشی نکرون تو وہ ہو خفا
عرصہ تھا زندگی کا سو گھڑی یو نپہ آ لگا
اور جو اجل کو روکون تو مانے ہی وہ بھلا
اِس دو گھڑی مین آہ مین کیا کیا کرون بھلا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

گر اپنی زندگانی کا کرتا ہون مین حساب
کیونکر بہے نہ غم سے مرے آنسوؤن کا آب
پل مارنے کی دیر ہے پانی کا جون حباب
اتنی سی زندگی مین بھی کیا کیا سہون عذاب

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

جو جی چھپا کے اب نہ سہون یار کی جفا
اور جی کو دیکھتا ہون تو اکدن کی ہی ہوا
تو عاشقون کے بیچ کہاتا ہون بے وفا
ان مشکلون کے بیچ کرون آہ اب مین کیا

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے ای مرے اللہ کیا کرون

گر ہاتھ دھو کے بیٹھ رہون اب مین صبر کر
اور یار سے کہون تو وہ کرتا نہین نظر
تو لوگ طعنہ دیتے ہین ہنس ہنس کے گھر بہ گھر
اس بیکسی مین آہ نہ کیون ٹپکون اپنا سر

فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

نے آہ کا مکان ہے نہ رونیکی ہے جا کُے
نے دلکو میرے صبر نہ دلدار منہ لگائے

گر ایک غم پڑے تو اُسے جی مزا اُٹھائے
اُس آسمان پیٹے کو کہون کس سے اب مین ہائے
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

چاہون کہ تجھکو عشق مین اپنے کرون اسیر
تو دور بھاگتا ہے مجھے جان کر حقیر
نے مجھکو قتل کرتا ہے ظالم نہ دستگیر
کیا بے طرح کے غم مین پھنسا ہون مین اے نظیر
فرصت تو سانس کی بھی نہین آہ کیا کرون
کیا بے بسی ہے اے مرے اللہ کیا کرون

خمسہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد مین رہنا عبادت اسکو کہتے ہین
علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہین
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہین
علی کے نام کا لینا حلاوت اِسکو کہتے ہین
علی کی حب مین مرجانا شہادت اُسکو کہتے ہین

اُسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے
اُسی کو لافتیٰ ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اُسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے
اُسی کو دمک دی کہا اُس شاہ برتر نے
خدا و مصطفیٰ سے ہم قرابت اِسکو کہتے ہین

کیا مولا سے میرے گر کسی نے اک سوال آکر
جو مانگا اِک شتر اُسکو دلائے سیکڑون اشتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر گوہر
کہ اُسکا گھر بھرا اور اُسکے ہمسایوں کا گھر باہر
کریم و اہل ہمت ہین سخاوت اِسکو کہتے ہین

امیرالمومنین گردشت مین پڑھنے نماز آوے
وہین قامت کے کہنے کے لیے جبریل آجاوے
صفین حور و ملک غلمان و جن و انس کی لاوے
مرا مولا ہر اک سجدہ مین وصل حق ہی دکھلاوے

نبوت کے جو مالک ہین امامت اسکو کہتے ہین

اسی نے ایک حملہ سے گرایا باب خیبر کا
کرورون کا فردن سے جالڑا وہ اک تن تنہا
چہ بیرالعلم مین کوہ کے دیوؤن کو جا مارا
ہزارون پہلوانون سے کبھی نہ پایا نہ منھ موڑا

بہادر بے بدل یکتا شجاعت اِسکو کہتے ہین

کہا اُس شاہ نے روز قیامت مین جو آؤنگا
وہان عرصات مین اپنے محبّون کو جو پاؤنگا
کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤن گا
پلا کر جام کوثر سب کو جنت پہونچاؤنگا

علی کے دوستون سن لو شفاعت اِسکو کہتے ہین

نظیر آوے وہ دن جو شاہ کو سب دوستان دیکھین
تو پھر حسنین کے صدقے سے اُنکو ہم بھی وان دیکھین
اور اب دنیا مین آنکھون سے نجف کا آستان دیکھین
سرون پر اپنے وہ دامان عالی سائبان دیکھین

قسم ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہین

در منقبت امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھون
روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھون
دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھون
دونون جہان کے گوہر انور کو کیا لکھون

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر نور اُسکا دیکھ کہون شمس اور قمر
وہ اُسکا ذرہ نور کا وہ اُسکا فیض بر
تارے تو جو ستارے ہین اُس نقش پا دیے
اور قطب بھی تو اُسی سے ہی قائم ہے بے خطر

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

گر فی المثل مین اسکو کہون روضۂ جنان
جھکتی ہین بار عجز سے جنت کی ڈالیان
اور جو بھلا مین خوبی رضوان سے دو ان نشان
سو وہ بھی اُسکے باغ کا ادنیٰ ہی باغبان

حیرت مین ہون کہ حیدرِ صفدر کو کیا لکھون

اور جو کہون کہ چشمۂ آبِ حیات ہے — یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اُسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے — اور اُسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

اُس شاہ کے اگر لب و دندان کی صفا — کہوے کوئی کہ لعل و گہر ہین یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک مین گڑا — اور یہ بھی ہو نثار سدا آب مین رہا

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

شاہا تری جو مدح بناتا ہے اب نظیر — تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے کب نظیر
لیکن قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر — صلوٰۃ پڑھکے یہ ہی سُناتا ہے تب نظیر

حیرت مین ہون کہ حیدر صفدر کو کیا لکھون

در مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہٗ

ہین دو جہانکے سلطان حضرت سلیم چشتی — عالم کے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلمان حضرت سلیم چشتی — مقبول خاص یزدان حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفان حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش برین کے تارے — گلزار دین کے گلبن اللہ کے سنوارے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہین سب پکارے — تم وہ ولی ہو برحق جو فیض سے تمھارے

عالم ہے باغ و بستان حضرت سلیم چشتی

شاہونکے بادشاہ ہو یا تاج بالوا ہو — اور قبلۂ صفا ہو او کعبۂ ضیا ہو
خلقت کے رہنما ہو دُنیا کے مقتدا ہو — تم صاحب سخا ہو محبوب کبریا ہو

ہے تمسے زیب امکان حضرت سلیم چشتی	
شاہ و گدا ہین تابع سب تیری مملکت کے	لائق تمھین ہو شاہا اس قدر و منزلت کے
پروردہ ہین تمھارے سب خوان مکرمت کے	شاہا شرف تو بخشے خالق کی سلطنت کے
اور تم ہو میر سامان حضرت سلیم چشتی	
ہے نام پاک تیرا مشہور شہر و بن مین	کرتی ہین یاد تمکو یہ جانین ہین جو تن مین
ہین خلق کی تمھارے خوشبو گل و سمن مین	خدمت مین ہین تمھاری فردوس کے چمن مین
جنت کے حور و غلمان حضرت سلیم چشتی	
کعبہ سمجھکے اپنا مشتاق تیرے در کو	کرتے ہین آ زیارت دل سے جھکا کے سر کو
وصاف تیرے ہر دم پاتے ہین سیم و زر کو	پڑھتے ہین مدح تیری گلشن مین ہر سحر کو
ہر بلبل خوش الحان حضرت سلیم چشتی	
ہے سلطنت جہانکی سب تیرے زیر فرمان	چاکر ہین تیرے در کے فغفور اور خاقان
خوان کرم پہ تیرے ہے خلق ساری مہمان	ہین حکم مین تمھارے جن و پری و انسان
وقت کے سلیمان حضرت سلیم چشتی	
تم سب سے ہو معظم اور سب سے ہو مکرم	خلقت ہوئی تمھاری سب نور سے مجسم
اور خوبیان جہان کی تیرے ہوئین مسلم	ابر کرم سے تیرے دائم ہے سبز و خرم
عالم کا سب گلستان حضرت سلیم چشتی	
پشت و پناہ ہو تم ہر اک گدا و شہ کے	محتاج ہین تمھارے اک لطف کی نگہ کے
منزل پہ آکے پہونچے سالک تمھاری رہ کے	خاک قدم تمھاری اور چشم مہر و مہ کے
ہو روشنی کے سامان حضرت سلیم چشتی	

چشم و چراغ ہو تم اب جملہ مومنین کے
بیشک ضیائے دل ہو ہر صاحب یقین کے
روشن ہین تمہیں سے پردے سب آسمان زمین کے
ذرہ نہین تفاوت تم آسمان ہو دین کے

ہو آفتاب رخشان حضرت سلیم چشتی

عالم ہے سب معطر تیرے کرم کی بو سے
یہ چاہتا ہون اب مین سو دل لگی رز و سے
حرمت ہے دوستون کو حضرت تمہارے رو سے
رکھیو نظیر کو تم دو جگ مین آبرو سے

اے موجدِ ہر احسان حضرت سلیم چشتی

در بیان عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا
بحر ہے عارفون کی کشتی کا
ذکر کیا یا ان گنہ کی زشتی کا
فخر ہے حرف سرنوشتی کا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ
دیکھ رضوان بہاریان کی واہ
پھول پھولے ہین فیض کے دلخواہ
دل مین کہتا ہے دمبدم واللہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے
حور و غلمان کی روح تر سے ہے
ابر رحمت کا نور برسے ہے
اور اشارہ یہی نظر سے ہے

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگاہ ہے باغ اور بستان　　اور ہین زردار سب گل و ریحان
جی مین سب پھول پھول ہو شادان　　یہی کہتے ہین ہر گھڑی ہر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بسکہ خلقت بھری ہے لالون لال　　گھر مکان ہے گلون سے مالامال
حسن راگ اور مشائخونکے حال　　بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کھل رہا ہے چمن جو فیض بھرا　　جھرنا گویا ہے حوض کوثر کا
قدسیان دیکھ وہ بہشت سرا　　سب پکارے ہین یون اہا ہا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ مین فیض اٹھاتے ہین　　کتنے جھرنے مین جا نہاتے ہین
کتنے نذر و نیاز لاتے ہین　　کتنے خوش ہو یہی سناتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

عرس درگاہ کے جو دیکھی واہ　　اور ہی گل کھلے ہین خاطر خواہ
بلبلونکی طرح چہک کر آہ　　سب یہی کہہ رہے ہین کرکے نگاہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا　　عرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے ہم و در دور کا عالم — سبز و سُرخ و سفید و زرد بہم
سب خوشی ہو کے جون گل شبنم — دیکھ شیرین یہ کہتے ہین ہردم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ ابنوہ خلق کی تکثیر — بادشاہ و گدا و میر و وزیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر — پر سبھو نکی زبان پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے دان سیمتن بھی پھرتے ہین — غنچہ لب گلبدن بھی پھرتے ہین
شوخ گل پیرہن بھی پھرتے ہین — دلربا دل شکن بھی پھرتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے نظرون سے زخمی ہوتے ہین — کتنے دل اپنا مفت کھوتے ہین
کتنے اُلفت کے تخم بوتے ہین — کتنے موتی کھڑے پروتے ہین

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عُرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشین ہین جو صاحب مسند — عارف الحق میان علی احمد
اُنکی خوبی نظیر ہے بیحد — سب پکارے ہین خلق بیحد و عد

رشک ہے گلشن بہشتی کا — عُرس حضرت سلیم چشتی کا

در بیان کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رکھ اپنے دل میں ہے آدم کے بن کلمہ محمدؐ کا — اور اپنی انگلیوں اوپر بھی گن کلمہ محمدؐ کا
پڑھے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمدؐ کا — مسلمان ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمدؐ کا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر ایک در — یہی کلمہ لکھا ہے عرش اور کرسی کے ماتھے پر
اسی کلمے کو پڑھتے ہیں چمن کے پھول سب کھلکر — یہ سب کلموں سے بہتر ہے یہ سب کلموں سے ہے برتر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہ وہ کلمہ ہے جس کا ہے رہا ارمان نبیوں کو — اسی کلمے کے پڑھنے سے گئے ہیں لوگ عارف ہو
اسے حور و ملک غلمان پڑھتے ہیں سحر شب کو — وہ بیشک جنتی ہیں ایک باری جو پڑھیں اسکو

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے کی برکت سے تو یاں بھی بسلامت ہے — اگر یاں سے تو جاویگا تو پھر واں بھی سلامت ہے
پڑھے گا جو اسے اسکا دل و جان بھی سلامت ہے — اسی کی عاقبت بھی خیر و ایمان بھی سلامت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نور سے خورشید کہلاتا ہے نورانی — اسی کلمے کے باعث چاند کی روشن ہے پیشانی
اسی کلمے کے باعث دین و دنیا میں ثنا خوانی — اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں فلک زمین ہوا پانی

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمے سے اے دل ہیں زمین و آسمان روشن — مہ و خورشید تارے عرش و کرسی لامکان روشن
اسی کلمے سے جنت کے باغ اور باغبان روشن — غرض جنت تو کیا اس سے تو ہیں دونوں جہان روشن

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

چلیگا چھوڑ کر تو جسگھڑی یہ عالم فانی
پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے مین ہو زندانی
نکیر و منکر آ کر جب کرینگے تجھپہ ملغیانی
یہی کلمہ کرے گا وان تری مشکل کی آسانی

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

اسی کلمہ نے عزرائیل کی ہیبت کو ٹالا ہے
اسی کلمہ نے تنگی کو لحد کی کھول ڈالا ہے
پڑیگا قبر کا تجھپر میان وہ دن جو کالا ہے
یہی کلمہ ترا وان بھی اندھیرے کا اُجالا ہے

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

صف محشر مین جب دہشت کا تجھپر وار اُتریگا
یہی کلمہ ترا اُس جا رفیق اور یار اُتریگا
گناہونکا ترا جتنا ہے بوجھ اور بھار اُتریگا
اسی کلمہ کی دولت سے میان تو پار اُتریگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جہاں جب پل صراط اوپر تو اپنا پیر جاویگا
تو وہ تلوار کی ہو دھار تیرا پانو کھاے گا
لگے گا جب تو ملنے گرنے تو یہ کلمہ بچاے گا
یہی یار دیکھ پکڑے گا یہی تجھکو سنبھالے گا

پڑھا کر صدق دل سے راتدن کلمہ محمدؐ کا

سوا نیزے کے اوپر جسگھڑی ہوگا آفتاب آیا
ہر اک گرمی کی تابش سے پھریگا سخت گھبرایا
پڑیگا جب ترے تن پر بھی شعلہ اُسکا گرمایا
یہی کلمہ چھتر بنکر کریگا تجھپہ وان سایا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

تلینگے جب وہان سب عمل میزان کے پلے پر
جو لکھے ہین پڑینگے آتشین گرز انکے سینے پر
تجھے تولینگے جسدم اُس ترازو کے پلے پر
یہی کلمہ میان وان بھی ترے ہوویگا پلے پر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

جو سودے پورے مین میان آنکی تو ہوگی گرم بازاری
کمی ہے جنس کی آنکی وان ہوگی بڑی خواری

ترا ایذا بھی جب کرنے لگا واں جا سبکساری — یہی کلمہ بناویگا ترے پلّے کو واں بھاری

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

پڑیگا العطش کا شور اُس میدان میں جب آکر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگینگے سوکھنے تالو زبان یکسر — یہی کلمہ تجھے پانی پلاویگا میاں بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمدؐ کی شفاعت سے بھی تجھکو بخشواویگا
بہشتی کر کے حلّہ نور کا تجھکو پنہاویگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں لیجاویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ تجھے واں جام کوثر کا پلاویگا — یہی کلمہ تجھے گلزار جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا مُنہ چاند سا روشن بناویگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت واں پر کام آویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا — اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی عرش کا تارا
اِسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا — اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں نستارا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے — یہ صدقے سے رسول اللہ کی ہم پر عنایت ہے
اسی سے یاں نظیرؔ عزت اِسی سے واں شفاعت ہے — یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمدؐ کا

راکھی

چلی آتی ہے اب تو ہر کہیں بازار کی راکھی — سنہری سبز ریشم زرد اور گلنار کی راکھی

بنی ہے گو کہ نادر خوب ہر سردار کی راکھی — سلونو تمھیں عجب رنگین ہے اُس دلدار کی راکھی
نہ پہونچے ایک گُل کو یار جس گلزار کی راکھی

عیاں ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی — جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی
تماشا ہے اہا ہا ہا غنیمت ہے یہ عالم بھی — اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ وا ٹک دیکھ لیں ہم بھی
تمھاری موتیوں کی اور زری کے تار کی راکھی

مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلونو کی بہار اب تو — ہر اک گلرو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو
ہوس جو دل میں گزری ہے کہوں کیا آہ میں تم کو — یہی آتا ہے جی میں بن کے باہمن آج تو یارو
میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی

ہوئی ہے زیب و زینت اور خوبان کو تو راکھی سے — و لیکن تم سے اے جان اور کچھ راکھی کے گل بوٹے
دِوانی بلبلیں ہوں دیکھ گل چننے لگیں تنکے — تمھارے ہاتھ نے مہندی نے انگشتوں نے ناخن نے
گلستان کی چمن کی باغ کی گلزار کی راکھی

ادا سے ہاتھ اُٹھتے ہیں گل راکھی جو ہلتے ہیں — کلیجے دیکھنے والوں کے کیا کیا آہ اُچھلتے ہیں
کہاں نازک یہ پہنچی اور کہاں یہ رنگ ملتے ہیں — چمن میں شاخ پر کب اس طرح کے پھول کھلتے ہیں
جو کچھ خوبی میں ہے اُس شوخ گل رخسار کی راکھی

پھریں ہیں راکھیاں باندھے جو ہر دم حسن کے مارے — تو اُن کی راکھیوں کو دیکھ اے جان چاؤ کے مارے
پہن زنار اور قشقہ لگا ماتھے اوپر بارے — نظیر آیا ہے باہمن بن کے راکھی باندھنے پیارے
بندھا لو اُس سے تم ہنس کر اب اس تہوار کی راکھی

مخمس ہولی

قاتل جو میرا اوڑھے اک سرخ شال آیا — کھا کھا کے پان ظالم کر منھ لال آیا

گویا نکل شفق سے بدر کمال آیا — جب منہ میں وہ پری رو ملکر گلال آیا
اِک دم تو دیکھ اُسکو ہولی کو حال آیا

عیش و طرب کا سامان ہے آج سب گھر اُسکے — اب تو نہین ہے کوئی دنیا مین ہمسر اُسکے
از ماہ تا بماہی بندے ہین بے زر اُسکے — کل وقت شام سورج ملنے کو مُنہ پر اُسکے
رکھکے شفق کے سر پر طشت گلال آیا

خالص کہین سے تازی اک زعفران منگاکر — مشک و گلاب مین بھی ملکر اُسے بسا کر
شیشے مین بھر کے نکلا چپکے لگا چھپاکر — مدت سے آرزو تھی اک دم اکیلا پاکر
اِک دن صنم پہ جاکر مین رنگ ڈال آیا

ارباب بزم پھر تو وہ شاہ اپنے لیکر — سب ہمنشین حسب دلخواہ اپنے لیکر
چالاک چست کافر گمراہ اپنے لیکر — دس بیس گلرخون کو ہمراہ اپنے لیکر
یوہین بھگونے مجھکو وہ خوش جمال آیا

عشرت کا اُسگھڑی تھا اسباب سب مہیا — بہتا تھا حسن کا بھی اُسجا پہ ایک دریا
ہاتھون مین دلبرونکے ساغر کسی کے شیشا — کمرون مین جھولیون مین سیرون گلال باندھا
اور رنگ کی بھی بھر کر مشک و پکھال آیا

عیار گی سے پہلے اپنے تئین چھپاکر — چاہا کہ مین بھی نکلون اُنئین سے چھٹ چھٹاکر
دوڑے گئے یہ کہکر جاتا ہے دم چھپاکر — اتنے مین گھیر مجھکو اور شور و غل مچاکر
اُسدم کمر کمر تک رنگ و گلال آیا

یہ چہل تو کچھ اپنی قسمت سے مچ رہی تھی — یہ آبرو کے پردے حرمت سے بچ رہی تھی
کیسا سمان تھا کیسی شادی ہی اپچ رہی تھی — اُسوقت میرے سر پر اک دھوم مچ رہی تھی

اِس دھوم مین بھی مجھکو جو کچھ خیال آیا

لازم نہ تھی یہ حرکت اے خوش سیر تجھکو
اظہر ہے سب کہے ہین مل کر شریر تجھکو
کرتے ہین اب ملامت خرد و کبیر تجھکو
لا حول پڑھکے شیطان بولا نظیر تجھکو

اب ہولی کھیلنے کا پورا کمال آیا

مخمس

چمن مین آج نسیم بہار آپہونچی
نوید نکہت گل بے شمار آپہونچی
صدائے قمری و صوت ہزار آپہونچی
جنونکے فوج کی دلپر پکار آپہونچی

ہزار شکر کہ فصل بہار آپہونچی

گئی نسیم کے ہاتھون نکلکے بادسموم
گھٹائین ابر بہاری کی تُل رہی ہین جھوم
تمام صحن چمن مین عجب مچی ہے دھوم
اِدھر گلونکے اوپر بلبلین کرین ہین ہجوم

اُدھر سے مست صفت گلعذار آپہونچی

چمن کی سیر کو آئے ہین ملکے بادہ کشان
ہوا ہے بادہ کشی کا بھی خوب سا سامان
نکالتے ہین نشے مے کے دلکا سب ارمان
ہوئی ہے گرم چمن بیچ مغبچونکی دکان

شراب و شیشہ و ساغر کی بار آپہونچی

کھلے ہے چارون طرف زور تختہ گلزار
چلے ہے سرو صبا اور نسیم عنبر بار
خبر سُنی ہے کہ آتا ہے وہ گل بے خار
گئی مصیبت روز فراق سب اِک بار

کہ اب قریب شب وصل یار آپہونچی

کوئی ہے وصف کرے گل کی تاجداری کا
کسی کو ذکر ہے بلبل کی بے قراری کا
نہین یہ وقت مری جان اضطراری کا
نہین یہ وقت مری جان آہ و زاری کا

خوشی ہو اب کہ حدِ انتظار آپہونچی

خمسہ بر غزل خود

قمر خجل ہوا خونکی جھلک نہ دیکھ سکا
سنہرے رنگ کی کندن لٹک نہ دیکھ سکا
گہر بھی لب کے سجن کی ڈھلک نہ دیکھ سکا
ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا
کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

ترے الم مین ہو دخل سو مہورت کو
نہ ہمسری ہو کبھی صاف سے کدورت کو
ملاپ تجھ سے کہان آبِ گل کی صورت کو
تو وہ ہے نور سراپا کہ تیری صورت کو
بشر تو کیا ہے مری جان ملک نہ دیکھ سکا

غمِ فراق مین جینے سے ہم جو اُکتائے
ندان یار کے کوچے مین جا کے کام آئے
تو وان بھی ذرّے ہمارے ہوا نے اُڑوائے
گلی کی خاک بھی ہو کر نہ ٹھہرنے پائے
ہمین تو آہ فلک یان تلک نہ دیکھ سکا

ہوا ہون سوکھ کے کانٹا مین ہجر مین رو رو
نہ بال اور کمر اب مرے مقابل ہو
کمال ضعف کا اپنے کہون مین کیا یارو
یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو
تو صورت اُسکی اُٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

پڑا ہے آہ مجھے جب سے شوخ سے پالا
نہ جی کو چین ہوا اور نہ دل نے سکھ پایا
لگا لگا کے نگاہونکا تیر اور بھالا
گھڑی تو دلکو پرویا گھڑی جگر چھیدا
کبھی خوشی مجھے وہ اک پلک نہ دیکھ سکا

ابھی تو آہ خمو مین شراب ہے باقی
سبھونکی عیش کی یان ہو رہی ہے بیباقی
ہمارے یار کو ظالم یہ چین مشتاقی
لگا گھٹانے جواب مے کو دمبدم ساقی

ہمارے جام کی شاید جھلک نہ دیکھ سکا

کبھی اِدھر کو جو قاصد ترا گذر ہووے
دیا کہ راہ مین جاتے کہین وہ تجھ سے ملے
تو آہ بھر کے یہ کہیو تو اُس پری رو سے
نظیر تجھ سے نہ ہوتا کبھی جدا پیارے
مگر یہ عشق حسد سے فلک نہ دیکھ سکا

ولہ در بیان بے ثباتی مراتب دُنیا

گر بادشہ ہو کر عمل مُلکون ہوا تو کیا ہوا
دھن کا نرسنگا بجا بھون بھون ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا گوسون ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگون ہوا تو کیا ہوا
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

وون تو یہ چرچا ہوا ہاتھی ملا ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہودے اوپر یا پالکی مین جا بیٹھا
آگے نقارہ اور نشان پیچھے کو فوجون کا پرا
دیکھا تو پھر آکر ان مین ہاتھی نہ گھوڑا نے گدھا
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا عشرتون کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
ساقی صراحی گلبدن جام شراب ناب تھے
یا بیکسی کے درد سے بیحال تھے بیتاب تھے
یا اضطراب حال سے وہ صورتِ سیماب تھے
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا ایک دن وہ دھوم تھی نکلے تھا جب اسوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے رہو
یا ایک دن دیکھا اُسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
بس کیا خوشی کیا ناخوشی یکسان ہے سب اپنے تئین وہ
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتین کھاتا رہا دولت کے دسترخوان پر
میوے مٹھائی یا مزے حلوے ترشیر و شکر
یا باندھ جھولی بھیک کی ٹکڑون کی خاطر در بدر
ہو کر گدا پھرنے لگا ٹکڑون کی خاطر در بدر
گر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت مین رہا اور دوسرا دلشاد ہے
یا لذتین یا راحتین یا ظلم یا بیداد ہے
وان عیش عشرت کے مزے یان نالۂ فریاد ہے
کچھ رہ نہین جاتا میان آخر کو سب برباد ہے

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتین آ کر ملین تو بھی وہ گذر جانا میان
یان سُکھ مین یا دکھ مین غرض یا ہے گذر جانا میان
جو درد دکھ آ کر پڑین تو بھی وہ پھر جانا میان
یان چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میان

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ کسکو شاد ہوا ور کسپہ آنکھین نم کرے
یا دلکو لے رو بیٹھکر یا درد دکھ مین کم کرے
یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا تکا یہی طوفان ہے اب کسکی جوتی غم کرے

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے ہر حال مین بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھ لے جنجال مین بھی شاد ہو
دستار مین بھی ہو خوشی رومال مین بھی شاد ہو
اس حال مین بھی شاد ہو اس حال مین بھی شاد ہو

اگر یون ہوا تو کیا ہوا اور وون ہوا تو کیا ہوا

در بیان ہولی

جدا نہ ہے ہوا سے خوش جمال ہولی مین
ہر ایک عیش سے ہیگا بحال ہولی مین
کہ یار پھرتے ہین یار دنکی نال ہولی مین
بہار اور کچھ انکی ہے سال ہولی مین

مزا ہے سیر ہے ہر سو کمال ہولی مین

سبھونکے عیش کو پھاگن کا یہ مہینا ہے
طلا کا زرد کئے سر بسر خزینہ ہے
سفید و زرد مین لیکن کمال کینہ ہے
سفید پاس فقط سیم کا دفینہ ہے

ہر ایک دل مین ہے رستم و زال ہولی مین

کہا سفید سے آخر کو زرد نے یہ پیام
کہ اے سفید تو اب چھوڑ دے جہان کا مقام
مین آیا اب تو ہرا بند و بست ہوگا تمام
تو مجھسے آنکے مل چھوڑ اپنی ضد کا کلام
وگرنہ کھینچے گا تو انفعال ہولی مین

ملے گا مجھسے تو مین تجھکو سرپہ بٹھاؤن گا
بنا کے آپسا پاس اپنے سے بٹھاؤن گا
کہا سفید نے مین مطلقاً نہ آؤن گا
تجھی کو بعد کئی دن کے مین بھگاؤن گا
تو اپنا دیکھیو کیا ہوگا حال ہولی مین

یہ سنکے طیش مین آ زرد کا سپہ سالار
چڑھ آیا فوج کو لیکر سفید پر یک بار
ادھر سفید بھی لڑنے کو ہوکے آیا سوار
صفین مقابلہ دونون کی جب ہوئین تیار
ہوا اگرچہ جواب و سوال ہولی مین

چلا ادھر سے سفید اور ادھر سے زرد بہار
لگے شتابین رنگ برنگ فوج نکلی چمکین شتار
کیا الیسی مشکین حقین رنگ کی پڑی بوچھار
اور چہار طرف سے پچکاریونکی مار مار
اڑا ادھر تو زمان تک گلال ہولی مین

یہان تو دونون مین آپس مین ہورہی تھی جنگ
ادھر سے آیا جو اک شوخ بانکا گل رنگ
ہزار دن نازنین معشوق اور آتش کے سنگ
نشہ مین مست کھلی زلف جوڑے رنگ رنگ
کہا کہ پوچھیو تو کیا ہے یہ حال ہولی مین

کہا کسی نے کہ اے بادشاہ مہرویان
سفید و زرد یہ آپس مین لڑ رہے ہین یہان
یہ سنکے آپ وہ دولھا نکلے آ گیا ویان
لہو میں تھا نیا اُسے اور ادھر سے اسکو بلان
تم اسقدر نہ کرو اختلال ہولی مین

کہا تمھاری خصومت کا ماجرا ہے کیا
کہا سفید نے تھا حق یہ زرد سے لڑتا

یہ سُن کے اُسنے وہین اپنا اِک منگا جوڑا | پھر اپنے ہاتھ سے جوڑے کو چھڑکوان رنگا
کہا کہ دونون رہو شامل حال ہولی مین

پھر اپنے تن مین جو پہنا وہ خلعت رنگین | سبھونکو حکم ہوا تم بھی پہنو اب یونہین
ہزارون لڑکون نے پہنے وہ جوڑے پھولدین | پکاری خلق کہ انصاف چاہیے یونہین
ہوا پھر اور ہی حسن و جمال ہولی مین

میان مین کیا کہون پھر اس مزے کی تھی بہار | جدھر کو آنکھ اُٹھا کر نظر کرو اکبار
ہزارون باغ رواں ہین کرورون ہین گلزار | چمن چمن ہی پڑے پھرتے ہین سرو گل رخسار
عجب بہار کے ہین نونہال ہولی مین

جو لہر حسن کی ہے موج مار چلتی ہے | علم لیے ہوے آگے بہار چلتی ہے
اگاڑی مست صف گلعذار چلتی ہے | پچھاڑی عاشقون کی سب قطار چلتی ہے
سبھونکے دل مین خوشی کا خیال ہولی مین

گلال عبیر سے کتنے بھرے ہین چوپائے | تمام ہاتھونمین گڑوے بھی رنگ کے لائے
کوئی کہے ہے کسی سے کہ ہم بھی لو آئے | تو اُس سے کہتا وہ ہنسکر کہ آ مری جاے
ہنسی خوشی کا ہے قال و مقال ہولی مین

اسی بہار سے گوکل پورے مین جا پہونچے | اور منڈی نائی کی و رسید خانی منڈی ہے
سب عام گنج مین شاہ گنج و تاجگنج پھرے | ہین شہر مین نہین اور گرد شہر کے رستے
ہوا ہجوم کا پھر کمال ہولی مین

سبھونکو لیکے کناری بزار مین آئے | پھر موتی کٹرہ پھیلے کے لوگ سب دھائے
کہ میل منڈی و بنی گلی کے بھی آئے | جہان تہان سے یہ گھر گھر کے لوگ سب چھائے

کہ بینوا اونکے دیکھین جمال ہولی مین

ہوئی جو سب مین شریف و رذیل مین ہولی　　تو پہلے رنگ کی پچکاریونکی مار ہوئی
کسی کا بھر گیا جامہ کسیکی پگڑی بھری　　کسی کے مُنھ پہ لگائی گلال کی مٹھی
تو رفتہ رفتہ ہوئی پھر یہ چال ہولی مین

گھٹائین مشک پکھالونکی جھوم کر آئین　　سُنہری بجلیان پچکاریون کی چمکائین
صبانے رنگ کی بوچھارین آکے برسائین　　ہوانے آنکے ساون کی جھڑیان بنوائین
لگے برسنے کو مشک دیکھال ہولی مین

ادھر گلال کا بادل بھی چھا گیا گھنگھور　　صدا یہ رعد ہوئی ہر کسی کا غل اور شور
یہ لڑکے نازنین پوسے ہین کو کلا جوں مور　　تمام رنگ کی بوچھار سے ہے شورابور
عجب ہے رنگ نکی برشکال ہولی مین

لگا ہے چوک سے اور چارسو تلک ریلا　　کہ جا کہ ایک بھی تل دھرنے کی نہین ہے ذرا
تمام بھیڑ سے ہر طرف بند ہے رستا　　تس اوپر رنگ کا بادل ہے اسقدر برسا
کہ ہر گلی مین بہا ڈھول کھال ہولی مین

نظیر ہولی تو ہے ہر نگر مین اچھی خوب　　ولیک ختم ہوا آگرے پہ یہ اسلوب
کہان ہین ایسے صنم اور کہان ہین یہ محبوب　　جنھونکے دیکھتے عاشق کا ہووے تازہ قلوب
تھی نرالی یہ یہان چال ڈھال ہولی مین

در بیان عشرت ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب وہ دیکھ چھورے　　ہر آن آنچلون کے سمور تھے کٹورے
پائوئین کالے ٹیکے ہاتھون مین نیلے ڈورے　　یا چاندسی ہو صورت یا سانورے و گورے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے تھے — پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے جھولتے تھے
ماں باپ انکی خدمت سر پر قبولتے تھے — ہاتھوں میں کھیلتے تھے جھولوں میں جھولتے تھے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

…نے دوستی کسی سے نے دل میں انکے کینا — جانیں نہ سیر [illegible] نے جھیلیں کچھ ترینا
…نے گرمی سے واقف نے جاڑے پسینا — چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش ان کو دودھ پینا
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

جو دیکھے انکی صورت لے پیار سے گلاوے — ہاتھوں اوپر اچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے — کوئی چوسنی تھما دے کوئی جھنجھنا لگاوے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی انکا کرتا سلا لاتا ہے — یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے — نانا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہوگا — جب گھٹنیوں چلے پھر اور کچھ تماشا
پاؤں چلے تو واں سے پھر اور رنگ ٹھہرا — سب زندگی کا حظ ہے انکو نظیر اہا ہا
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

خمسہ بر غزل حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آمد نگار دلبر شیرین کلام ما — رشک ارم ز نزہت او شد مشام ما
ز دور روزگار سکّہ دولت بنام ما — ساقی بہ نور بادہ برافروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

زاہد تو کم خوری سے کرین تن کو اپنے کاشت
ہم رند پی شراب کرین عیش و لکے راست
جسدم کہ آگے ہووےگا دیوان حشر راست
ترسم کہ صرفہ نبرد روز بازخواست

نان حلال شیخ ز آب حرام ما

جامے ز دست ساقی رنگین کشیدہ ایم
غم را بہ پشت پا زدہ عشرت خریدہ ایم
زاہد خبر ندارد ازان گل کہ چیدہ ایم
ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم

اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

چرخ و فلک جہان مین خرامندہ شد بہ عشق
شمس و قمر ہی نور مین تابندہ شد بہ عشق
دائم وہی رہیگا جو پایندہ شد بہ عشق
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کیا کیا کرین ہین ناز و ادا سیمتن بتان
آوے ابھی وہ شوخ تو ہوجاوین سب نہان
دیکھا جو خوب سب ہین یہ دھوکے کی ٹٹیان
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان

کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما

زاہد ہمین خدا نے کیا ہے جو مے پرست
مست الست ہم ہین نہین آجکل کے مست
دیکھو تو کسطرح کی تری ہے نگاہ مست
مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش است

زان رو سپردہ اند بہ مستی زمام ما

جیسے جدا ہوا انکا حسن کا وہ چاند
روتے ہی روتے ہمکو یہ گذرا تمام چاند
مثل نظیر ہجر کی شب مین ہو کے ماند
حافظ ز دیدہ دانۂ اشکی ہمی فشاند

باشد کہ مرغ وصل کند قصد دام ما

خمسۂ دیگر بر غزل حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

کیست تا آن ساقیِ گلفام را
تشنہ لب نگذار این ناکام را
از من بیدل دہد پیغام را
ساقیا برخیز و در دہ جام را

خاک بر سر کن غم ایام را

گو کہ مے پینے سے ہیں بدنامیاں
ہم تو سمجھے ہیں پلا ساقی میاں
عزت و حرمت کا جاتا ہے نشان
گرچہ بدنامیست نزد عاقلان

ما نمی خواہیم ننگ و نام را

دیکھکر نالے ہمارے شعلہ زن
کیوں نہ اب جل جلکے ہوں دشمن کے تن
عابد و زاہد کے بھولے مکر و فن
دود آہ سینۂ سوزان من

سوخت این افسردگان خام را

یہ جو ہیں پہنا ہے جبہ سر بسر
رب خدا کے واسطے اے مغبچہ
ہے بھرا اس میں سراپا مکر و شر
سلغری بر کفم نہ تا ز سر

بر کشم این دلق ازرق فام را

تنگ دارم منزل و ماوائے خود
عاشقم بر طرز بے پروائے خود
کردہ ام کوے مغان را جائے خود
محرم راز دل شیدائے خود

کس نمی بینم ز خاص و عام را

یہ جو یاں خوباں سمجھتے ہیں بند و بست
انکا میں عاشق نہیں اے خود پرست
دل کو لیتے ہیں بصد افسون و دست
با دلارامے مرا خاطر خوش است

کز دلم یکبارہ برد آرام را

عشق میں آرام دل ہوتا ہے کب
یاں تو ہر دم غم ہے اور رنج و تعب
کوئی دن مثل نظیر اس غم میں اب
صبر کن حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

خمسۂ دیگر

تا کے بدلق و سبحہ کنی فکر دام را
آری بحلقہ در کف خود خلق عام را
بگذار یک نفس تو چنیں کار خام را
صوفی بیا کہ آئینہ صافست جام را
تا بنگری صفائے مے لالہ فام را

یہ صید گاہ عشق ہے دیر و حرم نہیں
یاں لاکھوں جال اڑ گئے اور سیکڑوں کہیں
باز آ تو اس خیال سے سنتا ہے ہمنشیں
عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

کیفیت شراب زہے پرست پرس
یا آنکہ در ازل شدہ جام الست پرس
سیر جہاں نہ از دل از عقل پست پرس
راز درون مرو ز رندان مست پرس
کیں حال نیست صوفی عالی مقام را

گر زیر آسماں تجھے فرصت ہے ایک جو
گر اپنے دل کے عیش تو ایک ایک دم میں سو
گرچہ شراب ناب کی اسجا لگی ہے لو
در بزم دور یک دو قدح درکش و برو
یعنی طمع مدار وصال دوام را

کھو کر جوانی کو جو ہوا یار اب قریش
پیری کا اب تو آن پڑا تیرے سر پہ جیش
آتا ہے تجھکو دیکھ مرے جی میں اب تو طیش
ای دل شباب رفت نچیدی گلے ز عیش
پیرانہ سر مکن ہوس ننگ و نام را

پیرمغان نے جب سے دیے جام نو بنو
جب سے کلاہ دان و مصلا ہوا گرو
شل نظیر اب تو لگی دلکو مے کی لو
حافظ مرید جام مے ست اے صبا برو
وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

دربیان اُمس

کیا ابر کی گرمی مین گھڑی پہر ہے اُمس
گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اُمس
پانی سے پسینون کی بڑی نہر ہے اُمس
ہر باغ مین ہر دشت مین ہر شہر ہے اُمس
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

کتنے تو اس اُمس کے تئین کہتے ہین گرماؤ
یعنی کہ گھرا ابر ہو اور آکے رکی باؤ
اُس وقت تو پڑتا ہے غضب جان مین گھبراؤ
دل سینے مین بیکل ہو یہی کہتا ہے کھاتاؤ
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز کو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

بدلی کے جو گھر آنے سے ہوتی ہے ہوا بند
پھر بند سے گرمی وہ غضب پڑتی ہے یکچند
پنکھے کوئی پکڑے کوئی کھولے ہے کمر بند
دم رک کے کھلا جاتا ہے کرنیسے پھر اک بند
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ایدھر تو پسینون سے پڑی بھیگے ہین کھاٹین
گرمی سے اُودھر میل کی کچھ چیونٹیان کاٹین
کپڑا جو پہنیے تو پسینے اُسے پاٹین
ننگا جو بدن رکھیے تو پھر مکھیان چاٹین
برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُڑکنے سے ہوا کے جو بُرا ہوتا ہے احوال — پنکھا کوئی آنچل کوئی دامن کوئی رومال
دم دھوکنے لگتا ہے اُبھار و نگی کو یلکھال — کچھ روح کو بیتابیان کچھ جان کو جنجال

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گھبرا کے کبھی آتا ہے دم جاتا ہے پھولا — آرام جو دل کا ہے سبھی جاتا ہے بھولا
آتا ہے کبھی ہوش کبھی جاتا ہے بھولا — کپڑے بھی بُرے لگتے ہین جی جاتا ہے بھولا

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

ہوتی ہے اُمس جو کبھی اک رات کو آکر — گر ڈالتی ہے پھر تو قیامت ہی مقرر
ایدھر تو ہوا بند اُودھر پسو و مچھر — پانی کوئی پیوے تو وہ اودھن سے بھی وہ تیز

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

جسوقت ہوا بند ہوا اور آگے گھٹا چھائے — پھر کیسے دل اُس گرمی مین کسطرح نہ گھبرائے
اوڑھو تو پسینا جو نہ اوڑھو تو غضب آئے — پسّو کبھی مچھر کبھی کھٹمل ہی لپٹ جائے

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

گر اس مین ہوا کھل گئی اور پانی بھی لائی — تو جسمین جی اور جان مین کچھ جان سی آئی
اور اسمین جو پھر ہو گئی اُمس کی چڑھائی — تو پھر وہی رونا وہی غل شور دُہائی

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس — سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُمس مین تو لازم ہے کہ پنکھا نہ ہوا ہو
اور مکھیون کے واسطے گزتن سے ملا ہو
اک کوٹھری ہو جسمین دھوان آن کے بھرا ہو
اُسوقت ذرا دیکھیے اُمس کا کہ کیا ہو

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

اُس رت مین تو واللہ عجب عیش ہے دلخواہ
جنگل بھی ہرے گل بھی کھلے سبز چراگاہ
مینہ برسے ہے اور سرد ہوا آتی ہے ہر گاہ
اُمس ہی مگر دل کو ستاتی ہے نظیر آہ

برسات کے موسم مین نپٹ زہر ہے اُمس
سب چیز تو اچھی ہے پر اک قہر ہے اُمس

خمسہ بر غزل خود

خوشی سے دلکی منگا عطر و پان کوٹھے پر
ہمارے ملنے کا رکھ دل مین دھیان کوٹھے پر
بچھا کے فرش لگا سائبان کوٹھے پر
کبھی تو آؤ ہماری بھی جان کوٹھے پر

لیا ہے ہمنے اکیلا مکان کوٹھے پر

ادائے تیغ بھرن کی کمان کوٹھے پر
بنا کے ناز و کرشمے کی شان کوٹھے پر
مزہ کا تیز نگہ کا سنان کوٹھے پر
کھڑے جو ہوتے ہو تم آن آن کوٹھے پر

کروگے حسن کی کیا تم دُکان کوٹھے پر

تمھاری یاد مین ٹکڑے کیا جگر مین نے
کھڑا ہو در سے ٹھہرا کے ٹک نظر مین نے
تمھارے ہجر مین چھانا ہے در بدر مین نے
تمھین جو شام کو دیکھا تھا بام پر مین نے

تمام رات رہا میرا دھیان کوٹھے پر

اگرچہ ہمکو ستاتے ہو تم بہت ساجی
جھڑک جھڑک کے اُٹھاتے ہو بزم سے اپنی

تمھاری مجھ سے تو اُلفت نہ چھوٹے جیتے جی
یقین ہے بلکہ مری جان جب کہ نکلے گی
تو آرہے گی تمھارے ہی جان کوٹھے پر

تمھیں خبر نہیں پیارے ابھی ہو تم لڑکے
گلاب و عطر ملا ہے جو تم نے کپڑوں سے
یہ وقت شام ہے اور دونوں وقت ہیں ملتے
مجھے یہ ڈر ہے کسی کی نظر نہ لگ جاوے
پھرو نہ تم کھلے بالوں سے جان کوٹھے پر

اُدھر سے زلف بھی آکر ہوا سے لہراوے
اُدھر سے پان و مسی بھی جو رنگ دکھلاوے
اُدھر سے چاند سا مکھڑا جھلک جو جھمکاوے
بشر تو کیا ہے فرشتہ کا جی نکلجاوے
تمھارے حسن کی دیکھ آن بان کوٹھے پر

جہاں دلوں کی محبت کا کارخانہ ہے
وہاں تو لاکھ طرح دیکھنا دکھانا ہے
یہ بار بار کے آنے سے ہم نے جانا ہے
جھمک دکھا کے ہمیں اور بھی پھنسانا ہے
جبھی تو چڑھتے ہو تم جان جان کوٹھے پر

میاں یہ ہے سر بازار کچھ تو خوف کرو
گلابی پیتے ہوے کی لب تک کنارے پیو
نشے میں پیارے سے ہنس ہنس کے مجھ سے مت اینٹھو
تمھیں تو کیا ہے و لیکن مری خرابی ہو
کسی کا آن پڑے اب جو دھیان کوٹھے پر

پڑی ہیں اُس پہ یہ عشقیلیں کئی جو شنگرفی
نہیں تمھاری سرِ بام رنگ کی سُرخی
ہزاروں دیکھی ہیں ہم نے منڈیر چونے کی
کہ چونے کاری میں سرخی ہوئی ہے اوپری
کسی کے خون کا یہ ہے نشان کوٹھے پر

تمھارے ہجر نے اے جان بن کیا ہی گرد
حواس باختہ نمناک چشم منھ ہے زرد
بہا کے آنکھوں سے آنسو جگر سے بھر دم سرد
یہ آرزو ہے کسی دن تو آ کہیے دل کا درد

کرین ہم آن کے تمسے بیان کوٹھے پر

ہوئے ہین ہمتو تمھاری محبت مین تباہ
سنو جی خوب سمجھتے ہین ہم تمھاری چاہ
وے تمھاری وہی ہے دغا و مکر کی راہ
لڑاؤ غیر سے آنکھین کہو ہمسے آہ
کہ تھا ہمین تو تمھارا ہی دھیان کوٹھے پر

یہ دم کی بات جو کہنا ہو اب تو اُسے کہو
ہمین تو دہر سے معلوم آپ کی خو بو
نہ جانتا ہو تمھاری جو کوئی باتون کو
خدا کے واسطے اتنا تو جھوٹ مت بولو
کہین نہ ٹوٹ پڑے آسمان کوٹھے پر

یہ سنکے باتین مری ہنس پڑا وہ ماہ منیر
پھر اپنے ناز و ادا مین سمجھ کے مجھکو اسیر
لگا یہ کہنے کہ تو بھی کوئی بڑا ہے شریر
کمند زلف کی لٹکا کے اُس صنم نے نظیر
چڑھا لیا مجھے اپنے ندان کوٹھے پر

خمسہ بر غزل خود

کیا وڑ دوڑ پھرتے ہو اِس گھر کے آس پاس
دیکھا ہے ہمنے خوب نظر کر کے آس پاس
تم بھی تو آگے دیکھو کبھی در کے آس پاس
زلفین یہ دو نہین رخ دلبر کے آس پاس
ابر سیہ ہے ماہ منور کے آس پاس

عنبر کی بو کا آہ یہ کب فیض ہے عمیم
جانبخش عاشقون کی ہے اب تری شمیم
جس سے شگفتہ ہو لب زخم دل دو نیم
تجھ مین تو یہ شمیم نہ تھی سچ کہہ اے نسیم
کس کے پھری تو زلف معنبر کے آس پاس

تیرے سوا تو کوئی نہین ایسا نامہ بر
کہیو صبا تو غنچہ دہن سے کہ ہر سحر
جو میرے حال زار کی دیوے اُسے خبر
گلشن مین جا کے پھرتا ہون اُس غنچے کو یاد کر

دو دو پہر مین سرو صنوبر کے آس پاس

نکلے گی آہ سینے سے جسوقت جون شرار | اک آن مین جلائیگی غیرونکے گھر ہزار
تنہا پڑیگا شور طپش کا نہ بے شمار | رو دینگے ہم جو دیکھیو کوچہ مین اپنے یار
پانی ہی پانی ہوگا ہر اک گھر کے آس پاس

خلوت مین گاہ گاہ وہ ہے دسترس مجھے | جو ہاتھ جوڑ پانون پہ دلبر کے جا پڑے
کثرت مین دیکھتا نہین ہر چند دل مجھے | اُس شوخ کی طرف مین رقیبونکے خوف سے
دیکھون بھی ہون تو آہ نظر بھر کے آس پاس

مقدور غیر کا نہین جو ساتھ پھر سکے | کیا غیر اپنے ساتھ نہ سایہ کو لگنے دے
پھرتی ہے گرد گل کے صبا جسطرح سے | ہم تو کمر بند معانیکے حیلے سے پھر لیے
ٹیکے کے ساتھ ساتھ ستمگر کے آس پاس

بلبل کی طرح کب تئین نالہ کیا کرون | اب جی مین ہے پتنگ کی مانند جل اُٹھون
گو شعلہ رو کے گرد سر اور پانونسے چلون | مثل بنیٹی آہ کا چکر سا باندھ دون
پھرنے دے گرد اپنے مجھے سر کے آس پاس

دو چار روز بیٹھ سکون کب مین دلفگار | اُس بن تو ایکدم نہین دلکو مرے قرار
تم مانو یا نہ مانو یہ باتین ہین بے شمار | باران ہو گرچہ باڈھ ہو کچھ ہو پر اکبار
پھر آنا اُس صنم کے مجھے گھر کے آس پاس

نے سر کی سدھ تجھے ہے نہ بالونکی ای پری | شاید کسی سے آج تری آنکھ ہے لڑی
کس کی لگن مین جلتی ہے کیا جانے تو کھڑی | ای شمع ٹک تو دیکھ کہ پروانہ اس گھڑی
کس کس طرح پھرے ہے ترے سر کے آس پاس

جز سوختن کے آہ نہین کچھ اسے طلب
سمجھے تو جان دے یہ اب وصل کے سبب
مہمان ہے کوئی دم کا یہ جلتا ہے تشنہ لب
اس جا وہ پر تو تجھکو بھی لازم ہے یہ کہ اب
اُٹھکر بھرے تو آکے ہر اک سر کے آس پاس

جنت مین جبکہ جائینگے سب خرد اور کبیر
کہدینگے اپنے دل کا جو کچھ ہو ویگا ضمیر
یعنے کہ جام مانگین گے ہر اک جوان و پیر
کیا کیا ہجوم ہونگے مجھونکے اے نظیر
محشر کے روز ساقی کوثر کے آس پاس

دربیان ہولی

پھر آنکے عشرت کا مچا ڈھنگ زمین پر
اور عیش نے عرصہ ہے کیا تنگ زمین پر
ہر دل کو خوشی کا ہوا آہنگ زمین پر
ہوتا ہے کہین راگ کہین رنگ زمین پر
بجتے ہین کہین تال کہین زنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گھنگروکی پڑی آن کے ہر کان مین جھنکار
سارنگی بھی ہوتی ہین طنبورونکی مددگار
طبلونکے تھکے طبل یہ سازونکے بجے تار
راگونکے کہین غل کہین ناچونکے بندھے تار
ڈھولک کہین جھنکار رہے ہے مردنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

اس رات چمن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
اور جنگل و بن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
ہر شوخ کے تن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
عاشق کے بدن پر بھی عجب رنگ چڑھا ہے
سب عیش کے رنگو نمین ہے ہمرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مارا ہے نپٹ ہولی کے رنگوں نے عجب جوش
ہین ناچ کہین راگ کہین رنگ کہین نوش
جو رنگ مین اک خلق نبی پھرتی ہے گل پوش
پیتے ہین نشے عیش مین سب اُٹھین مین ہوش

معجون کہین پیتے ہین کہین بنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

میخانہ مین دیکھو تو عجب سیر ہے یارو
مستی سے سوا عیش نہین ہوش کسی کو
واں مست پڑے لوٹتے ہین اور کرتے ہین ہو ہو
شیشون مین پیالون مین صراحی مین خوشی ہو

اُچھلے ہے پڑی بادہ گلرنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

گاگا کے پکارین کہین رنگونکی چھڑک ہے
طبلونکی صدائین کہین تالونکی جھنک ہے
مینائی بھبک اور کہین ساغر کی جھلک ہے
تالی کی بہارین کہین ٹھلیا کی کھڑک ہے

بجتا ہے کہین دف کہین مرچنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

مستی مین اُٹھا آنکھ جدھر دیکھو اہا ہا
چلتے ہین کہین جام کہین سوانگ کا چرچا
ناچے ہے طوائف کہین تھنکے ہے بھویا
اور رنگ کو گلیون مین جو دیکھا تو ہر اک جا

بہتی ہین اُمنڈ کر جمن و گنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

معمور ہین خوبان سے گلی کوچہ و بازار
چھایا ہے گلالونکا ہر اک جا پہ دھوان دھار
اُڑتا ہے عبیر اور کہین پچکاریکی ہے مار
پڑتی ہے جدھر دیکھو اُدھر رنگ کی بوچھار

ہے رنگ چھڑکنے سے ہر اک تنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بھاگے ہے کہین رنگ کسی پر جو کوئی ڈال — وہ پوٹلی مارے ہے اُسے دوڑ کے فی الحال
یہ ٹانگ گھسیٹے تو وہ کھینچے ہے پکڑ بال — وہ ہاتھ مڑوڑے تو یہ توڑے ہے کھڑا گال
اس ڈھب سے ہر اک جا پہ رہے ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

بیٹھے ہین سب آپس مین نہین ایک بھی کڑوا — پچکاری اُٹھا کر کوئی چمکاوے ہے کھڑوا
پھرتے ہین کہین مشک کہین رنگ کا گڑوا — کیا شاد وہ ہوتا ہے جسے کہتے ہین بھڑوا
سنتے ہین یہانتک نہین اب ننگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

ہولی کی نظیر اب جو بہارین ہین اہاہا — محبوب رنگیلون کی قطارین ہین اہاہا
کپڑون پہ جمی رنگ کی دھارین ہین اہاہا — سب ہولی ہی ہولی ہی پکارین ہین پیا ہاہا
کیا عیش ہے کیا رنگ ہے کیا ڈھنگ زمین پر
ہولی نے مچایا ہے عجب رنگ زمین پر

در بیان موت

دنیا مین انبیا بھی کوئی بہلا کے مر گیا — دل تنگیوں سے اور کوئی اُکتا کے مر گیا
عاقل تھا وہ تو آپکو سمجھا کے مر گیا — بیعقل چھاتی پیٹ کے گھبرا کے مر گیا
دکھ پا کے مر گیا کوئی سکھ پا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اِک آ کے مر گیا

دن رات رن مچے ہے یہان ادہر ہے جنگ — چلتی ہے نت اجل کی سنان گولی و تفنگ
جسکا قدم بڑھا وہ ہوا وہین بے درنگ — جو جی چھپا کے بھاگا تو اُسکا ہوا یہ رنگ

مرگیا

وہ بھاگتے میں تیغ و تبر کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

پیدا ہوئے ہیں خلق میں اب جتنے جزو کل
یا جب گذاری عمر و یا دھوم کر چہل
جب آنکر فنا نے کھلایا اجل کا گل
کام آئی کچھ کسی کو خموشی نہ شور و غل

چپکے کوئی موا کوئی چلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر لاکھ عشرتوں سے ہے دلمیں یہ دھوم دھام
یا مصیبتوں سے ہوا غم کا اژدہام
آخر کو جب اجل نے کیا آن کر سلام
غم میں کسی حسین کے کوئی ہو گیا تمام

کوئی حور پریاں چھاتی سے لپٹا کے مرگیا
جیتا رہا نکوئی ہرِاک آ کے مرگیا

پڑھکر نماز کوئی رہا پاک با وضو
کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
ناپاکی پاکی موت کی ٹھہری نہ روبرو
کوئی عبادتوں سے موا ہو کے سرخرو

ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

گر دل کے آئینہ کے تئیں صاف اکبار
کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
جب پیک نے اجل کے کیا آنکر گذار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق میں کہلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مرگیا

بالفرض گر کسی کو ہوئی یا دکیمیا
یا مفلسی میں ایک نے خونِ جگر پیا

کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہین جیا
سوکھی کسی نے روٹی چبا غم مین جی دیا

قلیا پلاؤ زردہ کوئی کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پہنا لباس خوب اگر عطر کا بھرا
یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
پولے کے جھونپڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا

باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہان
یا بینوا ہو کوئی ہوا خود مُنڈا یہان
جب مرشد اجل کا قدم آیا درمیان
کوئی تو لمبی داڑھی لیے ہو گیا روان

مونچھین بھوین تلک کوئی منڈوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

گر ایک بیوقار ہوا ایک قدر دار
سر پر لگا جب آن کے تیغ اجل کا وار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار
تھا جیسا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و عار

اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کوئی ٹھڈی سی چاہتا تھا کوئی مونڈھا اور مٹر
جسدم قضا نے ہاتھ مین لی تیغ او سپر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھتر
یہ خاک پر موا وہ موا تخت کے اوپر

تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

عاشق ہو کر کسی نے کسی گل کی چاہ کی
معشوقی کام آئی کسیکی نہ عاشقی
اور جب اجل کی دونون سے آکر لگن لگی
عاشق نے اپنے عشق ٹرہا نیمین جان دی

دلبر بھی اپنے حسن کو چمکا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کتنون مین ٹرھکے ایسی ٹرھی الفتونکی چاہ
جو جسم وجان ایک ہوے اُنکے واہ واہ
عاشق ہوا تو مرگیا معشوق خواہ مخواہ
معشوق مرگیا تو وہ عاشق بھی کر کے آہ

اِس گلبدن کی قبر او پر جا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کیا کالے پیلے شکل کے کیا گورے گلعذار
عاشق کوئی ہے اور کوئی معشوق طرحدار
عاقل حلیم وعامل وفاضل رسالدار
پنڈت نجومی بیدچہ نادان چہ ہوشیار

دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

کیا اوچھی ذات پاک کے اشراف کیا نجیب
قسمت سے پھوٹی کوڑی کسی کو نہو نصیب
جسدم قضا کے ہاتھ نے بند آنکھ کی عجیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب

کوئی خزانہ خاک مین گڑوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

مرنیسے پہلے مرگئے جو عاشقان زار
وہ زندۂ ابد ہوے تا حشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار
جتنی کتابین دیکھئے ہو لاکھ یا ہزار

کوئی لکھ کے مرگیا کوئی لکھوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

پیر و مرید و شاہ و گدا امیر اور وزیر — سب آنکر اجل کے ہوئے دام میں اسیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر — کون اس جہان میں زندہ رہا اے میاں نظیر
کوئی ہزار دن عیش کی ٹھہرا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آکے مرگیا

در صفت چپاتی

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے — رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے
زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے — اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جو کھاتے ہیں باقر خانی کلچہ شیرمال — ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال
یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گردن میں جال — جب ملی روٹی تو ہاں ہم ہوگئے صاحب کمال
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جنکا نور ہے — وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے
دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے — ہم شکم بندوں کا یارو بس یہی دستور ہے
دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے — گر نہ ہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے
کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے — آسمان کیا پھر تو خاصے لامکاں کی سیر ہے

دو چپاتی

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر — نے نمازون مین لگے دل اور نہ کچھ قرآن پر
راتدن روٹی چڑھی رہتی ہے سبکے دھیان پر — کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

گر نہون دو روٹیان اور اک پیالہ دال کا — کھیل پھر بگڑا پڑے یا حال کا اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا — وصف کس منہ سے کرون مین نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

پیٹ مین روٹی نہ تھی جب تک وہ عالم تھا سیاہ — جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے لے تا ماہ — کیا کرامت ہے فقط روٹی مین یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

یون چمکتا ہے پڑا ہر آن گرد نان کا — جان آتی ہے لیے سے نام دسترخوان کا
چاند کا ٹکڑا اکھون مین یا کہ ٹکڑا نان کا — روح ناچے ہے بدن مین نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

حسن جتنے ہین جہان مین سب بھرے ہین خوان مین — خوبیان جتنی ہین لاکر سب بھری ہین نان مین

عاشق و معشوق بھی ٹکیا کے ہین درمیان مین ۔۔۔ پھنس رہے ہین سبکے دل روٹی کے دسترخوان مین

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

جو مرید اپنا کسی درویش کو کرتا ہے پیر ۔۔۔ یعنی کچھ دیکھے تجلی کی کرامت دلپذیر
کھاتے ہی دو روٹیان دل ہوگیا بدر منیر ۔۔۔ کوئی روٹی سا نہین اب پیر و مرشد ای نظیر

دو چپاتی کے ورق مین سب ورق روشن ہوے
اک رکابی مین ہمین چودہ طبق روشن ہوے

برسات کا تماشا

اہل سخن کو ہے گا اک بات کا تماشا ۔۔۔ اور عارفون کی خاطر ہے ذات کا تماشا
دنیا کے صاحبون کو دن رات کا تماشا ۔۔۔ ہم عاشقون کو ہے گا سب گھات کا تماشا

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے ۔۔۔ لیتا ہے مول بادل کر کر تلاش زر سے
آئی ہوا بھی لیکر بادل کو ہر نگر سے ۔۔۔ آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر سے برسے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منھ اٹھا کر ۔۔۔ ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہین یون سنا کر
ہان سبز جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر ۔۔۔ کوئی دم کو میگھ راجا دیکھیگا سبکو آکر

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا مین ایکباری ۔۔۔ ہونے لگی وہان پھر برسات کی تیاری
چشمون مین کوہ کے بھی ہوئی سبکی انتظاری ۔۔۔ موسم کے جانور بھی آتے ہین باری باری

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون نے بادلوں سے پھر آ گھٹا جو چھائی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی
ہر سمت رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

جن صاحبوں کے دل کو کچھ عیش سے ہے بہرا
وہ اس ہوا میں جا کر دیکھے ہیں کچھ وہ صحرا
ہر طرف آب سبزہ اور گلبدن سنہرا
جنگل میں آج منگل کس کس طرح کا لہرا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

کوئی اپنے دلربا سے کہتا ہے دیکھیں جنگلا
چہرے کو تو گلابی یا گل انار رنگ لا
اور ساغر و صراحی مے کی تو اپنے سنگ لا
پی پی نشوں میں سیریں دیکھیں نہاکے بنگلا

آ یار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر گلبدن کے تن میں پوشاک ہے اکہری
پگڑی گلابی ہلکی یا گل انار گہری
صحن چمن میں ہے جو بارہ دری سنہری
اس میں سبھوں کی آکر ہے بزم عیش ٹھہری

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معشوق عاشقوں میں کیا بزم باتمک ہے
شیشہ گلابی ساقی اور جام اور گزک ہے
جھنکار تال کی ہے اور طبلے کی کھڑک ہے
گوری ملار کیسا آواز کی کمک ہے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اکمر کہیں مزے کی ننھی پھوہار برسے
چہرہ نکار رنگ چھٹکر حسن نگار برسے
اک طرف اولتی کی باہم قطار برسے
چھاجوں اُمنڈ کے پانی موسل کی دھار برسے

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہر کوہ کی کمر تک سبزہ ہے لہلہاتا برسے ہے مینھ جھڑ جھڑ پانی بہا ہے جاتا
وحش و طیور ہر اک ململ کے ہے نہاتا غوغا کرین ہین مینڈک جھینگر ہے غل مچاتا

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

گلشن مین آ پھرے ہین سب گلبدن نکیلے ساتھ اُنکے لگ رہے ہین عاشق جو ہین نکیلے
کہتا کوئی کسی سے اے دلربا ہٹیلے ایک ہی گلابی مے کی ہاتھون سے میرے پی لے

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹا ہے ہر دم برسے ہین مینھ کی دھارین اور جسمین اُڑ رہی ہین بگلونکی سو قطارین
کوئل پپیہے کوکین اور کوک کر پکارین اور مور مست ہوکر جون کوکلا چنگھارین

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

کالی گھٹائین آکر ہو مست تل رہی ہین دستارین سرخ اُنمین کیا خوب کھل رہی ہین
رخسارون پر بہارین ہر اک کے ڈھل رہی ہین شبنم کی بوندین جیسے ہر گل پہ تل رہی ہین

آ یار چل کے دیکھین برسات کا تماشا

ساون کی کالی راتین اور برق کے اشارے جگنون چمکتے پھرتے جون آسمان پہ تارے
لپٹے گلے سے سوتے معشوق ماہ پارے گرتی ہے چھت کسیکی کوئی کھڑا پکارے

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہاتھون مین ہین ہر اک کے پھولونکی لال چھڑیان بجلی چمکتی پھرتی اور لگ رہی ہین جھڑیان
کل بوندونکے جو اوپر بوندین ہین مینھ کی چھٹیان برسین گویا ہزارون اب موتیونکی لڑیان

آ یار چلکے دیکھین برسات کا تماشا

ہر ایک اُنمین بہتر محبوب گلبدن ہے خوبی مین برگ گل سے بہتر ہر اک کا تن ہے

تس پر یہ ابر باراں اور گل ہے اور چمن ہے
عاشق کے دل سے پوچھو کیا عیش کا چلن ہے
آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

شہروں کے بیچ ہر جا عمدوں کے جو مکان ہیں
بیٹھے ہوئے بغل میں معشوق دلستان ہیں
باران کے دیکھنے کی بام و اٹاریاں ہیں
ہر رنگ و ہر طرح کی مے کی گلابیاں ہیں
آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

بنگلے سبھوں کے ہر جا اونچے چھوائے زردے
پکوان تازے تازے خاصے پلاؤ زردے
میوے مٹھائی انبا انگور اور سردے
برسے ہے ابر باراں کھلوا دیے ہیں پردے
آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

اب شہر میں جہاں تک اوباش پیشہ ور ہیں
معشوق ہیں بغل میں محبوب سیمبر ہیں
بیٹھے دکان اوپر بے خوف و بے خطر ہیں
اور سب غریب و غربا دلشاد اپنے گھر ہیں
آیار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دکان کے تالا ہے موج مار چلتا
کوئی چھپکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا
عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آب عنب ہے ڈھلتا
آیار چلکے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہانکی سب تال اور تلیاں
اور ڈالیاں چمن کی بوندوں سے جھک رہیاں
سب بھر رہا ہے پانی ہوں نہر یا نہریاں
بادل بھرے ہیں جیسے معشوق ہیں دلگھنیاں
آیار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومیں او مستیاں ہیں
معشوق ہیں بغل میں اور مے پرستیاں ہیں
سب سے زیادہ اسکو اب عیش مستیاں ہیں
شعروں سے موتیوں کی بوندیں برستیاں ہیں

آ یار چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

دید بازی

پھبتا ہے اسکو یارو دم عاشقی کا بھرنا
ہو یاد جسکو سو سو گل پھول کا کترنا
جس گھاٹ حسن اترے اس گھاٹ جا اترنا
جس ڈھب کا حسن دیکھا اس ڈھب ہی گزرنا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بھاری شہ زور یار جھاڑا
تو پہلوان بنکر کھودا وہیں اکھاڑا
ڈنڈ بیل بھان مگدر لیزم سے خم کو جھاڑا
اس پیچ سے ہی گلرو بیٹھے کو دم پچھاڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جو حسن تھا چمکتا قاتل کا مثل کتا
تو لکڑی باز بنکر پھینکا پھری بھی کتکا
بانک اور پٹا ہلایا محنت سے ہو کے لٹا
اوت ہی بنکے مارا اسپر بھی اپنا ہتا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حسن بانکا تو بنکے ٹیڑھے بانکے
تیغ و سپر تمنچے باندھے ہیں سب جہان کے
گر خانہ جنگی اس سے کھائے بدن پہ ٹانکے
ٹانکے تو کھائے لیکن بنکے بھی خوب بانکے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

تصویر سی کسیکی صورت جو دی دکھائی
تو بنکے پھر مصور تصویر ہی بنائی

گلیوں میں سیر دیکھی میلوں میں جا لگائی	اس شکل سے ہی اکثر کی حسن کی کمائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

لقمے کی طرح دل کو جس حسن نے مروڑا	تو پال کر کبوتر اُس سے ہی دلکو جوڑا
دکھلا لکھی کا ٹھاٹھا یا شست رو کا جوڑا	کیسا ہی پر کھڑا تھا پر موٹھ سے نچوڑا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن یارو جوں لعل یا انگارا	تو لعل چینی کا ہے پھر پالنا بچارا
کل پاکہ حال رو کا اور لعل کو اُتارا	اُس لعل کے ہی ڈھب میں اُسپر بھی جا لگارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

بازاری حسن دیکھا تو کر کے دستکاری	پنجرے بنائے خاصے رنگین اور بھاری
ڈالے ہنڈولے اُسمیں رنگین پُر نگاری	اُن پنجروں ہی میں کرنی پڑی دکانداری

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

اچھا لگا جو دل کو سیمیں بدن پیارا	تو کیمیا گری کا پھر ٹھاٹھ کا سنوارا
دکھلا کے چاندی سونا جیسے چمکتے تارا	یارا ہی تھا تو اُسکو اُس ڈھب میں آ اُتارا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

جمنا پہ جبکہ دیکھے اس حسن کے بنا پے
تو نکلے باہمن اچھا چھاپے تلک ہی چھاپے
چندن دکھا کے ہر دم درپن دکھا کے بیاپے
اُس گھاٹ پر بھی آخر انہے ہی چھاپے چھاپے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جادو جو حسن دیکھا تو سیکھے جادو ٹونے
بیرو نکے تئیں جگا کے بیٹھا یا کونے کونے
پارکھو پیری کے کاجل چانول سندور مونے
جادو مین دیکھ ڈالے کافر کئی سلونے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھا جو حسن قابل تو ریختہ بنائے
کچھ مکریان بنائین اور کچھ کبت بنائے
سکھیونکی بحث ڈالی اور کھنڈ بھی جمائے
جب جھولنے بنائے پھر تو مزے اُڑائے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حسن شیر دیکھا تو ریچھ کو نکالا
اور نکلے ریچھ والے سونٹا کڑا سنبھالا
کُشتی سے کھڑکھڑایا اور آپ کو اُچھالا
اُس ریچھ سے بھی کتنے گلرو کو دیکھ ڈالا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

کھڑکی کا حُسن دیکھا تو پھر نچا کے بندر
بکرا بھی لا بٹھایا اس کام کا سمندر
جب ڈگڈگی بجائی کوچہ گلی کے اندر
لڑکے ہزاروں بولے آؤ میاں قلندر

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

پایا جو رنگ بھولا تو نکلے رنگ بھریے — چھلے انگوٹھی ڈھالے سانچے کی کرکے بھریے
بولا کوئی تو اسمین کچھ تو خدا سے ڈریے — تو اُس سے ہنسکے کہتا کچھ بات یان نکریے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن کوئی بلدار لہر کھایا — تو بن گئے سپیرے اور سانپ کو جلایا
تو بنی بجاکے ہر دم سانپونکا پھن ہلایا — اُس سانپ کے ہی فن سے اپنا بھی من منایا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سرکش سیانے ہی ہو پکارے — دھونی فلیتے لکھے اور بھوت جن اُتارے
پھونکی چڑیل خندی دیوؤں پہ ہاتھ مارے — اک چھوٹے منترون میں کیسے کیسے نظارے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

جو حُسن بالا دیکھا تو ملکڑیان بنائین — ڈبیونمین ڈال لکھی اور گکڑیان بنائین
کچھ چینیان منگائین کچھ تیلیان بچائین — اِن تیلیون کی خاطر کیا تیلیان بنائین

سو مکر و فن بنانا سو رنگ روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

پھر اِک پلنگ اُتارا شیشے مین جڑ کے ماشا — لکڑی کے پھول کترے اور سنگترہ تراشا
سولی کا ہنس نکالا اگا جہ کا سوربا شا — دیکھا ہر اک بہانے اِس حسن کا تماشا

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا — عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

میلوں میں آم جامن سیب و انار بیچے
سیروں میں دال موٹھیں پاپڑ اچار بیچے
گھاٹوں میں جا چبینے نقد و اُدھار بیچے
چکلوں میں نکلے مالی پھولوں کے ہار بیچے
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

گر آ پڑے کسی دن کچھ سیتلا بر آئی
تو بیچکر دیا کی دلکی سمر بر آئی
پھر نکلے بیچارے کر حسن کی اد گائی
اِس سیتلا کی مت میں اپنی ہی مت گنوائی
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

ہولی کی پھر بہاریں آ پہونچی دائیں بائیں
تو نکلے جوگی چیلے باندھی عجب ہوائیں
آزاد بنوا ہو پھر کیں ندا صدائیں
اُس حال قال ہی سے دیں حسن کو دعائیں
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

خوبی کا لہر کھاتا دیکھا جو حسن لہری
پالے بٹیر طوطے نکلے سبے گلہری
کی بات و وہی جو کچھ اُسکے پسند ٹھہری
اُس لہر کی ہے دیکھی کیا کیا بہار گہری
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

دیکھا جو حُسن سیانا تو بن گئے دِوانے
لاگے ہر اک کو اپنا دیوانہ پن جتانے
لڑکوں کے سنگ کھانے اور شور غل مچانے
دیکھیے ہزار جھگڑے آخر اسی بہانے
سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبانکی دید کرنا

دیکھی جو نرم و نازک اس حسن کی کلائی   منہیا بنکے چوڑی ہاتھوں میں کھن کھنائی
بیچے بہت کھلونے اور جو بن سے آئی   آخر بھکاری بنکر کی حسن کی گدائی

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

لازم ہے اسکو یارو عاشق وہی کہاوے   جو اسطرح کہانی کر حسن کو لبھاوے
بھرو پیا بھی اپنا بھروپ بھولجاوے   آگے نظیر کیا کیا عاشق کی دھن بناوے

سو مکر و فن بنانا سو رنگ و روپ بھرنا
عاشق کو ہر طرح سے خوبان کی دید کرنا

اژدہے کا بچا

بیچے ہے اتنو کوئی بلبل بیے کا بچا   اور بیچتا ہے کوئی طوطے ہرے کا بچا
مینا بیا لٹورا اور ابلقے کا بچا   تیتر بٹیر سارس شکرے لوے کا بچا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو اژدہے کا بچا

کھاتے تھے ہم تو اس سے آگے پلاؤ قلیا   یارو کھی سوکھی روٹی یا باجرہ کا دلیا
پھرتے ہیں سر پر رکھکر چالیس من کی ٹلیا   اب کوئی آگرے میں ایسا نہیں ہے بلیا

سب بیچتے ہیں آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہیں یارو اژدہے کا بچا

جب بیچتے تھے یارو ہم اژدہا پرانا   سو سو طرح کا جب تو آتا تھا ہم کو کھانا
اب کا بچا جو کم ہے تو بھی یہ دلمیں ٹھانا   اک بچا روز لانا اور روز بیچ کھانا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے کا بچا

گاہک نہ کوئی بولا ہے یہ بڑا زمانا
اب بھی بکا تو بہتر نہین پھر پڑیگا لانا
آج اسکو سر پہ رکھکر سب شہر ہمنے چھانا
ہے اسی ہی ہماری نت روٹی کا ٹھکانا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے کا بچا

ہی ڈر ہم اسکو رکھین یا پھیرتے جاوین
کچھ بن نہین ہے آتا یہ دکھ کسے سناوین
تو کیا ہم آپ کھاوین یا آپ کو کھلاوین
جی چاہتا ہے ابتو یہ شہر چھوڑ جاوین

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے کا بچا

سو من گیہون کا ہر دن اسکو کہانے آوے
جب رات ہو تو ہر دم یہ خوف ہمین آوے
اور سو پکھال پانی کب تک کوئی پلاوے
شاید اسے چرا کر کوئی چور لے نجاوے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے کا بچا

روزی کی تو ایسی گھر گھر مین ہین کسالے
جب تنگ ہووے روزی کون اژدہے کو پالے
ہاتھی و گھوڑے اپنے دیتے ہین لوگ ڈھالے
اسکی بھی اور ہماری یارو خبر خدا لے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑدے کا بچا

نو دس ہزار تک تو چھوٹے اسے نہ دینگے
اتنے روپے تو اسکے اک پر کے ہم نہ لینگے

ستر ہزار تک بھی سودا نہین کرین گے — اسّی ہزار دیگا تو ہم بھی وے چلین گے

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑ دے ہے کا بچّا

سب اُٹھ گئے جہانسے وہ تھے جو لوگ جیسا — وہ رہگئے ہین جنکے گھر مین نہین ہے ہنسیا
اِس بات کو تو عمدہ ہو بھوگ کا بلسیا — جو اژدہے کو پالے ایسا ہے کون رسیا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑ دے ہے کا بچّا

آگے تو گھر بہ گھر تھے اکثر تمام داتا — سیمرغ پالتے تھے کرنے کو نام داتا
اپنے تو کوئی ہرگز آیا نہ کام داتا — سچ ہے نظیر آخر اجگر کے رام داتا

سب بیچتے ہین آکر چیتے کھرے کا بچّا
ہم بیچتے ہین یارو لواڑ دے ہے کا بچّا

در بیان مفلسی

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی — کِس کِس طرح سے اُسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی — بھوکا تمام رات سولاتی ہے مفلسی

یہ دُکھ وہ جانے جسپہ کہ آتی ہے مفلسی

کہیے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان — تعظیم جسکی کرتے ہین نواب اور خان
مفلس ہو تو حضرت لقمان کیا ہے یان — عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہین پوچھتا میان

حکمت حکیم کی بھی ڈوباتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہین — مفلس ہوے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہین

پوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہین
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہین
اُنکی تو عمر بھر نہین جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال
سب جانین روٹیون کا یہ ڈالا ہے جال
گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اُسے سنبھال
مفلس مین ہووین لاکھ اگر علم اور کمال
سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیونکے بٹنے کا آکر پڑے شمار
مفلس کو دیوین ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکین بار بار
اِس مفلسی کا آہ بیان کیا کرون مین یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہین رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر
ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جسطرح کتے لڑتے ہین اک استخوان پر
ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہین حیا سے جو کوئی وہ کام آہ
مفلس کرے ہے اُسکے تئین انصرام آہ
سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ
کہتے ہین جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ
وہ سب حیا و شرم اُڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر مین بھر گئی
پھر جتنے گھر تھے سب مین اُسی گھر کے در گئی
زن بچّے روتے ہین گویا نانی گذر گئی
ہمسایہ پوچھتے ہین کہ کیا دادی مر گئی
بن مردے گھر مین شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی مین کوئی شور غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مرجاوے گر کوئی تو کہان سے اُسے اٹھائے
اِس مفلسی کی خواریان کیا کیا کہون مین ہائے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا میں مفلسی کی کہوں خواری پھکڑیاں ۔۔۔ جھاڑو بغیر گھر میں بکھرتی ہیں جھکڑیاں
کونوں میں جالے لپٹے ہیں چھپر میں مکڑیاں ۔۔۔ پیسہ نہ ہووے جنکے جلانے کو لکڑیاں

دریا میں انکے مردے بہاتی ہے مفلسی

بی بی کی نتھ نہ لڑکوں کے ہاتھوں کڑے رہے ۔۔۔ کپڑے میاں کے بنیے کے گھر میں پڑے رہے
جب کڑیاں بک گئیں تو کھنڈر میں پڑ رہے ۔۔۔ زنجیر نے کواڑ نہ چوکھٹ کھڑے رہے

آخر کو اینٹ اینٹ کھداتی ہے مفلسی

نقاش پر بھی زور جب آ مفلسی کرے ۔۔۔ سب رنگ دم میں کر دے مصور کے کر کرے
صورت بھی اسکی دیکھ کے منہ کھنچ رہے پرے ۔۔۔ تصویر اور نقش میں کیا رنگ وہ بھرے

اسکے تو منہ کا رنگ اڑاتی ہے مفلسی

جب خوبرو پہ آن کے پڑتا ہے دن سیاہ ۔۔۔ پھرتا ہے بوسے دیتا ہے ہر اک کو خواہ مخواہ
ہرگز کسی کے دل کو نہیں ہوتی اسکی چاہ ۔۔۔ گر حسن ہو ہزار روپیہ کا تو اسکو آہ

کیا کوڑیوں کے مول بکاتی ہے مفلسی

اس خوبرو کو کون دے اب دام اور درم ۔۔۔ جو کوڑی کوڑی بوسہ کو راضی ہو دمبدم
ٹوپی پرانی دو تو وہ جانے کلاہ جم ۔۔۔ کیونکر نہ جی کو اس چمن حسن کے ہو غم

جسکی بہار مفت لٹاتی ہے مفلسی

عاشق کے حال پر بھی جب آ مفلسی پڑے ۔۔۔ معشوق اپنے پاس نہ دے اسکو بیٹھنے
آوے جو رات کو تو نکالے وہیں اسے ۔۔۔ اس ڈر سے یعنی رات کو دھنا کہیں نہ دے

تہمت یہ عاشقوں کو لگاتی ہے مفلسی

کیسے ہی دھوم دھام کی رنڈی ہو خوشجمال
دیتے ہین اُسکے ناچ کو ٹھٹھے کے بیچ ڈال
جب مفلسی ہو کلان پڑے سر پہ اُسکے جال
ناچے ہے وہ تو فرش کے اوپر قدم سنبھال
اور اُسکو اُنگلیو نپہ نچاتی ہے مفلسی

اُسکا تو دل ٹھکانے نہین بھاؤ کیا بتائے
لے شام سے وہ صبح تلک گو کہ ناچگائے
جب ہو پٹا دوپٹہ تو کاہے سے مُنھ چھپائے
اور ون کو آٹھ سات تو وہ دو ٹکے ہی پائے
اِس لاج سے اسے بھی لجاتی ہے مفلسی

جس کسبی رنڈیکا ہو ہلاکت سے دل حزین
اک پون پیسے تک بھی وہ کرتی نہین نہین
رکھتا ہے اُسکو جب کوئی آکر تماشبین
یہ دُکھ اُسی سے پوچھئے اب وہ جسکے تئین
صحبت مین ساری رات جگاتی ہے مفلسی

وہ تو یہ سمجھے دل مین کہ دھیلا جو پاؤن گی
باقی رہی چھدام سو پانی بھراؤن گی
دمڑی کے پان دمڑی کی مسّی منگاؤن گی
پھر دل مین سوچتی ہے کہ کیا خاک کھاؤنگی
آخر چبینا اُس کا بھُناتی ہے مفلسی

جب مفلسی سے ہووے کلاونت کا دل اداس
پھرتا ہے لے طنبورے کو گھر کے آس پاس
اک پاؤ سیر آٹے کی دل مین لگاکے آس
گوری کا وقت ہووے تو گاتا ہے وہ بھاس
یانتک حواس اُسکے اُڑاتی ہے مفلسی

مفلس جو بیاہ بیٹی کا کرتا ہے بول بول
پیسا کہان جو جاکے وہ لاوے جہیز مول
جورو کا وہ گلا ہے کہ پھوٹا ہو جیسے ڈھول
گھر کی حلال خوری تلک کرتی ہے ٹھٹھول
ہیبت تمام اُسکی اُٹھاتی ہے مفلسی

بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بیاہی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے

ماں پیچھے ایک میلی چدر اوڑھے جاتی ہے — بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

گر بیاہ کر چلا ہے سحر کو تو یہ بلا — شہدار ناناہیجڑا اور بھاٹ منڈ چڑا
کھینچے ہوئے اسے چلے جاتے ہیں جابجا — وہ آگے آگے لڑتا ہوا جاتا ہے چلا
اور پیچھے تھپڑیوں کو بجاتی ہے مفلسی

دروازے پر زنانے بجاتے ہیں تالیاں — اور گھر میں بیٹھی ڈومنی دیتی ہیں گالیاں
مالن گلے کی ہار ہو دوڑی ہے ڈالیاں — سقہ کھڑا سناتا ہے باتیں رزالیاں
یہ خواری یہ خرابی دکھاتی ہے مفلسی

کوئی شوم بے حیا کوئی بولا نکھٹو ہے — بیٹے نے جانا باپ تو میرا نکھٹو ہے
بیٹے پکارتے ہیں کہ بابا نکھٹو ہے — بی بی یہ دل میں کہتی ہے اچھا نکھٹو ہے
آخر نکھٹو نام دھراتی ہے مفلسی

چولھا توا نہ پانی کے مٹکے میں آبی ہے — پینے کو کچھ نہ کھانے کو اور نے رکابی ہے
مفلس کے ساتھ سب کے تئیں بیحجابی ہے — مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہاں سب کی بھابی ہے
عزت سب اسکے دل کی گنواتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل — کوئی گدھا کہے اسے ٹھہرا دے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل — منہ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل
سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے — جو آشنا ہیں انکی تو الفت گھٹاتی ہے
اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے — شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہان ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہان رہی
کپڑے پھٹے تو لوگون مین عزت کہان رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہان رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہان رہی
مجلس کی جوتیون پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہین کسی کی یہ غیرت کی آن کو
سو محنتون مین اُسکی کھپاتی ہے جان کو
سب خاک مین ملاتی ہے حرمت کی شان کو
چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو
آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا مین لیکے شاہ سے اے یار و تا فقیر
اشراف کو بناتی ہے اِک آن مین فقیر
خالق نہ مفلسی مین کسی کو کرے اسیر
کیا کیا مین مفلسی کی خرابی کہون نظیر
وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

خمسہ ولہ

کرون احوال کا اپنے بیان کیا تجھسے مین یارا
پھرا از بس جو کوہ و دشت مین راتون کو آوارا
مرا ہی نقد دل جسدن لٹا عشق مین یارا
سحر آیا جو ہین مین کلبۂ احزان مین بیچارا
وہین اکبارگی جوش جنون نے مجکو للکارا

کہ بس کیا کر چکا عمر اپنی صرف اے شعلۂ آتش
نہین نالہ تو سیہ دریا سے تر رفتار اے شعلۂ آتش
دیا آیا تری گرمی مین صرف اے شعلۂ آتش
پڑا ہے کیا فسردہ مثل برف اے شعلۂ آتش
بہار آئی دکھا گر تجھ مین ہے کچھ قوت و یارا

جنون سنتے ہی جب یہ کلمہ ہو گیا دل طیش مین آکر
ادا اک ایسا کیا [illegible] تیر نگہ [illegible]

کنار و جیب کی سب دھجیان کٹو ڈالین تار تار — اُڑ کر گرد و ملکر خاک نکلا گھر سے پھر باہر
پڑھا یہ بند اور ہو کر کے نالہ آہ کا مارا

چنان اکنون زخود رفتم نمیدانم کجا ہستم — برنگ جان گذشتم از سر راہ از کہ پیوستم
زرہ بگرفت اکنون این زمان شور جنون دستم — ہجوم محشر ہنگامہ ام دیوانہ ام مستم
نہ از پائے شناسم سر نمیدانم ز سر پا را

یہ پڑھتے ہی ہوئی پھر جنون کی ورسائی — عجب دیوانہ پن کی کے مچ آنکھون لڑائی
جو ہین دریلے دل نے آکے پھر چلنے کی ٹھہرائی — قضا نے لا وہین اک سقد زنجیر پہنائی
کہ جسکے غل کا پہونچا عرش کے کانو مین جھنکارا

خدا جانے اُڑا لائی قضا جاکر کہان سے وہ — زمین سے نکلی کا فریا کہ اُتری آسمان سے وہ
نرالی تھی غرض ای یار و زندان جہان سے وہ — کھٹکتی دور تک جاتی تھی اُس شور و فغان سے وہ
مگر گرجا زمین کے رعد کی نوبت کا نقارا

کیا آکر جنون نے دل کا وان غلغلہ برپا — کہ بنکر آگ اور خس بن جلا یا گھر قیدیون کا
نہ وہ انبوہ رہا نے وہ مزا نے دھوم نے چرچا — نظیر آیا جو ہین پھر ہوش مین تو کہکے یہ بولا
کہ آخر مرگہا سے رازدانی میشود یارا

خمسہ

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا — گھیرا خرابیون نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا — مفلس کا زر دھیرا جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایا — پھرتا ہے مرد کیا کیا ور در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آیہ نقشا — پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا

یہ بدنصیبی دیکھو جو ہنر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مرکر کی نوکری کسی کی — کیسی ہی محنتیں کین لیکن طلب نہ پائی
جیدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی — کی عاشقی تو سر پر ہے اک ٹر سی ٹوپی

سو دا بھی اُسنے لے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہوکر جب مفلسی کے مارے — چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تاگے
وانسے سو لنگوٹی ہرگز نہ پائی اُسنے — ون کو دلائی جھاڑو شب کو منگائے ٹکڑے

مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا رہا ندارد — روٹی پکائے کسپر گھر میں توا ندارد
گر ٹھیکری پہ تھوپے تو پھر مزا ندارد — تو چھید ہنیدی غائب جسپر گلا ندارد

پانی کا گر میو نہیں جھجھر ملا تو ایسا

قلیے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے — پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے
جب کچھ ہوا میسر دن رات روئے دھوئے — یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی کے بھگوئے

سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشروع تن زیب جامہ ململ — سب مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ مل مل
پگڑی رہی نہ جامہ ٹپکا رہا نہ آنچل — لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمل

ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

جو بائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر — روٹی پکائی رو رو اور کھائی آگ پر ہم

سونے کے وقت جھنگا گدڑا رہا نہ چادر | کہنی پہ سر کو رکھ کر سوئے فقط زمین پر
تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آ کے منہ دکھاوے | لے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے
آندھی چلے تو گھر میں سب خاک دھول جاوے | برسے جو مینہ تو باہر اک بوند پھر نہ جاوے
پھوٹے نصیب دیکھو چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے | پھر دور بھاگے اس سے سب اپنے اور پرائے
آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اسے دکھائے | کھانا جہاں تھا بٹتا واں جا کے دھکے کھائے
کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر | مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر
کپڑے پھٹوں سے بیٹھا جس بزم میں وہ جا کر | سب فرش سے اٹھا کر بٹھلایا جوتیوں پر
مفلس کو ہر مکان میں آدر ملا تو ایسا

گر مفلسی میں اُس نے دو تین لڑکے پائے | اور کنبے والے لڑکے واں کھیلنے کو آئے
دیکھ اُن کے گہنے پاتے آنکھوں میں آنسو لائے | سرکی کو چھیل بیچے تھے اور کڑے بنائے
بدبخت کے بچوں کو زیور ملا تو ایسا

اسباب تھا تو کیا کیا رکھتے تھے لوگ رشتا | مفلس ہوا تو ہرگز رشتہ رہا نہ ناتا
نے بھائی بھائی کہتا نے بیٹا کہتا بابا | اسیر نظیر مجھکو رونا بہت ہے آتا
اس مفلسی زدے کو بستر ملا تو ایسا

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنم کنھیا جی — مسدّس

ہے ریت جنم کی یون ہوتی جس گھر مین بالا ہوتا ہے
اُس منڈل مین ہر من بھیتر سُکھ چین دوبالا ہوتا ہے
سب بات بپتا کی بھولے ہے جب بھولا بھالا ہوتا ہے
آنند مندیلی باجت ہین نت بھون اُجالا ہوتا ہے
یون نیک نچھتر لیتے ہین اِس دنیا مین سنسار جنم
پر اُنکے اور ہی لچھن ہین جب لیتے ہین اوتار جنم

سبھ ساعت سے یون دنیا مین اوتار گربھ مین آتے ہین
جو نارد من ہے دھیان بھلی سب اُنکا بھید بتلاتے ہین
وہ نیک مہورت سے جسدم اس سرشٹ مین جنمے جاتے ہین
جو لیلا رچنی ہوتی ہے وہ روپ یہ جا دکھلاتے ہین
یون دیکھنے مین اور کہنے مین وہ روپ تو بالے ہوتے ہین
پر بالے ہی پن مین اُنکے اُپکار نرالے ہوتے ہین

یہ بات کہی جو پہلے اب یون اُسکو تو اب دھیان لگا
جو پنڈت پستک بیچ لکھا تھا کنس جو راجا متھرا کا
دھن دھیر بہت بل تیج نپٹ سامان انیک اور دل بڑا
گج اور ترنگ جھپے نکلے انباری ہودے زین سجا
جب بن ٹھن اونچی ہستی پر وہ باہر آن نکلتا تھا
سب ساز جھلا جھل کرتا تھا اور سنگ کٹک دل چلتا تھا

اک روز جو اپنی مجلس مین وہ کنس بہت مغرور ہوا
اور ہنسکر بولا دنیا مین ہے دوجا کون بلی مجھسا
اک بانکا گر پربت کو چاہون تو ابھی دو پل مین گرا
اس لوک کے ٹھور جتنے ہین ہے کون جو مجھسے ہووے سوا
جو دُشٹ کوئی تو جدھر کو جب من کے سوار کا جور چلے
وہ سامنے میرے ایسا ہو جو چیونٹی ہاتھی پانو تلے

وہ ایسے کتنے ہی جو بول گربھ کے کہتا تھا — سب لوگ سبھا کے سنتے تھے کیا تا جب بولی کوئی ذرا
تھا ایک پُرکھ وہ یون بولا تو بھولا اپنے بل پر کیا — جو تیرا مارن ہارا ہے سو وہ بھی جنم اب لیوے گا

تو اپنے بل پر ہارے مورکھ اس آن عبث نکا رلیا
وہ تجھکو مار گراویگا یون جیسے بھنگا مار لیا

یہ بات سُنی جب کنس نے وان تب سُنکر اُسکے ہوش اُڑے — بھوسن کے بھیتر آن پھرا اور بول گربھ کے گرے بھرے
یون پوچھا وہ کس دیس مین ہے اور کون بنون کر جنمیے — کون اُس کے مات پتا ہو وین جو پالین اُسکو چاہت سے

وہ بولا متھرا نگر مین اک روز جنم وہ پاوے گا
جب سیانا ہوگا تب تجھکو اک پل مین مار گراویگا

یہ بات سُنائی کنس کو پھر اور آٹھ لکیرین ان کھینچین — بسدیو پتا کا ناؤن کہا اور دیوکی کی لکھائین
اُن آٹھ لکیرون کی باتین پھر کنس کو اُسنے سمجھائین — جب سب چھوڑ دیوتی کھیلے ہین جگہین ہوتی آٹھ یون

بل بیچ گربھ مین تونے تو سب کارج گیان بسارا ہے
جو پاچھے رکھیا کھینچی ہے وہ تیرا مارن ہارا ہے

اس بات کو سُنکر کنس بہت تب من مین اپنے گھبرایا — جب نارد منی اُس پاس گئے تب اُن نے اُسنے بھید کہا
تب نارد منی نے اُسکو بھی کچھ اور طرح سے سمجھایا — پھر کنس کو وان اس بات سوا کچھ اور نہ کارج بن آیا

جو اپنی جان بچانیکا کر سوچ یہ اُسنے پھند کیا
بلوا بسدیو اور دیوکی کو اک مندر بھیتر بند کیا

جب قید کیا اُن دونون کو تب چوکیدار دیے بٹھلا — اک آن نکلنے پاوے نہ پھر اُن سب کو یہ حکم دیا
سامان رسوئی کا جو تھا سب اُنکے پاس دیا رکھوا — اور دو وار دیے اُس مندر کے تب تالے بھی جڑوا

ہشیار رہے یون رہنے وان تب چوکی دینے آ کے — کیا تا جب کوٹھے چھپتے پر اک آن نہ بندا پارے

بھو بیٹھا تھا جو کنس کے من وہ بھر کر نیند نہ سوتا تھا
اُس مندر میں اُن دونوں کے جب کوئی بالک ہوتا تھا
کچھ بات سہاتی نا اُسکو نت اپنی پلک بھگوتا تھا
کنس آن اُسے چھپ جا رستھا من مات پتا کا روتا تھا

اک مدت تک اُن دونوں کا اُس مندر میں یہ حال رہا
جو بالک اُنکے گھر جنما سو مارتا وہ چنڈال رہا

پھر آیا وان اک وقت ایسا جو آئے گربھ میں منموہن
گھنشیام مُراری بنواری گردھار سُندر شیام برن
گوپال منوہر مرلیدھر سری کشن کشورن کیول نین
پربھوناتھ بہاری کان للا سکھدائی جگ کے دکھ بھنجن

جب ساعت پرگٹ ہونیکی وان آئی مکٹ دھریا کی
اب آگے بات جنم کی ہے جے بولو کشن کنھیا کی

تھا نیک مہینا بھادوں کا اور دن بدھ گنتی آٹھن کی
پھر ساعت نیک مہورت سے وان جنمے آ کر کشن جبھی
پھر آدھی رات ہوئی جس دم اور ہوا نچھتر روہنی کی
اُس مندر کی اندھیاری میں جو اور اُجالی آن بھری

بسدیو سے بولیں دیوکی جی مت در بھون میں کھیر کرو
اِس بالک کو تم گوکل میں لے پہونچو اور مت دیر کرو

جو اُسکو تم لیجا میں یاں تک بھی دیر لگاؤ گے
اِس آن سنبھلکر تم اسکو جو گوکل میں پہونچاؤ گے
وہ دُشٹ اسے بھی مار یگا پچتاتے ہی رہ جاؤ گے
اس بات میں یہ پھل پاؤ گے جو اِسکی جان بچاؤ گے

وان گوکل باشی جو اُس کو لے اپنی گود سنبھالیگا
کچھ نام وہ اُس کا رکھ لے گا اور مہر دیا سے پالیگا

جو حال یہ وان جا پہونچے گا تو اُسکا جی بھر آویگا
جس گھر کے بیچ پلیگا یہ وہ گھر ہمکو بتلاوے گا
جو کرم لکھی ہے تو پھر بھی مکھ ہمکو آن دکھاویگا
ہم اُس سے ملنے جاوینگے یہ ہم سے ملنے آوے گا

نہ کام ہمیں کچھ دعوے سے نہ جھگڑا اور بکھیڑے سے
جب دیکھینگے کوئی دن میں سکھ پاوینگے اُسکے دیکھے سے

ہے آدھی رات ابھی تو یہاں لیجاؤ اسے تم چل اُدھر
من بیچ اُنھوں کے تھا ڈر یہ دن ہووےگا تو کنس آکر
لپٹا لو اپنی چھاتی سے دی آؤ جا کے اور کے گھر
اک آن میں اُسکو ماریگا رہجاوینگے ہم آنسو بھر

یہ بات نہ تھی معلوم اُنھیں یہ بالک جگ نستاریگا
کب مار سکیگا کنس اسے یہ کنس کو آپ ہی ماریگا

جب دیوکی نے بسدیو سے واں بہر و کرتے بات کہی
اور دوار لگے ہیں تالے کل کچھ بات نہیں بن سکی
وہ بولے کیونکر لے جاؤں ہے باہر تو چوکی بیٹھی
نت دیوکی بولی لیجاؤ من ایشر کی رکھ آس ابھی

وہ بالک کو جب لے نکلے سب نکر پٹ پٹ چھوٹ گئے
تھے تالے جتنے دوار لگے اُس آن جھڑا جھڑ ٹوٹ گئے

جب آئے چوکیدار و نہیں تب واں بھی یہ صورت دیکھی
جب سوتا دیکھا اُن سبکو ہو نربھو نکلے واں سے بھی
سب سوئے پائے اُس ساعت ہر آن جو دیتے تھے چوکی
پھر آئے جمنا پہ جو ہیں بہتی جمنا دیکھی بہت چڑھی

یہ سوچ ہوا من بیچ اُنھیں پر اِس جل میں کیسے دھریے
ہے رین اندھیری سنگ بالک اتی بہتا ہیں اب کیا کریے

یوں من میں گھبرا پھر چلیے پھر آپ ہی من مضبوط ہوا
جیوں جیوں پاؤں بڑھاتے تھے وہ پانی چڑھتا آتا تھا
بھگوان دیا پر اُس لگا واں جمنا جی پر دھیان دھرا
یہ بات لگی جب ہونے واں بسدیو گئے منمیں گھبرا

جب پاؤں بڑھائے بالک نے جو آپ سے ادھر بھیگے جل میں
جب جمنا نے پگ چوم لیے جا پہنچے پار وہ اک پل میں

جب آن برج گوکل میں پہنچے تک واں بھی باڑی کھلے
واں نند محل کے دروازے بھی سب دیکھے تب تب وو کھڑکے
تب واں سے چلتے چلتے وہ بیچ نند کے دوارے آپہنچے
جو چوکی والے سوتے تھے ایک وہ اُنھیں سوں کے ٹوکے

جب بیچ محل کے جا پہنچے سب تھے واں گھر والے تھے
ہر چار طرف اندھیاری تھی جیوں سانجھ میں نیند کے مارے تھے

اِک اور اچنبھا یہ دیکھو جو رات جنم ہی کشن کی تھی
اُس رات جسودا کے گھر میں تھی جنمی یارو اک لڑکی
واسو تے دیکھ جسودا کو اور بدلی کر اس بالک کی
اُس لڑکی کو وہ آپ اٹھائے نکلے آئے متھرا جی
جب لڑکی لائے مندر میں سب تارے مندر لاگ اُٹھے
جو چوکی دینے والے تھے وہ بھی پھر اُس دم جاگ اُٹھے

جب بھور ہوئی تب گھبرا کر سدھ کنس نے لی اس مندر کی
جب تالے کھلوا بیچ گیا تب لڑکی جنمی اک دیکھی
نے ہاتھ پھرایا چکر دی تو ٹپکے وہ بن ٹپکے ہی
یوں جیسے بجلی کوندے ہے جب چھوٹ ہوا پر جا پہونچی
یہ کہتے نکلے اے مورکھ کیا تو نے سوچ بچارا ہے
وہ جیتا اب تو سیس مکٹ جو تیرا مارن ہارا ہے

جب کنس نے واں یہ بات سنی من بیچ بہت سلجھایا
جو کارج ہونیوالا ہے وہ ٹارے سے کب ہے ٹلتا
سو فکر کرو سو سوچ کرو سو بات سناؤ حاصل کیا
ہر آن وہی یاں ہوتا ہے جو ماتھے کے ہے بیچ لکھا
ہیں کتنے بدھ جیسے اب یاں وہ سوچ بڑی ٹھہراتی ہے
تقدیر کے آگے یارو تدبیر نہیں کام آتی ہے

آنند کے گھر کی بات سنو واں ایک اچنبھا یہ ٹھہرا
جو رات کو جنمی تھی لڑکی ور بھور کو دیکھا تو لڑکا
گھڑتالیں چھوٹیں ناچ ہوا اور نوبت کا غل شور مچا
پھر کشن گرگ نے نام رکھا سب کنبے کے مل بیٹھے آ
نند اور جسودا اور گوات کرنے واں ہر بیر لگے
پکوان مٹھائی میوے کے پرتاری آگے ڈھیر لگے

سب نار آئی ہیں گونے کی اور پاس ترت من آ بیٹھیں
کچھ ڈھول مجیرے لاتی تھیں کچھ گیت جچا کا گاتی تھیں
کچھ ہر دم مکھ اس بالک کا بلہاری ہو کر دیکھ رہیں
کچھ تھال پنجیرے کے رکھتیں کچھ سونٹھ سٹھورا کرتی تھیں
کچھ کہتیں تھیں ہم سمجھے ہیں نیگ آج کے دن کا لینے کو
کچھ کہتیں ہم تو آئے ہیں آنند بدھاوا دینے کو

کوئی کہتی تھی گرم کرے کوئی ڈالے اسپند اور بھوسی
کوئی لائی ہنسلی اور کھڑوے کوئی کرتا ٹوپی میوہ گھی
کوئی دیکھے روپ اُس بالک کا کوئی ماتھا چومے بھر بھر جی
کوئی بہوؤں کی تعریف کرے کوئی آنکھوں کی کوئی پلکوں کی
کوئی کہتی عمر بڑی ہووے اے بیر تمہارے بالک کی
کوئی کہتی بیاہ بھولاؤ اِس آس مرادوں والے کی

کوئی کہتی بالک خوب ہوا اے بہنا تیری نیک رتی
اِس جنمنے کی بھی شان بڑھی اور بھاگ بڑے اس گھر کے بھی
یہ بالے اُنکو ملتے ہیں جو دُنیا میں ہیں بڑبھاگی
یہ باتیں سبکی سن سن کر یہ بات جسودا کہتی تھی
یہ بیر یہ بالک جو ایسا اب میرے گھر میں جنما ہے
کچھ اور کہوں میں کیا تم سے بھگوان کی مو پر کرپا ہے

تھی کونے کونے شوقتی اور طبلے تال کھٹکتے تھے
ہر چار طرف آنندیں تھیں وان گھر میں نند جسودا کے
کوئی ناچ رہی کوئی کود رہی کوئی ہنس ہنس کے [illegible]
کچھ آنگن بیچ بجاتے تھے کوئی منجی کوٹھے اور چھجے
سو خوبی اور خوشحالی ہے دکھلاتی تھی سامان گھڑی
سچ بات ہے بالک ہونے کی ہے دنیا میں آنند بڑی

پھر اور خوشی کی بات ہوئی جب بیتا ہوئی دو [illegible] گھڑی
یہ اُس پر پھینکے بھر بھر کر وہ اُس پر ڈالے گھڑی گھڑی
رکھوائی دودھ کی مٹکی پھر اور ڈالی ہلدی بہتیری
کوئی پوچھے ملہار اور باہن کو کوئی سکھری پھینکیں اور مٹھری
اس دودھ کی بھی رنگ لیوئیں تھیں سب اور بہوا نرناریکا
اور تن کی ابرن یوں بھیگے جو رنگ ہو کیسر کیاریکا

اس منگل میں یہ دھوم مچی بعد ہر گئی دہ رجوگی بھی
کچھ ناچیں چاند بھیگے بھی کچھ بجری بادیں مانگ بھری
آنند بدھاوے باج رہے نرسنگھے سرنا اور ترئی
رنگین سنہرے پالنے بھی ہاتھوں کھڑے کتنے بیر بھی
[illegible]ں بھاتی تھیں مانگ کیا گنتی روپے سونے کی
نند اور جسودا لیے ایسی کی شادی بالک ہونے کی

جو نگی جوگی تھے اُنکو اُس آن نپٹ خوشحال کیا
اور جتنے ناچنے والے تھے اسباب اُنھین بھی لُٹ یا
پھر آئے باگے ریشم کے اور زر بھی بخشا بہیرا
مہمان جو گھر مین آئے تھے سب اُنکو بھی ارمان رکھا

دن رات چھٹی کے ہونے تک من خوشدل لوگ لگائی کا
تھے چال روپے اور مہرین دین جب نیگ چکا یادائی کا

نند اور جسودا بالک کو وان ہاتھون پر نت رکھتے تھے
جی بہلاتے من پرچاتے اور خوب کھلونے منگواتے
نت پیار کرین تن من وارین سُنہری ایرن کے بنکے
آنگن جھلاتے پالنے مین کبھی ایدھر اور اودھر بیٹھے

کر یاد نظیر اب ہر ساعت اُس پالنے اور اُس جھولے کی
آنند سے بیٹھو مین کرو جے بولو کان جھنڈولے کی

بالپن بانسری بجیا

یارو سنو یہ دودھ کے لٹیا کا بالپن
موہن سروپ کرت کریا کا بالپن
اور مدھ پوری نگر کے بسیا کا بالپن
بن بن کے گوال گوون چریا کا بالپن

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

ظاہر مین ست وہ نند جسودا کے آپ تھے
پردہ مین بالپن کے یہ اُنکے ملاپ تھے
ورنہ وہ آپ مائی تھے اور آپ ہی باپ تھے
جو تی سروپ کہیے جنھین سو وہ آپ تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

اُنکو تو بالپن سے نہ تھا کام کچھ ذرا
مالک تھے وہ تو آپی اُنھین بالپن سے کیا
سنسار کی جو ریت تھی اُسکو رکھا بجا
وان بالپن جوانی بڑھاپا سب ایک تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

مالک جو ہووے اُسکو سبھی ٹھاٹھ یان سرے
چاہے وہ ننگے پانون پھرے یا مکٹ دھرے
سب روپ ہین اُسی کے جو کچھ چاہے سو کرے
چاہے جوان ہو چاہے لڑکپن سے من ہرے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

باجے ہو برج راج جو دنیا مین آگئے
لیلا کے لاکھ رنگ تماشے دکھا گئے
اُس بالپن کے روپ مین کتنون کو بھا گئے
اک یہ بھی لہر تھی کہ جہان کو جتا گئے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

یون بالپن تو ہوتا ہے ہر طفل کا بھلا
پر اُنکے بالپن مین تو کچھ اور ہی بھید تھا
اُس بھید کی بھلا جی کسی کو خبر ہے کیا
کیا جانے اپنے کھیلنے آئے تھے کیا کلا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

رو ہارون کے یارون عجب جا غور تھے
لڑکون مین وہ کہان ہین جو کچھ ہمین ڈھنگ تھے
آپ ہی وہ پربھو ناتھ تھے آپ ہی وہ دور تھے
اُنکے تو بالپن ہی مین تیور کچھ اور تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

وہ بالپن مین دیکھتے جیدھر نظر اُٹھا
پتھر بھی ایکبار تو بن جاتا موم کا

اُس روپ کو گیانی کوئی دیکھتا جو آ | ڈنڈوت ہی وہ کرتا تھا ماتھا جھکا جھکا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیا کا بالپن

پردہ نہ بالپن کا نہ کرتے اگر ذرا | کیا تاب تھی جو کوئی نظر بھر کے دیکھتا
جھاڑ اور پہاڑ دیتے سبھی اپنا سر جھکا | پر کون جانتا تھا جو کچھ اُنکا بھید تھا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

موہن مدن گوپال کرے بنس مین ہرن | بلہار ہی اُنکے نام پہ میرا یہ تن بدن
گردھاری نندلال ہری ناتھ گوردھن | لاکھون کیے بناؤ ہزارون کیے جتن

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیّا کا بالپن

پیدا تو مدتون مین ہوے شیام جی مُرار | گوکل مین آکے نند کے گھر مین لیا قرار
نند انکو دیکھ ہووے تھا جی جان سے نثار | مائی جسودا پیتی تھی پانی کو وار وار

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

جب تک کہ دودھ پیتے رہے گوال برجراج | سبکے گلے کے کٹھلے تھے اور سبکے سر کے تاج
سندر جو ناریان تھین وہ کرتی تھین کام کاج | رسیا کا اُن دنون تو عجب رس کا تھا مزاج

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

بدشکل سے تو لوگ سدا دور ہٹتے تھے
جن ناریون سے اُنکے غم و درد بٹتے تھے
اور خوبرو کو دیکھ کے ہنس ہنس چمٹتے تھے
اُنکے تو دوڑ دوڑ گلے سے لپٹتے تھے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں مین کشن کنھیا کا بالپن

اب گھٹنیوں کا اُنکے مین چلنا بیان کرون
یا بالکون مین اسطرح پلنا بیان کرون
یا میٹھی باتین مُنھ سے نکلنا بیان کرون
یا گودیون مین اُنکا مچلنا بیان کرون

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

پاٹی پکڑ کے چلنے لگے جب مدن گوپال
باسک چرن چھوون کو چلے چھوڑ کر نہال
دھرتی تمام ہو گئی اک آن مین نہال
آکاس پر بھی دھوم مچی دیکھ اُنکی چال

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

تھی ان کی چال کی تو عجب یارو چال ڈھال
چلتے ہمک ہمک کے جو وہ ڈگمگاتی چال
پاؤن مین گھنگرو باجتے سر پر جھنڈولے بال
تھا نبین کبھی جسودا کبھی نندلین سنبھال

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

پہنے جگا گلے مین جو وہ دکھنی چیر کا
جاتا تھا ہوش دیکھ کے شاہ و وزیر کا
گہنے مین بھر رہا گو یا لٹر کا امیر کا
مین کسطرح کہون اسے چھورا اہیر کا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیا کا بالپن

جب پاؤن چلنے لاگے بہاری نولکشور ماکھن اُچکّے ٹھہرے ملائی دہی کے چور
منہ ہاتھ دودھ سے بھرے کپڑے بھی شور بور ڈالا تمام برج کی گلیون مین اپنا شور

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کرنے لگے یہ دھوم جو گردھاری نندلال اک آپ اور دوسرے ساتھ اُنکے گوال بال
ماکھن دہی چرانے لگے سب کے دیکھ بھال دی اپنے دودھ چوری کی گھر گھر مین دھوم ڈال

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

تھے گھر جو گوالنون کے لگے گھر سے جابجا جس گھر کو خالی دیکھا اسی گھر مین جا چھپا
ماکھن ملائی دودھ جو پایا وہ کھا لیا کچھ کھایا کچھ خراب کیا کچھ گرا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

کوٹھی مین ہووے پھر تو اُسی کو ڈھنڈورنا گولی مین ہو تو اُسمین بھی جا منہ کو بورنا
اونچا ہو تو بھی کاندھے پہ چڑھ کر نہ چھوڑنا پہونچا نہ ہاتھ تو اُسے مُرلی سے پھوڑنا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر چوری کرتے آگئی گوالن کوئی وہان اور اُس نے آپکڑ لیا تو اُس سے بولے یان
مین تو ترے دہی کی اُڑاتا تھا مکھیان کھاتا نہیں مین اُسکی نکالے تھا چیونٹیان
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بالپن

گر مارنے کو ہاتھ اٹھاتی کوئی ذرا
تو اسکی انگیا پھاڑتے گھونسے لگا لگا
چلاتے گالی دیتے مچل جاتے جابجا
ہر طرح وان سے بھاگ نکلتے اڑا چھڑا

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

غصے میں کوئی ہاتھ پکڑتی جو آن کر
تو اسکو وہ سروپ دکھاتے تھے مِن ادھر
جو آپی لاکے دھرتی وہ ماکھن کٹوری بھر
غصہ وہ انکا آن میں جاتا وہیں اتر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

انکو تو دیکھ گوالنین جی جان پاتی تھین
گھر میں اسی بہانے سے انکو بلاتی تھین
ظاہر میں انکے ہاتھ سے وہ غل مچاتی تھین
پردے میں سب وہ کشن کے بلہاری جاتی تھین

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

کہتی تھین دل میں دودھ جو اب ہم چھپائینگے
سیکشن اسی بہانے ہمیں منہ دکھائینگے
اور جو ہمارے گھر میں یہ ماکھن نہ پائینگے
تو انکو کیا غرض ہے یہ کاہیکو آئینگے

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

سب مل جسودا پاس یہ کہتی تھین آکے بیر
اب تو تمہارا کانہہ ہوا ہے بڑا شریر
دیتا ہے ہمکو گالیان پھر مارتا ہے چیر
چھوڑے وہی نہ دودھ نہ ماکھن مہی نہ کھیر

ایسا تھا بانسری کے بجیا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کشن کنھیا کا بالپن

ماتا جسودا اُنکی بہت کرتی منتیان — اور کانہ کو ڈراتی اُٹھا پن کی سانٹیان
جب کانہ جی جسودا سے کرتے یہی بیان — تم سچ نہ جانو ماتا یہ ساری ہین جھوٹیان

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

ماتا کبھی یہ مجھکو پکڑ کر لیجاتی ہین — گانے مین اپنے ساتھ مجھے بھی گواتی ہین
جب ناچتی ہین آپ مجھے بھی نچاتی ہین — آپ ہی تمھارے پاس یہ فریادی آتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

ماتا کبھی یہ میری چھنگلیا چھپاتی ہین — جاتا ہون راہ مین تو مجھے چھیڑ جاتی ہین
آپ ہی مجھے رُٹھاتی ہین آپ ہی مناتی ہین — مارو انھین یہ مجھکو بہت ستاتی ہین

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

اک روز منھ مین کانہ نے ماکھن چھپا دیا — پوچھا جسودا نے تو وہین منھ بنا دیا
منھ کھول تین لوک کا عالم دکھا دیا — اک آن مین دکھا دیا اور پھر بھلا دیا

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن
کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

تھے کانہ جی تو نند جسودا کے گھر کے ماہ — موہن نولکشور کی تھی سب کے دل مین چاہ
انکو جو دیکھتا تھا سو کہتا تھا واہ واہ — ایسا تو بال پن نہ ہوا ہے کسی کا آہ
ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بال پن — کیا کیا کہون مین کشن کنھیّا کا بال پن

سب ملکے یار کرشن مراری کی بولو جے
گوبند چھیل کنج بہاری کی بولو جے

دوچور کہاری ناتھ بہاری کی بولو جے
تم بھی نظیر کرشن بہاری کی بولو جے

ایسا تھا بانسری کے بجیّا کا بالپن
کیا کیا کہوں میں کرشن کنھیّا کا بالپن

بانسری

جب مرلی دھر نے مرلی کو اپنی ادھر دھری
کیا کیا پریم پریت بھری اسمیں دھن بھری

لَے اسمیں رادھے نام کی ہر دم بھری کھری
لہرائی دھن جو اسکی ادھر اور ادھر دری

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کرشن کنھیّا نے بانسری

کتنے تو اسکے سننے سے دھن ہو گئے دھنی
کتنوں کی سدھ بسر گئی جسدم وہ دھن سنی

کتنوں کی من سے کل گئی اور بیاکلی چنی
کیا نر سے لیکے ناریاں کیا کوڑھ کیا گنی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کرشن کنھیّا نے بانسری

جس آن کانہہ جی کو وہ بنسی بجاؤنی
جس کان میں وہ آوتی وان ہی بھلاؤنی

ہر من کی ہو کے موہنی اور چیت لبھاؤنی
نکلی جہاں سے دھن اسکی وہ میٹھی سہاؤنی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کرشن کنھیا نے بانسری

جس دن سے اپنی بنسی وہ کرشن نے آ سجی
اس سانورے بدن پہ نپٹ آن کر سجی

مرلی بھلایا آپ کو تاری نے سدھ تجی
انگلی ادھر سے آکے وہ بنسی جدھر بجی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

گوالون مین نندلال بجاتے وہ جس گھڑی — گوٗوین دھن اسکی سننے کو رہجاتین سب کھڑی
گلیون مین جب بجاتے تو وہ اسکی دھن پڑی — لے لے کے اتنی لہر جہان کان مین پڑی

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بنسی کو مرلی دھر جی بجانے گئے جدھر — پہلے دھن اسکی روز ہر اک دل مین کر اثر
سنتے ہی اسکی دھن کی حلاوت ادھر ادھر — منہ چنگ اور نے کی دھنین دل سے بھولکر

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

بن مین اگر بجاتی تو وان تھی یہ اسکی چاہ — کرتی دھن اسکی سنجھی پٹھو کے دل مین راہ
بستی مین جو بجاتی تو کیا شام و کیا پگاہ — پڑتی ہی دھن وہ کانمین بلہاری ہوجاہ

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

کتنے تو اسکی دھن کے لیے رہتے بیقرار — کتنے لگائے کان ادھر رکھتے بار بار
کتنے کھڑے ہو راہ مین کرتے انتظار — آتے جدھر بجاتے ہوے شیام جی مرار

سب سننے والے کہہ اٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

موہن کی بانسری کی مین کیا کیا کہون چھبین — سنے اسکے دھن کی موہنی دھن اسکی جیب ہرن

اِس بانسری کا آن کے جس جا ہوا بچن　　کیا جل پون نظیر پکھیرو وکیا ہرن

سب سُننے والے کہہ اُٹھے جے جے ہری ہری
ایسی بجائی کشن کنھیا نے بانسری

لہو ولعب کنھیا

تعریف کروں میں اب کیا کیا اُس مُرلی دھر بجیّا کی　　نت سیوا کنج پھرّیا کی اور بن بن گئو چرّیا کی
گوپال بہاری بنواری دکھ ہرن مہر کرتیّا کی　　گردھاری سُندر شیام برن اور ہلدر جیّا کی

یہ لیلا ہے اُس نندلگن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

اک روز خوشی سے گیند تڑی موہن جمنا تیر گئے　　وان کھیلن لاگے ہنس ہنس کے یہ کہہ کر گوال اور بالن سے
جو گیند تڑی جا جمنا میں پھر جا کر لائے جو پھینکے　　وہ آپی انترجامی تھے کیا اُنکا بھید کوئی پاوے

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

وان کشن مدن منموہن نے سب گوالن سے یہ بات کہی　　اور آپی سے جھپٹ گیند اُٹھا اُس کالی دہ میں جا ڈالدی
پھر آپی جھپٹ کود پڑے اور جمنا جی میں ڈبکی لی　　سب گوال سکھا حیران رہے پر بھید نہ سمجھے اک رتی

یہ لیلا ہے اُس نندللن من موہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

یہ بات سُنی برج ناری نے تب گھر گھر اُسکی دھوم مچی　　نند اور جسودا آ پہونچے سُدھ بُدھ بھولگئی اپنے تن کی
اُس جمنا پر غل شور ہوا اور ٹھٹھ بندھے اور بھیڑ لگی　　کوئی آنسو ڈالے ہاتھ ملے بھید نجانی کوئی بھی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی　　رکھ دھیان سُنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنھیا کی

جس وہ مین کودے منموہن واں آن چھپا تھا اک کالی
پھن مارے پھونچا زور کیے اور پھرون تک واں کشتی کی

سر پانوؤں سے اُنکے آلپٹا اُس وہ کے بھیتر دیکھتے ہی
پھنکارین لین بل تیج کیے پر کشن ہے واں ہنستے ہی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

جب بارے نے سو پیچ کیے پھر ایک کلا واں شیام نے کی
پھر ناتھ لیا اُس کالے کو اک پل بھر مین نلو پر لگی

اس طور بڑھایا تن اپنا جو اُسکا نکسن لاگا جی
وہ وار کیا اور اُستت کی ناگن بھی پھر پانوؤں پڑی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

اُس وہ مین نند شیام برن اُس کالی کو جب ناتھ چکے
کر اپنے بس مین کالے کو مسکیانے مُرلی دھر دھرکے

لی ناتھ کو اُسکے ہاتھ اپنے پھر پھن کے اوپر بیٹھ گئے
جب باہر آئے منموہن سب خوش ہو کر جے بول اُٹھے

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

تھے جمنا پر اُس وقت کھڑے واں جتنے نرناری
دکھ جتنا من سے دور ہوا آنند کی آئی پھر باری

دیکھ اُنکو سب خوشحال ہوے جب باہر نکلے بنواری
سب درشن پاکر شاد ہوے اور بولے جے جے بلہاری

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

نند اور جسودا کے من مین سُندر بھولی اسی گھڑی
سب برج باسی کے ہردے مین آنند خوشی اس دم چھائی

سکھ چین ہوئی کچھ ہو گئی کچھ واں پُن کی گھڑی
اُس نند کے اُٹھوں نے یہ بھی نظیر اک لیلا اپنی دکھلائی

یہ لیلا ہے اُس نندللن منموہن جسمت چھیّا کی
رکھ دھیان سنو ڈنڈوت کرو جے بولو کشن کنہیا کی

شادی کنھیّا

جہاں میں جسوقت کشن جی کی اوستا سدھ بدھ کی یاں پر آئی — سنبھالا ہوش اور ہوسیانے وہ بالپن کی وہ البلائی
ہوا قد انکا کچھ اسطرح سے کہ قمری جسکی فدا کہائی — نکالیں طرزیں پھر اور ہی کچھ بدن کی سج دھج نئی بنائی

ہوی خوشی نند کے جو منمیں بہت ہوئیں خوش جسودا مائی

جو سدھ سنبھالی تو کشن کیا کیا لگے پھر ایسی پھبن دکھانے — جگہ جگہ پر لگے مٹکنے ادا سے بنسی لگے بجانے
وہ پھر بڑے گوؤں کو ساتھ لیکر خوشی خوشی سے بنوں میں جانے — جو دیکھا نت اور جسودا نے یہ کہ شیام اب تو ہوسیانے

یہ ٹھہری دونوں کے منمیں آکر کریں اب انکی کہیں سگائی

پھر آئی منمیں سوچ انکی اب ایسی جا ہو وانکی نسبت — بڑا ہو گھر در بڑے ہوں سامان بہت ہو دولت بہت ہو حشمت
ہمارے گوکل میں ہے جو خوبی اسی طرح کی ہو انکی حرمت — وہ لڑکی جس سے کہ ہوسگائی سو وہ بھی ایسی ہو خوبصورت

ہیں جیسے سندر کشور موہن نول دولارے کنور کنھائی

گئی جو ناری وہ بوڑھیاں تھیں جسودا جی نے انھیں بلایا — جو بھید تھا اپنے منکے بھیتر سو دان سبھوں سیتیں جتایا
کسیکو ادھر کسیکو اودھر لگائی ڈھونڈھن کہیں پٹھایا — پھریں بہت ڈھونڈھتی وہ ناریں جسودا جی نے انھیں سنایا

نہ دیکھا ویسا گھر اک انھوں نے نہ ویسی کوئی دولاری پائی

وہ ناریاں جب نہ منمیں پھر آئیں تو بولی پھر اور ایک ناری — ہے یہ جو برسانا اسمیں ہے گی ایک بڑی سیانی نول دولاری
ہیں رادھکا نام اسکا کہتی بہت ہے سندر نپٹ پیاری — کہی یہ منمیں تو بات اسنے اب آگے مرضی جو ہو تمہاری

کرو سگائی لگن کی اسجا کہ اسمیں ہے گی بہت بھلائی

یہ سن جسودا کے منمیں جب یہ بھایا ادھر کو ناری گئی پٹھائیں — جہاں وہ گھر کو بیاں کیا تھا وہ ناریاں سب ادھر کو دھائیں
چلیں وہ گوکل سے دلمیں خوش تھیں ہو منہ وہ برسانے بیچ آئیں — انھوں نے آدر بہت سا کرکے سندر کی ان وہ سب بٹھائیں

جو منمیں یہ تو لگیں سنانے ادھر ادھر کی بہت بڑائی

جو کہہ چلیں یہ اِدھر اُدھر کی تو پھر سگائی کی بات کھولی | بڑے ہو تم کھٹی ہی ہیں وہ بھی یہ بات ہووے تو خوب بولی
ہے جیسا سندر اُنھوں کا لڑکا تمھاری بھی ہے ویسی لڑکی | اِدھر بھی دولت اُدھر بھی حشمت خوشی و خوبی طرح طرح کی

انھوں نے اپنی بہت جتائی پر اُنکے دل میں نہ کچھ سمائی

جو رادھکا کی وہ ماں بھی کیرت کہے تھے باتیں وہ بولی ہنسکر | وہ ایسے کیا ہیں جواب ہمارے جس برابر دیکھے ہوں برابر
ہیں جیسے وہ تو سوا ہیں ان سے ہمارے گھر کے تو کتنے چاکر | ہم اپنی لڑکی انھیں نہ دینگے وہ ایسا کیا گھر وہ ایسا کیا ہے

کرو ہمارے نہ گھر میں تم یاں اب اس سگائی کی بات کہائی

سنا جب اُن ناریوں نے یہ تو چلیں اِدھر سے وہ شرم کھائیں | بہت ہی منہ میں پشیماں ہو ہو ستانے وہ پھر کے گوکل کے بیچ آئیں
سنی جو باتیں تھیں واں اُنھوں نے وہ سب جسودا کو آ سنائیں | یہ باتیں سنکر جسودا منہ میں بہت خفا ہو بہت لجائیں

سوائے خفگی کے آگے کچھ واں جسودا مائی سے بن نہ آئی

جب اُس سگائی نہ ہونے سے واں بُرا جسودا نے منہ میں مانا | جو بھید اُنکا کلا سے اپنے یہ بن جتائے ہی ہے پہچانا
کہا یہ منہ میں کہ کوئی لیلا کو چاہیے اب اُدھر دکھانا | بنا کے موہن سروپ نٹ پر خوب برسانے بیچ جانا

گئے وہیں ہر پھر اُس مکاں میں اور اپنی بنسی وہ جا بجائی

بجی جو موہن کی بانسری ان تو دھن کچھ ایسی بجائی | پڑی وہ دھن جس کے کان میں آ اسے سُدھ اپنے بدن کی بسری
جھلائی بنسی نے کچھ تو سدھ بدھ اُدھر جھلک سروپ کی تھی | ہر اک طرف کو ہر اک مکاں پر جھلک وہ ہری کی کچھ ایسی چمکی

کہ جسکی ہر اک جھلک کے دیکھے تمام بستی وہ جگمگائی

سہیلیوں سنگ رادھکا جی کہیں اِدھر کو جو آن نکلیں | سروپ دیکھا وہ کشن جیکا اُدھر سے اُنکی سُنی وہ مرلی
جو ہیں وہاں رادھکا جی آئیں سو انھیں بھی من موہنی کی | دکھایا اپنا سروپ ایسا کہ اُنکی صورت کو دیکھتے ہی

اِدھر تو رادھا کے ہوش کھوئے ہر اک سہیلی کی سُدھ بھلائی

دکھا کے روپ اور بجا کے مرلی پھر آئے گوکل میں نند لالا | پھر اک کلا کی وہ تھے دہیں کہ رادھا گوری کو مار ڈالا

بہت دوائیں اُنھوں نے کیں اُن پہ فائدے نے نہ سر نکالا
پھر آپ موہن نے بیٹھ کر مدھوا کی تھیلی کو وان سنبھالا

پکارے برسانے بیچ جا کر کہ اچھی کرتے ہیں ہم دوائی

ادھر تھے ہارے دوائیں کر کے سنی انھوں نے جو بات انکی
بلا کے جلدی ہی مندر کے بیچ تب دکھائی رادھا جو وہ دکھی تھی
اُنھوں نے وان کچھ دوا بھی دی اور دکھائی چھو چھو کے منتر بھی
پڑھنت کیا تھی وہ اک کلا تھی ہوئیں وہیں اچھی رادھکا جی

ہر اک نے کی واہ واہ ہر دم اور اپنی گردن بہت جھکائی

ہوئی جو چنگی وہ رادھکا جی تو جب زمیں خوشی کی ٹھہری
وہ برکھبھان اور بھی کٹم کے یہ بات من بیچ آکے ٹھہری
کہ رادھکا کی سگائی اِنسے کریں تو ہوگی یہ بات اچھی
جو رسم ہوئی سگائی کی ہے وہ سب اُنھوں نے خوشی سے کر دی

نظیر کہتے تھے اسطرح سے ہوئی ہے کشن کی سگائی

دسم کتھا

اے دوستو یہ حال سُنو دھیان رکھ ذرا
اور ہر طرف سے دھیان کے بیٹھیں کواڑ کھولا
جو چاہے اسکا واسطہ سب کے تئیں بھلا
کہتا ہوں میں یہ اگلے زمانے کا ماجرا

ہے نام اِس بیان کا یارو دسم کتھا

سکھدیو نے کتھا یہ پرچھیت سے ہے کہی
اُسنے سُنی تو اُس کا ہوا دل بہت خوشی
بھیکھم ایک راجہ مندر کی تھی مندری
تھے پانچ بیٹے اُسکے بہت سندر اور بلی

گھر بار اُس کا دولت وحشمت سے بھر رہا

بیٹا بڑا تھا اُسکا سو اُسکا رکم تھا نام
اور رکمنی ہے بیٹی بہت خوب خوشخرام
روپ اور سروپ میں تھے سر پاؤں سے تمام
سکھیوں سہیلیوں میں وہ رہتی تھیں خوشخرام

گہنا لباس تن پہ رہا تھا جھمک رہا

نارد منی کدن آئے جہان پر تھی رکمنی
اور اُس سے بات اُنھوں نے وہ کشن کی سُنی

لیلا سُنائیں وہ سبھی روپ و سروپ کی
جب رکمنی نے خوبی وہ سری کشن کی سُنی
سُنتے ہی اُنکی ہو گئی جی جان سے فدا

ٹھہری یہ رکمنی کے وہین دل مین آن کر
برنی جبھی مین جاؤن ملے جب وہ مجکو بر
دن رات دھیان اپنا لگی رکھنے وہ اُدھر
آنکھونکو اپنی کرنے لگی آنسوؤن سے تر
بیچین دل مین رہنے لگی سب سے ہو خفا

چھپتی نہین چھپائے سے صورت جو چاہ کی
سکھیان سہیلیان جو تھین اور لڑکیان سبھی
دیکھی جو رکمنی کی اُنھون نے یہ بے کلی
جانا کہ رکمنی کا لگا ساتھ ہر کے جی
کہنے لگین اُنھون کی وہ باتین بنا بنا

بولے وہ سب کہ کرشن تو اوتار ہین بڑے
جو خوبیان ہین اُنمین کہانتک کوئی کہے
روپ اور سروپ اُنکے کی کیا کیا صفت کرے
لیلا ہوئین ہین اُنسے جو ہون کب وہ اور سے
مادیو کی ہے اُنکی وہ بسدیو جی پتا

جنمی وہ مدھ پوری مین تو جب آدھی رات تھی
بسدیو اُنکو لے چلے گوکل اُسی گھڑی
جمنا نے اُنکے چھو کے چرن جلد راہ لی
پہونچے جو گھر مین نند جسوداکے کانہہ جی
سب نیگیون نے نیگ بدھائی کا وان لیا

بسدیو جی نے بھیجا گرگ پنڈتا کو وان
تو نام اُنکا جاکے وہان پر کرے بیان
ستیہ نام جو کہ ہووے بیان کر اُسے عیان
گوکل مین آ گرگ نے بہت ہو کے شادمان
ان کا کرشن نام بہت سوچ کر رکھا

تھے بالپن مین جب تو ہر دم کرشن جی
جب کنس نے وہ پوتنا بھیجی کہ بیری جی
اُسنے جو چھاتی زہر بھری اُنکے منہ مین دی
منہ لگتے ہی اُنھون نے وہ جان اُسکی کھینچ لی

اُسکے پران گڑھ گئے اور کچھ نہ بس چلا

کاگا سر آیا ڈشٹ لیا اُسکو مار بھی — پھر تو نادنت کی بھی ہوا دورگے سبھی
سکٹا سر آیا اسکی بھی گاڈ ہلی ٹٹ نئی — آیا سری دھر اسکی بھی مٹی خراب کی
جتنے وہ ڈشٹ آئے سبھو نکو اُلٹ دیا

پھر پانوں چلنے لاگے جو دھرتی پہ نندلال — آئے وہ جنگل کو دین اُنکو کیا نہال
سیانے ہوئے تو ساتھ لیے اپنے گوال بال — مرلی کی دُھن سُنا کے کیا سب کا جی نڈھال
گوئین چرائین بن بین وہ بنسی بجا بجا

دھمکا کے گوالنوں سے لیے دودھ اور دہی — کھانے کھلائے اُنکو جو تھے ساتھ بین سبھی
جب گوالنوں نے آکے جسودا سے یہ کہی — جھگڑا کا اُنھوں نے ساٹی اُٹھا کر جو اُکھڑی
ترلوک کھول مُنہ اُنھیں ہر نے دکھا دیا

جملا وارجن اور وہ دو دیوتا جو تھے — دو تاڑ بن گئے تھے کسی کی سراپ سے
مدت تلک وہ بن بین یوہین تھے کھڑے ہوئے — لیلا سے اپنی کنس نے اس بن بین آن کے
ویسا ہی دیوتا اُنھیں اک پل بین کر دیا

راچھنس بہت جو کشن پہ آنے لگے وہان — نند اور جسودا کی لگی دیکھ اُن سے جانے جان
لیکر کٹم سب اپنا جو تھے خرد اور کلان — آکر وہ بندرابن کے لگے رہنے درمیان
گوکل کا پاس سب نے اُسیدن سے بھر تجا

لے گوال بال جا نیلگے شیام من ہرن — گوئین لگے چرانے جہان ہے یہ گوبردھن
وان بھی بنا سُر آیا بکا سُر بھی نکلا بن — مارا اور اُسکی چونچ کو چیرا سمیت تن
آیا اگھا سُر اُسکے بھی سر کو اُڑا دیا

دکھلائی اپنی ہر نے جو لیلا وہ بچہ ہرن — دیکھ اُسکو سب نے چوم لیے کشن کے چرن
دھنک راچھس آیا پھر جو بنا کر وہ مکر و فن — مارا اُسے بھی ہر نے جان ہے یہ تال بن

کالے کو وہ مین ناتھ کیا سب نرملا

گوپین کھڑے چراتے تھے بن مین جو شیام جی — اِس بن مین اکدن جو ہین آگ آن کر لگی
سب گوال بال چھنگری گوپین کھڑی سبھی — لیلا سے وان بھی ہر نے وہ دیکھ اُنکی بے بسی

اُس آگ سے سبھون کو لیا آن مین بچا

پھر کی جو لیلا چیر ہرن ہر نے خوب تر — سرپٹ نے پھر وہ کوپ کیا اُن پہ آن کر
سرپٹ کو وان اُٹھا لیا بنسی او پر ادھر — پھر سرون اُسمین شیام تے لی ناریان سُندر

ہر نے بچا کے ترت کیا راس کو بنا

مارا وہ سانپ پانوءن پہ لپٹا جو نند کے — لین گوپیان چھوڑا دہین پھر سنکھ چور سے
سرکا سر اور کیسی و بھوما سُر آ گئے — اپنے سے مکر سہر سے اُنھون نے بہت کیے

ہر نے اُنھین بھی مار کے بھون پر دیا گرا

اک روز بند را بن سے آئے اُنھین جو وان — چلنے کو ساتھ اُنکے تئین سب وہ گوپیان
جمنا مین پھر نہائے جو اک روز شادمان — ہر نے دکھائے وان اُنھین لیلا سے یہ نشان

جو ہر ہی ہر دکھائی دیے اُس کو جا بجا

جب بندرا بن مین آئے تو دھوبی کو کنس کی — مارا وہین اور اُسکے لئے چیر جتنے تھے
سو جی سے لے لباس یہ پھر بت اُسے — چندن جو کبجا لائی تو خوش ہو کے شیام نے

سب کھو دیا جہان تئین کبراتن اُسکا تھا

ڈیوڑھی پہ آکے جب تو وہ توڑا دھنک کے تئین — رنگ بھوم مین گرا دیا پھر بل کو بر زمین

درشن دیے وہ راجہ جو قیدی تھے سنگین
پھر کنس کے بھی کیس پکڑ کھینچ کر وہین
سر اُس کا اِک اشارے مین تن سے جدا کیا

پھر آئے وان جہان تھے وہ بسدیو دیوکی
چرنون پہ سیس رکھ کے بہت سی اُپیا کی
یہ باتین ہر کی سُن کے وہان رکمنی نے بھی
چاہا یہی کہ دیکھون مین صورت کرشن کی
بے تاب و بے قرار لگی رہنے سُکھ گنوا

اِسکو یہ باتین کشن کی خوش آئی تھین سبھی
سُنتی وہ ساتھیون سے اُنھین کو گھڑی گھڑی
مان باپ رکمنی کے بھی اور چارون بھائی بھی
پر رکمنی کی ہون وہی تھی چاہتی یہی
پر وہ رکم جو تھا سو پسند اسکو یہ نہ تھا

رکھتا تھا نام اسکا تو جدو بنس ہے جنم
کاندھے پہ اُسکے کامری رہتی تھی دمبدم
گوئین چراتا پھرتا ہے بن بن مین رکھ قدم
دولت مین اور ذات مین اُس سے بڑے ہین ہم
سسپال چندیری کا جو بر ہو تو ہے بھلا

یہ باتین وان رکم سے جو سُنتی تھی رکمنی
بیکل وہ بہت ہوتی تھی اور دل مین کڑھتی تھی
جب بکلی بہت ہوئی اور رہ سکا نہ جی
اک چٹھی اپنے حال کی ہر کے تئین لکھی
بامن کے ہاتھ دوارکا مین دی وہین بھجا

بامن جو ہر کی ڈیوڑھی پہ آ پہونچا راہ سے
دیکھا وہان ہین چیری و چاکر بہت کھڑے
جانے مین تھے مندر کے جو دربان روکتے
سُنکر خبر یہ ہر نے بلایا وہین اُسے
پرنام کر کے اونچے مکان پر بٹھا دیا

بامن کی بنتی کر کے لگے کہنے کشن جی
تمنے ہمارے حال پہ کرپا بڑی یہ کی
اُسنے زبانی کہکے جو احوال تھا سبھی
پھر رکمنی کی چٹھی جو لایا سو ہر کو دی

ہر نے پڑھا اُسے کہ جو احوال اُسمین تھا

اے برجراج کشن منوہر مدن گوپال
دن رات تمسے ملنے کو رہتی ہون نڈھال
مین درشنونکی کبکے مشتاق ہون کمال
درشن سے اپنے مجھکو بھی آکر کرو نہال
سب دھیان مین تمھارے ہی رہتا ہے من لگا

سسپال بیاہنے کو مرے اب آتا ہے
یہ غم تو میرے دلکو نہایت ستاتا ہے
سب راج اور ساتھ جراسند لاتا ہے
اس اپنی بے بسی پہ مجھے رونا آتا ہے
تم ہر ہو میرے من کی کرو دور سب بیتھا

اے کشن جی تم آؤ کہ اب وقت ہے یہی
ہر نے وہ چٹھی پڑھ کے منگا رتھ وہ جگمگی
اپنے چرن سے لاج رکھو میری اس گھڑی
ہو کر سوار جلد چلے وان سے کشن جی
بامن بھی اپنے ساتھ وہ رتھ مین لیا بٹھا

سسپال اسمین آن کے پہونچا شتاب وان
باجے بجے گھر مین لگین گانے ناریان
اگوانی اسکی لینے کو بھیکم گیا دوان
آنکھون سے رکمنی کے وہ آنسو ہوے روان
سندر کا منھ وہ آنسو کے بہنے سے بھر گیا

جون جون وہ ہر کے آنے مین وان دیر ہوتی تھی
تکتی تھی ہر کی راہ نہ کھاتی نہ سوتی تھی
کوٹھے پہ اپنے رکمنی وان چڑھ کے روتی تھی
بیکل کیطرح پھرتی تھی اور ہوش کھوتی تھی
کچھ رکمنی کو رونے سوا ین نہ آتا تھا

کہتی تھی کیون یہ کشن مراری نے دیر کی
برجراج روپ مکٹ سنواری نے دیر کی
موہن نولکشور بہاری نے دیر کی
یا چاہ بے اثر یہ ہماری نے دیر کی
بامن جو مین نے بھیجا تھا وہ بھی نہین پھرا

اسمین کمند پور کے جو ہر آئے عنقریب | جھلکی کلس وہ رتھ کی ہوئی روشنی عجیب
خوش رکمنی کا جی ہوا جون گل سے عندلیب | بولی خوشی ہو من مین کہ جاگے مرے نصیب

بامن نے بھی وہ آنے کو ہر کے دیا سُنا

بن ٹھن کے جب خوشی ہو وہ پوجا کے تئین چلی | ساتھ اُسکے ناریان چلین گاتین بہت خوشی
سُندر کی جاتی پاؤن کی پائل جو باجتی | روپ اور سروپ اُسکا بیان کیا کرے کوئی

پہونچی خوشی سے وان جہان تھی پوجنے کی جا

جس جس کو پوجا وان یہی اُسنے کیا بیان | کرپا کرو جو مجھکو ملین برجراج یان
لینے کو درشن اُسکے ہوئی ہین نین نچان | جلدی ملاؤ تم جو رہے لاج میری یان

ہر دیوتا سے وہ یہی کرتی تھی التجا

جب دیوی دیوتا کی وہ پرکرما چکی | سُندر دُلاری آگے کو چل کر ٹھٹھک رہی
اِسواسطے کہین مجھے درشن دین کرشن جی | تو دیکھ وہ سروپ مری ہووے زندگی

نبھ جاوے جی یہ لاج بھی میری رہے بجا

سندر رنویلی سروپ کا مین کیا کرون بیان | مکھڑا وان جھمک رہا تھا کہ جون ماہ آسمان
پوشاک بھی بدن پہ چمکتی تھی زرفشان | سرپاؤن سے بھری تھی وہ گہنے کے درمیان

کیا وصف اُسکا ہو سکے زیب و نگار کا

دیکھا اُکمند پور کے جو لوگون نے ہر کو وان | سب درشن اُنکے پاکے ہوئے جیمین شادمان
آپس مین سب وہ کہتے تھے نر اور ناریان | بر رکمنی کے یہ ہون تو ہر من کو سکھ ہو یان

ہر دم اِسی مُراد کی مانگین تھے سب دعا

بھیکم جو ہر کے لینے کو آیا بہت خوشی | درشن جو ہر کے پائے تو نیتی بہت سی کی

اتنے مین رکمنی جو تھی ہر کے لیے کھڑی | درشن جو پائے آگیا وان اسکے جی مین جی
ہرنے پکڑ کے ہاتھ لیا رتھ مین وان بٹھا

سسپال اپنے لیکے دھنک آگیا وہان | بان اسکی ہرنے کاٹ بھگایا اسے ندان
آیا رکم جو یان یہ دھنک لیکے اور سنان | اسکو بھی ہرنے باندھ لیا کاٹ اسکی بان
نیتی سے رکمنی نے دیا اسکا جی چھٹا

سسپال کا بھی ہرنے دیا لیمین گربھ کھو | جو تھا غرور اسکا سو سب ڈالا دم مین دھو
آیا رکم بلی جو بہت کرکے گربھ کو | بالون سے اسکے ہاتھ بندھے اور رہا وہ رو
سچ کہتے ہین کہ گربھ ہے جگ مین بہت برا

جب رکمنی سے کہنے لگے ہنسکے وان یہ ہر | سسپال کو گربھ نے کیا سب مین خوار تر
کھویا رکم کو اور جرا سندہ کو ادھر | آئے تھے جس گربھ سے وہ لڑنے کو ادھر
آخر اسی گربھ سے دیا ان کا سر جھکا

سسپال اور رکم کا ہوا جب یہ حال وان | بلدیو جی نے انکی کٹک سب بھگائی وان
لے رکمنی کو ہر ہوے پھر دوارکا روان | جب آن پہونچے خوش ہوے سب نر و ناریان
دیکھا جمال ان کا تو پایا بہت بھلا

پھر دیوکی جو آئین بہت ہوکے خوش ادھر | پانی پیا انھون نے وہین ہر پہ وار کر
سب ناریان بھی آن کے بیٹھین ادھر ادھر | جتنا سگن تھا گھر کا رہا سب اُنسے بھر
شادی کے باجے بجنے لگے شور و غل مچا

سب دوارکا مین دھوم یہ شادی کی مچ گئی | باجے مجیرے طبلے وہا مین بھی اور ترئی
در پر براتیون کی بہت بھیڑ آ لگی | سو بھا سے دوار پہ دوا بندھن وار بندھ گئی

پنڈت بلاسگن سے دو پھیرے دیے پھرا

بیٹھے تھے دوارکا کے وہاں خرد او رکبیر
سامان تھے ہزاروں ہی شادی کے دلپذیر
ہوتے تھے راگ رنگ خوشی تھے جوان و پیر
جو خوبیاں ہوئیں سو وہ کیا کیا کہے نظیر

اس ٹھاٹھ سے وہ بیاہ عجب کشن کا ہوا

ہر کی تعریف میں

میں کیا کیا وصف کہوں یارو اس شیام برن اوتار کی
گوپال منوہر سانولیا گھنشیام اٹل بنواری کی
گردھر ملیا دھر ماکھن پنچھوڑ نول گردھاری کی
ہر آن دکھائے روپ نئے ہر لیلا نیاری نیار کی
سب کشن کنہیا مرلی دھر من موہن کنج بہاری کی
نند لال دلارے سندر چھب برج چند مکٹ جھلکاری کی
بن کنج پھریا راس رچن سکھدائی کانہہ مراری کی
نت لاج رکھیا دکھ بھنجن ہر بھگتی بھگت ادھاری کی

نت ہر بھج ہر بھج رے بابا جو ہر سے دھیان لگاتے ہین
جو ہر کی آسا رکھتے ہین ہر انکی آس بجاتے ہین

جو بھگتی ہین سو انکو تو نت ہر کا نام سہاتا ہے
نت نیمین ہر ہر جپتے ہین ہر بھجنا انکو بھاتا ہے
من انکا اپنے سینے مین دن رات بھجن ٹھہراتا ہے
جو دھیان بندھا ہے چاہت کا وہ انکا من بہلاتا ہے
جس گیانی مین ہر سے نیہ بڑھے وہ گیان انھین خوش آتا ہے
سکھ جھمین انکے لاتا ہے دکھ انکے جی سے جاتا ہے
ہر نام کی سمرن کرتے ہین سکھ چین انھین دکھلاتا ہے
دل انکا ہر ہر کہنے سے ہر آن نیا سکھ پاتا ہے

ہر نام کے جپنے سے من خوش نیہ جتن سے رکھتے ہین
نت بھگتا جتن مین رہتے ہین اور کام بھجن سے رکھتے ہین

جو من مین اپنے نشچہ کرین دوار ہر کے آن پڑے
ہر نام بھجن کی پرواہ ہے اور کام اسی سے ہین رکھتے
ہر وقت مگن ہر آن خوشی کچھ نہین مین ہین لاتے
ہر دم مین ہر کی یاد لگی ہر سمرن مین خوش ہین رہتے

کچھ دھیان نہ ایدھر اودھر کا آہار پہ من میں دھرتے | جس کام سے ہر کا دھیان رہے ہیں کام وہی ہر دم کرتے
کچھ آن اٹک جب پڑتی ہی من بیچ نہیں چنتا کرتے | نت آس لگا کے رہتے ہیں من سب ہر کی کرپا کرتے

ہر کاج میں ہر کرپا سے وہ منمیں بات نہارت ہیں
منموہن اپنی کرپا سے نت انکے کاج سنوارت ہیں

سب کشن کی جو جو کرپا ہیں کب مجھ سے انکی ہو گنتی | ہیں جتنی انکی کرپا میں اک یہ بھی کرپا ہے انکی
مذکور کروں جس کرپا کا وہ بنتی ہے اس بھانت سنی | جو اک بستی ہے جونا گڈھ واں رہتے تھے مہتا نرسی
تھی نرسی کی اس نگری میں دوکان بڑی صرافی کی | بیوپار بڑھا صرافی کا تھا بستا لیکھا اور بہی
ہموار و بیٹھا اور فرش بچھا رہتی بیٹھک بستا اور کھٹری | تھے ملتے جتنے ہر کے اور لوگ تھے انسے بہت خوشی

کچھ لیتے تھے کچھ دیتے تھے اور بہیاں دیکھا کرتے تھے
جو لین دین کی باتیں تھیں پھر انکا لیکھا کرتے تھے

دن کتنے میں پھر نرسی کا سب کشن چرن سے دھیان لگا | جب بھگتی ہر کی کہلائے سب لیکھا جوکھا بھول گیا
سب کاج بسار کام تجے ہر نام بھجن سے من لاگا | جا بیٹھے سادہ اور سنتو میں نت سنتے رہتے کشن کتھا
تھا جو کچھ دکان بیچ رکھا وہ سب جمع اور پونجی کا | ہد پریم کے ہو کر سنتوں سے سب دھون کو ہرنا نون دیا
ہو بیٹھے ہر کے دوارے پر سب کٹم سے ہاتھ اٹھا | سب چھوڑ بکھیڑے دنیا کے نت ہر سمرن کا دھیان لگا

ہر سمرن سے جب دھیان لگا پھر اور کسیکا دھیان کہاں
جب چاہت کی دوکان ہوئی پھر پہلی وہ دوکان کہاں

کیا کام کسی سے اس من کو جس من کو ہر کی آس لگی | پھر یاد کسی کی کیا اسکو جس من کو ہر کی لگن لگی
سکھ چین سے ہر کے دوارے پر سنتوں کو ملا آنند ہوئی | بیوپار ہوا جب چاہت کا پھر کیسی لیکھن اور بہی
نہ کپڑے تھے کی پروا نہ چنتا لوٹیا تھالی کی | جب من کو ہر پیت ہوئی پھر اور ہی کچھ ترتیب ہوئی

دھن جتنی لیں اور دین کی تھی سب من کو بھولی اندریا
نت دھیان لگا کر پاسے ہر آن خوشی اور خوشوقتی

تھی مٹھیں ہر کی پیت بھری اور اٹھیلی کر تو رہتے تھے
کچھ فکر نہ تھا سندیہ نہ تھا ہر نام بھروسے جیتے تھے

نت سُکھ میں ہر کی رس بھری خوش رہتے تھے واں نرسی
اور بیٹی کے گھر جب شادی واں ٹھہری بالک ہونے کی
مل بیٹھیں گھر میں ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کچھ شادی کی خوشوقتی تھی کچھ سونٹھ سٹھوریکی ٹھہری
اک بیٹی الکھ جنی تھی سو دو گھر میں وہ بیاہی تھی
تب آئیں ادھر اُدھر سے سب ناریاں اُسکے کنبے کی
سب ناچیں گائیں آپس میں ہے ریت جو شادی کی ہوتی
کچھ جھمک جھمک تھی برنکی کچھ خوبی کاجل مہندی کی

ہے رسم یہی گھر بیٹی کے جب بالک مُنھ دکھلاتا ہے
تب بالک اُسکی چھوچھک کا ننہال سے بھی کچھ جاتا ہے

واں ناریاں جتنی بیٹھیں تھیں سمدھیانے میں نرسی کے
کچھ ریت نہیں آئی ابتک ہے لال تمہارے میکے سے
تب بولی بیٹی نرسی کی اُن ناریوں کے آکر آگے
وہ بولیں کچھ تو لکھ بھیجو یہ بولی کیا اُن کو لکھے
جب نرسی کی واں بیٹی سے یہ بولیں ہنس کر طعنہ دے
اور دیں تھیں یہ جانتی سب وہ کیا ہیں اور کیا بھیجینگے
وہ بھگتی ہیں بیراگی ہیں جو گھر میں تھا سو کھو بیٹھے
کچھ انکے پاس دھرا ہوتا تو آپ ہی وہ بھجوا دیتے

جو چٹھی میں لکھ بھیجو گے وہ بانچ اُسے پچھتاوینگے
اک دمڑی اُنکے پاس نہیں وہ چھوچھک کیا بھجواوینگے

اُن ناریوں کو تو کرنی تھی اُس وقت ہنسی اُن نرسی کی
سامان ہیں جتنے چھوچھک کے سب بھیج چٹھی پڑھتی ہی
کچھ جیٹھ جٹھانی کا کہنا کچھ باتیں سسرال و ننندوں کی
تھی ایک پٹھلنی گھر کی جو سب بولیں تب ہی کچھ کہتی
بلوا کے لکھیا جلدی سے یہ بات انھوں نے لکھوا دی
وہ چیزیں اتنی لکھوائیں جن آئیں نہ اُنسے ایک کبھی
کچھ دیورانی کی بابت لکھی کچھ اُنکے جو جیٹھ تھے اُنکی
وہ بولی نسے ہنس کر واں منگواؤں کیا میں تم جی

وہ لکھنا کیا تھا وان لوگوں من چہل ہنسی پر دھرنا تھا
وان چیزونکے لکھ بھیجنے سے شرمندہ اُنکو کرنا تھا

جب چٹھی نرسی پاس گئی تب بانچتے ہی گھبراے گئے
یہ ایک نہین بن آتا ہے ہین جو جو چٹھی بیچ لکھے
وہ بھیجے ایسی چیز ولت کو یان کچھ بھی ہو مقدور جیسے
اسوقت بڑی ناچاری ہے کچھ بن نہین آتا کیا کیجے

پچھتاۓ من مین اور کہا یہ ہو سکتا ہے کیا مجھ سے
ہے یہ تو کام کٹھن اسدم وان کیونکر میری لاج رہے
کچھ چھوٹی سی یہ بات نہین اس آن بھلا اُس کیسے
پھر دھیان لگا ہر آسا پر اور من کو دھیرج انپے دے

وہ ٹوٹی سی اک گاڑی تھی چڑھ اُسپر بے وسواس چلے
سامان کچھ اُنکے پاس نہ تھا رکھ شیام کی نہین آس چلے

ہر نام بھروسا رکھ منہین چل نکلے وان سے جب نرسی
تھی سر پہ میلی سی پگڑی اور چولی جامہ کی مسکی
تھے جاتے رستے بیچ چلے تھی آس لگی ہر کرپا کی
دان اتنا کچھ لکھ بھیجا ہے مین فکر کرون اب کس کس کی

گو تھیلے مین کچھ چیز نہ تھی پر من مین ہر کی آسا تھی
کچھ ظاہر مین اسباب نہ تھا کچھ سود بھی جائی سی
کچھ اسدم میرے پاس نہین یان آن جہان چیزین بہتیری
جو دھیان نہین اپنے لاتے تھے کچھ بات نہین بن آتی تھی

جب اُس نگری مین جا پہونچے سب لوگ سے نرسی آئے ہین
آلات کی جو کچھ بات کہو اک ٹوٹی گاڑی لائے ہین

کوئی بات سنا یا پوچھنے کو جب جاتے دیکھا نرسی کو
جب بیٹی نے یہ بات سنی کہہ بھیجا کیا کیا لائے ہو
وہ ہنس ہنس اپنے ہاتھوں سے یان بنا ہے اب جس جس کو
تھا پاس ہی رکھا کیا بیٹی اب لانیکی کچھ مت پوچھو

اور جتنا جتنا دھیان کیا کچھ پاس نہ تھا اُنکی تو
جو جو چھک کے سامان تھے سب گھر مین جلدی بھجوا دو
یہ لوگ تب اُن بیٹی سے ہر کرپا اوپر دھیان دھرو
کچھ دھیان ہو لانیکا ہو کشش کہو کشش کہو

اِس آن جو بہر جا ہا ہے اک پل مین سب بھجواونگا
ہے جو جو یان لکھ بھیجا اک آن مین سب بھجوا دینگے

سیکشن ٹھہرو جب نرسی یہ بات جو سنکر کے بیٹھے
کچھ چھکڑون پر اسباب لیے کچھ بیلون پر [illegible] لدے
کل ٹھٹ پر ونیار ہوے اور ڈھیر کناری گوٹون کے
تھا ننگ [illegible] دنیا ایک جسے سو اُسکو [illegible] اور تھیس یہ

کیا دیکھتے ہین اُن آنکھون نے یہ ٹھاٹھ وہ اُسجا آپہونچے
تھے ہنسلی کھڑوے سونیکے اور تاش کی ٹوپی اور کرتے
کچھ گہنے جھمکے چار طرف کچھ تھیکیے جیر جھلا جھل کے
اب واہ واہ کی اک دھوم مچی اور شور اہا ہا کے ٹھہرے

تھی وہ جو تھلی اُسکی ہمان وہ بھولی جسدم دھیان پڑی
سو اُسکے لیے پھر ادر سے اک سونے کی سل آن پڑی

وان جسدم ہر کی کرپا نے یون نرسی کی تب لاج رکھی
بستی سے آور مان ہوا اور نام بڑائی کی ٹھہری
سب لوگ نگر کے شاد ہوے خوشوقت ہوی بیٹی بھی
وان لوگ سب آئے دیکھنے کو اور دوارے اوپر بھیڑ لگی

اُس نگری بھیتر گھر گھر مین نرسی کی تعریف ہوئی
جو لکھ بھیجی تھی طعنے سے ہر بات سے وہ سانچ ہوئی
وہ ننگی بھی خوشحال ہوی تعریفین کر کر نرسی کی
کیا ٹھاٹھ جو تھے سب چھوچھک کے سب بستی بھیتر دھوم پڑی

جو ہر سے کام رکھین اُنکا پھر پورا کیونکر کام نہو
جو ہر دم ہر کا نام جپین پھر کیونکر ہر کا نام نہو

سیکشن یہ وان جب پورن کی [illegible] بیٹی من کی
یہ ایسی چھوچھک لے جاتے تھے [illegible] اُنسے تھا مقدور یہ کیا
جو ہر کرپا نے ٹھاٹھ کیا وہ ایک انسے بن آتا
یہ کرپا اُن پر ہوتی ہے جو رکھتے ہین ہر کی آسا

اُس کل مین کوئی دو ایسی جو اُنکے من کی تھی چنتا
یہ آور مان وہ مان پاتے ییان کب ہو سکتا تھا
یہ اتنی جسکی دھوم مچی سو ٹھاٹھ وہ تھا ہر کرپا کا
ہر کرپا کا جو وصف کہون وہ باتین ہین سب ٹھیک بجا

ہین شاد نظیر اب ہر دم وہ جو ہر کی بھگت بلہاری ہین
سیکشن تھے اسیکشن کہو سیکشن بڑے اوتاری ہین

بیان سیکشن و نرسی اوتار

دنیا کے شہر و نین میان جس جسجگہ بازار ہین
کس کس طرح کے ہین نرکس کس طرح کے کار ہین

کتنے اسی بازار مین زر کے ہی بیشہ دار ہین بیٹھے ہین لگا کر کوٹھیان زر کے لگے انبار ہین
سب لوگ کہتے ہین اُنھین یہ سیٹھ ساہوکار ہین

ہین فرش کوٹھی مین بچھے تکیے لگے ہین زرفشان بہیان کھلین ہین سامنے لکھتے ہین لکھی کاروان
کچھ سیٹھ کی کچھ پیت کی آتی ہین باتین درمیان لاکھون کی لکھتے درشنی سو سیکڑون کی ہنڈیان
کیا کیا متی اور سود کی کرتے سدا تکرار ہین

کچھ مول کے مذکور ہین کچھ بیاج کا ہے ٹھک ٹھکا پھیلاؤ ہین گھر بیچ کے بیچک کا چرچا ہو رہا
دلال ہنڈی سیٹھ کی بامن بھی پرکھے سدھ سوا آرٹ ٹھکا کے ہر جگہ چٹھی لکھاتے جا بجا
کچھ رکھنے والے کے تئین کچھ جوگ کے اقرار ہین

تھوڑی سی پونجی جنکی ہے انھین ہین وہ بھی کچھ ملی ایدھر لگے ذہن مین اُدھر دھری ہین کوڑیان
اور جو ہین حد مٹی سے نیچے وہ کوڑیون کی تھیلیان کاندھون پہ رکھتے ہین وان لگتی جہان ہین گٹھڑیان
دیکھا تو یہ سب پیٹ کے دھندے ہین اور بستار ہین

ہے یہ جو صرافہ میان ہین ان مین کتنے اور بھی ہت کے پرکھیے کا ورب جا ہت کی جو کھلی اشرفی
جوگیانی دھیانی ہین بڑے کتنے اُنھین کو سیٹھ جی دھن دھیان کے کُل ڈھیر مین کوٹھی ہی ہے کوٹھی بڑی
من کی پریم اور پیت کا کرتے سدا بیوپار ہین

من روپ چشن آس کے چلکے روپیے نہین بھرے لکھن لیکھا چاہ کا چیت کے سر سے لکھ رہے
ہنڈی لکھین اُس ساہ کو جاتے ہی جو پل مین ملے جس لوک مین ہے من لگا اُس بانسکی بستی بیچ
نت بیم کی ہون بچھین بہیان دھرن دو چار ہین

بیچک لگاتے ہین جہان دھوکا نہین تڑ تاؤ کا جس بات کی مدہ ہین لکھین وہ ٹھیک تکتی ہین سدا
ہے جمع دل ہر بات سے من اصل مطلب سے لگا حاجت تقاضے کی نہین لینا سب آتا ہے چلا

جو بات کرنی جوگ ہے اُسمین بڑے ہشیار ہین

رہتے ہین خوش جسمین سدا دلگیر کچھ رہتے نہین
جھگڑا نہین کرتے ذرا غصہ نہین ہوتے کہین
بیوپار کرتے ہین بڑے ہر آن رہتے ہین وہین
ست کی کمنی سے من لگا سُکھ چین ہے جسکے تئین

کھوٹے ملت سے کام کیا انکے کھرے تہکار ہین

کرتے ہین نت اس کام کو جو ہے سمایا گیان مین
سندیہ کا بیسا انکا رکھتے نہین دوکان مین
جو دھیان ہے منمین بندھا رہتے ہین خوش اُس دھیان مین
نت من کی سمرن سادھ کر رہتے ہین ہر آن مین

جس نار کا آدھار ہے اُس سے لگائے نار ہین

جس من ہرن محبوب سے من کی لگائی چاہ ہے
جو دل کی لیکھن سے لکھا اُس سے وہی آگاہ ہے
سب لین کی ور دین کی اُنکو اُسی سے راہ ہے
اُن کو اُسی سے سکھ ہے اُنکی وہی اک راہ ہے

کوڑی سے لیکر لاکھ تک اُنکے وہی بیوپار ہین

اِس بھید کا اے دوستو اس بات مین دیکھو تیا
مخطوظ تھے خوشحال تھے دوکان مین نہ رہتا ہوا
تھے نرسی مہتا ایک جو صرافی کرتے تھے سدا
سیکشن جی کے دھیان مین رہتا تھا اُنکا من لگا

سُن لو یہ اُنکی پیت اور ہر پت کے اُبکار ہین

جون جون بڑھا ہر دم پیت بدھ پریم کا پیالہ پیا
سب کچھ تجا ہر دھیان مین اور نام ہر کا لے لیا
پیسا انکا جو پاس تھا سب دے سنتون کو دیا
نت داس متوالے سبھی ہر کا بھجن ہر دم کیا

پرگھٹ کیے سب دیہہ پر جو نتیجہ کے آثار ہین

سب تجدیا ہر دھیان مین یہ پیت کا ٹھہرا چلن
نرسی کی پرسی ہوگئی دھن کر دیئے بہت کون
کرتے بھجن سیکشن کا ہر حال مین رہتے مگن
چاہت مین سانوں شاہ کی بنا بیٹھا یاتن بمن

سب بھگت باتین ساتھ لین جو اشٹ مین درکار ہین

دن رات کی مالا پھیری سیکلشن جی سیکلشن جی — ٹھہرا زبان پر ہر گھڑی سیکلشن جی سیکلشن جی
کہتا سدا سینہ مین جی سیکلشن جی سیکلشن جی — جاتے جہان کہتے یہی سیکلشن جی سیکلشن جی

جو پیم کے پورے ہوے انکے یہی اطوار ہین

کہتے ہین یون اک دیس مین رہتے جو کتنے سادھو تھے — وہ دوستو نکے واسطے جب دوارکا جی کو چلے
آپہونچے اُس نگر مین جب نرسی جہان تھے تب بھرے — اُترے خوشی سے آن کر اور وان کئی دن تک رہے

پوجا بھجن کرنے لگے سادھون کے جو اطوار ہین

وہ سادھو جو اُترے تھے وان کچھ تھی روپے انکی گرہ — چاہا اُنھون نے درشنی ہنڈی لکھا لین سیٹھ سے
یوین روپے ہنڈی دکھا جب دوارکا مین پہونچلے — کارج سنوارین دھرم کے جو نیکنامی وان ملے

کرتے ہین کارج پیم کے جو جا کے اُس دربار ہین

لوگون سے جب اس بات کا سادھون نے وان چرچا کیا — اور ہر کسی سے اُس گھڑی گھر پوچھا ساہوکار کا
اُس چھوٹی سی نگری مین جو نرسی کا بڑا بیوپار تھا — سیکلشن جی کی چاہ مین بیٹھے تھے سب اپنا گنوا

مفلس ہے کب وہ کام ہون کرتے جو اب زردار ہین

کتنے جو بیٹھے باز تھے جس دم اُنھون نے یہ سُنا — دل مین ہنسی کی راہ سے سادھون سے یون جا کر کہا
اک نرسی مہتا ہین بڑے صراف یان کے واہ وا — تم درشنی ہنڈی جو ہے لو ہاتھ سے اُنکے لکھا

ہے ساکھ اُنکی یان بڑی جتنے یہ ساہوکار ہین

وہ سادھو کیا جانے کہ یان کرتے ہین ہنسی ہی — لے کر روپے اور پوچھتے آئے بہت ہو کر خوشی
نرسی کے آئے پاس جب یہ دل کی بات اپنی کہی — لکھ دو ہمین کرپا سے تم اسوقت ہنڈی درشنی

ہم دوارکا کو آجکل جلدی سے چلنے ہار ہین

نرسی نے یون سنکر کہا مین تو غریب آدمی ہون جی — سادھو مری دو کوڑی تو عزت ہے نہ کچھ ساکھ بڑی

نے ہے مری گئی اڑھتہ کہین نے میت میرا ہے کوئی
نے پاس ٹیر لیکھنی نے ایک ٹوٹی سی بہی
یہ بات وان کہیے جہان نت ہنڈیان ہر بار ہین

جاکر لکھاؤ اور سے پرتیت ساہو کیا مری
ہم پیرے پڑ رہنے کو یان ٹوٹی سی اب ایک چھپڑی
تن پر مرے کپڑا نہین نے گھر مین تھالی کرچھلی
مین تو نری خبطی ساہون کیا ساکھ میری بانکی
سب ناؤن رکھتے ہین مجھے جو میرے ناتے دار ہین

یہ بات سنکر ساہو وان نرسی سے بولے اُس گھڑی
لکھدو ہمین کرپا سے تم ہمکو یہ ہنڈی ورشنی
کر یاد سانول ساہ کی نرسی نے وان ہنڈی لکھی
ساہوون نے ہنڈی لیکے وان سے دوارکا کی راہ لی
کہتے چلے لینے روپے اب وان تو بے تکرار ہین

لوگون نے جانا اب بہت نرسی کی خواری ہو گئی
لکھدی اُنھون نے اب جو یان کاہی کو یہ ہنڈی پٹی
پھر دوارکا سے ساہو یان آوینگے پھر کر جس گھڑی
پکڑینگے اُنکو آن کر لوگون مین ہووے گی ہنسی
کھوتے ہین تب انسان کی چھوٹے جو کاروبار ہین

نرسی نے وہ لیکر روپے رکھ دھیان ہر کی آس کا
تھے جتنے ساہو اور سنت وان سبکو لیا اُسدم بلا
پوری کچوری اور دہی شکر مٹھائی بھی منگا
سب کو کھلایا کتنے دن اور غریبون سے کہا
من مانتا کھاؤ پیو یہ جو لگے انبار ہین

برفی جلیبی اور لڈو سب کو وہان برتا دیے
جب سوچ آیا منمین یون ہوتا ہی کیا اب دیکھیے
وہ ساہو ہنڈی ورشنی سے دوارکا مین جب گئے
کوٹھی کو سانول شاہ کی وان ڈھونڈھتے ہر جا پھرے
ہم جنکو ہین یان ڈھونڈھتے یان وہ نہین زنہار ہین

بے آس ہو کر جس گھڑی وہ ساہ بیٹھے سر جھکا
اتنے مین دیکھا دور سے اک رتھ ہے وان آتا چلا
کلسی جھمکتی جگمگا چھتری سنہری خوشنما
اک شخص بیٹھا اُسمین ہے سانول برن من موہنا

رتھ کی جھلک سے اُسکی واں روشن عجب انوار ہیں

وہ سادھ دیکھ اس ٹھاٹھ کو کچھ من میں گھبرائے گئے — جلدی اُٹھے اور سامنے رتھ کے ہوئے آکر کھڑے
پوچھا اُنھوں نے کون ہو تب سادھ یوں کہنے لگے — نرسی کی ہنڈی درشنی ہے جو کہ سانول شاہ کے

سو ہمکو وہ ملتے نہیں اب ہم بہت ناچار ہیں

یہ کہتے ہنڈی درشنی جس دم اُنھوں نے دی دکھا — سن کرشن جی نے پیار سے ہر حرف ہنڈی کا پڑھا
جتنے روپے تھے واں لکھے وہ سب دیے انکو دلا — وہ خوش ہوئے جب کرشن جی نے ان سادھوں سے کہا

یہ اب جنھوں نے ہے لکھی ہم تسے رکھتے یار ہیں

اب جو ملو گے اُنسے تم کہیو ہماری اور سے — جو تھے روپے تمنے لکھے وہ ہمنے سب اُن کو دیے
یہ کام کیا تمنے کیا تھوڑے روپے جو اب لکھے — آگے کو اب سمجھو یہی اتنے روپے کیا چیز تھے

لاکھوں لکھوگے تم اگر دینے کو ہم تیار ہیں

وہ سادھ اپنے لے روپے پھر شہر کے بھیتر گئے — کارج جو کرنے تھے اُنھیں من مانتے وہ سب کیے
پھر دوارکا سے چلکے وہ نرسی کی نگری میں گئے — نرسی سے لوگوں نے کہا نرسی بہت دل میں ڈرے

دونگا کہاں سے میں روپے یہ تو بہت کی بھار ہیں

جب سادھ ملنے کو گئے نرسی ہیں چھپنے لگے — وہ منتیاں کرنے لگے اور پاؤں نرسی کے چھوئے
پرشاد لائے اور روپے کچھ روبرو اُنکے دھرے — اور جو سند لیا تھا دیا سب وہ بچن اُنسے کہے

نرسی نے جانا کرشن کی کرپا کے یہ اسرار ہیں

من میں جو نرسی خوش ہوئے سب سادھ یوں کہنے لگے — سب ہمنے بھر پائے روپے اور ہر کے درشن بھی کیے
ہنڈی بڑی لکھتے رہو ہمنے کہا ہے آپ سے — نرسی یہ بولے اُن سے واں اب کس سے ہو کر پا سکے

جو جو کہا سب ٹھیک ہے وہ تو مہا اوتار ہیں

نرسی کی سانول ساہ نے جب اسطرح کی پت رکھی
بلہاری نرسی ہو گئے سیکشن نے کرپا یہ کی
اور یون کہان لگے کو تم لکھتے رہو ہنڈی بڑی
جسکو نظیر ایسونکی ہے جی جان سے چاہت لگی
وہ سب طرح ہر حال مین اُسکے نباہن ہار ہین

بلدیو جی کا میلا

کیا وہ دلبر کوئی نویلا ہے
موتیا ہے چنبیلی بیلا ہے
شہر قصباتی اور گنویلا ہے
ایک کیا کیا وہ کھیل کھیلا ہے
ناتھ ہے اور کہین وہ چیلا ہے
بھیڑ ابنوہ ہے اکیلا ہے
زر اشرفی ہے پیسا دھیلا ہے
بھیڑ ہے خلقتون کا ریلا ہے
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے کہین یار اور کہین اغیار
کہین بستی ہے اور کہین گلزار
وہی بھگتی ہے اور وہی اوتار
آپ آتا ہے دیکھنے کو بہار
کہین عاشق ہے اور کہین دلدار
کہین جنگل ہے اور کہین بازار
اُسکی لیلائین کس سے ہون اظہار
آپ کہتا ہے یون پکار پکار
رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین کہین رام اور کہین لچھمن
کہین باراہ کہین مدن موہن
سب سروپون مین ہین اُسکے جتن
کہین کچھ مچھ ہے اور کہین راون
کہین بلدیو اور کہین کشن
کہین نرسنگھ ہے وہ نارائن

کہین نکلا ہے سیر کو بن بن	کہین کہتا پھرے ہے یون بن بن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

آج میلے کا یان جو ہے سامان	آئے ہین دور دور سے اِنسان
کوئی درشن کوئی دعائین مان	سب کی ہوتی ہین مشکلین آسان
ہرطرف کھل رہے گل وریحان	ہار بدھی مٹھائی اور پکوان
بھیڑ انبوہ غل دُکان دُکان	اور یہی شور ہرگھڑی ہرآن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہرطرف حُسن کی پُکارین ہین	دلربا سو برن سنوارین ہین
اک طرف نوبتین جھنکارین ہین	جھانجھ مردنگ راس دھارین ہین
سیر ہے دید ہے بہارین ہین	کرکے جے جے یہی پکارین ہین
کہین عاشق نظارے مارے ہین	سو نگاہون کی جیت ہارین ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

اِتنے لوگون کے ٹھٹھ لگے ہین آ	جوکہ تل دھرنے کی نہین ہے جا
لے کے مندر سے دو دو کوس لگا	باغ وبن بھر رہے ہین سب ہر جا
ہین ہزارون بساطی اور سودا	لاکھون بکتے ہین گہنے اور مالا
بھیڑ انبوہ اور دھوم دھکا	جسطرف دیکھیے اہا ہا ہا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ اُمڈے ہین خلقتون کے دل
چوک بازار قوج اور دنگل
کوئی انبوہ مین رہا ہے کچل
کتنے کرتے ہین جست کود اُچھل

جا بجا پھر رہے ہین جر جنگل
جنگلون مین ہین بیچ رہے منگل
کوئی دھکّون مین کر رہا ہلدل
کتنے کرتے ہین مورچھل جھل جھل

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہین ہزارون ہی جنس کے ہٹے
پیڑے لڈو جلیبی اور گٹے
کوئی تو کر رہا ہے چہل پٹے
پیٹھے پونی مندر کے کوٹھے اور اٹے

موتی مونگا اور آرسی چھٹے
کوسلے نارنگی سنگترے کھٹے
کوئی چپٹاتا ہے کھیر کے چھٹے
بوڑھے لڑکے جوان اور سٹے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لوگ چارون طرف کے آتے ہین
دل سے سب درشنون کو آتے ہین
جھانجھ دردنگ دف بجاتے ہین
دل مین پھولے نہین سماتے ہین

آکے عیش و طرب مناتے ہین
اپنے دل کی مُراد پاتے ہین
راس منڈل بھجن سُناتے ہین
سب یہ ہنس ہنس کے کہتے جاتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہر طرف گلبدن رنگیلے ہین
بات کے ترچھے اور ہٹیلے ہین
خشک تر نرم سو کٹے گیلے ہین
جوڑے بھی سُرخ سبز پیلے ہین

نک پلک غنچہ لب سجیلے ہین
دل کے لینے کو سب ہٹیلے ہین
ٹیڑھے بلدار اور نکیلے ہین
پیارے الفت بھانے چھیلے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

خلق آتی ہے سب جڑی ہی جڑی
کوئی دوڑے ہے ہاتھ لے لکڑی
جیب کتری کہین گئی پکڑی
چور کی تاک سے کہین پکڑی

چیز رکھتے ہین باندھ کر جکڑی
روڑ یو چور لے چلا گٹھری
کہین لوٹی دوکان اور ٹھری
سو تماشے ہنسی خوشی بکھڑی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

نازنین ہین وہ سانوری گوری
کر کے چتون نگاہ کی ڈوری
دھوم ناز و ادا جھکا جھوری
گھونگھٹون مین ہین کر رہی چوری

جنکی نازک ہر اک بری پوری
دل کو چھینے ہین سب برازوری
برج مین جیسے مچ رہی ہوری
چوری کیسی کہ صاف سرزوری

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کُنڈ پر ہی نہان ہوتے ہین
جسمین گنگا برن کے سوتے ہین

پانی سے ہاتھ منھ کو دھوتے ہین
کتنے جا کر نیون مین سوتے ہین
ان بہارون مین ہوش کھوتے ہین
کتنے کنٹھی کھڑے پروتے ہین
بندرہ دن مین چیتون کو بوتے ہین
سو مزے سو تماشے ہوتے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی آ کر نہانے اور مس سے
ہوتے ہین آملاپ جس تس سے
کوئی کھویا گیا ہے مجلس سے
کہتی بازو مین لگ رہے گھس سے
مل رہا ہے ملا ہے دل جس سے
لڑ رہا ہے کوئی کہین رس سے
کون چلّائے پوچھیے کس سے
اور دھکا پیل اور رکمان گھس سے

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ناچ اور راگ کے کھڑاکے ہین
نقلین ٹھٹھے کہانی ساکے ہین
کہین آغوش کے لپاکے ہین
تھرتھری دانت پر کڑاکے ہین
گھنگرو اور تال کے جھٹاکے ہین
کھنڈ دوہرے کست تھاکے ہین
کہین بوسون کے سو چھپاکے ہین
تسمہ جاڑے کے سو جھڑاکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

صحن مندر کا سب سے ہے اعلا
ہو رہا جھانکیون کا اُجیالا
اُسکا گنبد ہے عالم بالا
پڑے جیسے ہین چاند پر ہالا

ہے کوئی درشنون کا متوالا
کوئی ڈنڈوتین کر رہا لالا
کوئی جپتا ہے دھیان مین مالا
کوئی جے جے کرے ہے دھن والا

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

ہے جو مندر مین آپ رہ لائن
نئی پوشاک اور سنئے بھوشن
آرتی کی کہین مچی ٹھن ٹھن
تال مردنگ جھانجھ کی جھن جھن
ہر گھڑی مین بدل رہے ہین برن
نئی جھانکی ہے اور نئے درشن
کہین گھنٹون کی ہو رہی چھن چھن
خاص پرشاد مصری اور ماکھن

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کوئی چنچل چلے ہے ٹھمکی چال
آنکھون مین جسکی نشے رنگ کے لال
کچھ وہ پوشاک کچھ وہ حسن و جمال
بدھی ہو کر لین صاف دل کو نکال
کچھ وہ پتلی کمر وہ لمبے بال
مصری ماکھن کے ہاتھون اوپر تھال
ڈالدین ہار کا گلے مین جال
پھینکین عاشق اوپر عبیر و گلال

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

بسکہ آئے ہین راجہ اور رانی
بھیڑ انبوہ کی فراوانی
پالکی ہاتھی گھوڑے رتھ بانی
اور لاکھون مین رائی اور تانی
اور ہجومون کی لاکھ لٹھیانی
جوگی بیراگی گیانی اور دھیانی

کچھ نہین مول تول کیا مانی | پانی کا دودھ دودھ کا پانی

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سے کچے ہین کتنے پکے ہین
چورنٹ کھٹ ہین اور اُچکے ہین
بھیڑ انبوہ اور بھڑکے جھتے ہین
پالکی ہاتھی گھوڑے ڈنکے ہین
اُن کے مُنہ اور اُچھال چھکے ہین
دودھ کھویا ملائی چکھے ہین
دھوم دھون سون کی اور دھکے ہین
سو تماشے ہین سو جھمکے ہین

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لاکھون بیٹھے بساطی اور منہار
چوڑی نیکڑی کی اک طرف جھنکار
ٹوٹے پڑتے گنواری اور گنوار
کرکے دی گالی یون کہے ہے پکار
اپنا سب گرم کر رہے بازار
نوگری پونہچا انگوٹھی چھلے ہار
جس گنواری کو چلیے دھکا مار
کیسو اٹھلا چلے ہے داڑھی جار

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مٹی اور کاٹھ کے کھلونے ڈھیر
کوئی کمہار سے کر رہا ہتھ پھیر
کوئی کنجڑن سے لڑ رہا منہ پھیر
گالی دے مار کوٹ سانجھ سویر
کوئی لیوے ہے کوئی دیوے پھیر
کوئی کا چھن کے چُن رہا ہے بیر
کوئی بنیے کو مارتا ہے سیر
لاٹھی پاٹھی ہے شور غل اندھیر

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

سیکڑوں رنگ رنگ کی چھڑیاں
کہیں چھوٹیں انار پھلجھڑیاں
کہیں اُلفت سے انکھڑیاں لڑیاں
عیش عشرت کی لُٹ رہیں دھڑیاں

پھول گیندو نکے ہار کی لڑیاں
کہیں کُھلتی ہیں دل کی گلجھڑیاں
کہیں باہیں گلے میں ہیں پڑیاں
دال موٹھیں منگوچے اور بڑیاں

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

لگ رہی بھیڑ اسقدر ٹھٹھ ہو
جو جہاں تھا وہیں پھنسا پھر دو
بیٹھے کہتے ہیں کھا کے دھکوں کو
اور گنوار دل پُکار کر ہو ہو

راہ آگے کو اور نہ پیچھے کو
جس کو کھینچے ہیں گر پڑے ہے وہ
جے مہاراج رام رام بھجو
اب تو ٹھٹھ وار ہے لگانے کو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

کیا مچی ہے بہار جے بلدیو
دھوم لیل و نہار جے بلدیو
ہر زبان پر ہزار جے بلدیو
کہ نظیر اب پُکار جے بلدیو

عیش کے کاروبار جے بلدیو
ہر کہیں آشکار جے بلدیو
دمبدم یادگار جے بلدیو
سب کہو ایک بار جے بلدیو

رنگ ہے روپ ہے جھمیلا ہے
زور بلدیو جی کا میلا ہے

مدح نانک شاہ گرو

ہیں کہتے نانک شاہ جنہیں وہ پورے ہیں آگاہ گرو
مقصود مراد امید سبھی بر لاتے ہیں دل خواہ گرو
وہ کامل رہبر جگ میں ہیں یوں روشن جیسے ماہ گرو
نت لطف و کرم سے کرتے ہیں ہم لوگوں کا نرباہ گرو

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

ہر آن دلوں بیچ یاں اپنے جو دھیان گرو کا لاتے ہیں
کر اپنی لطف و عنایت سے سکھ چین انہیں دکھلاتے ہیں
اور سیوک ہو کر انکے ہی ہر صورت بیچ کہاتے ہیں
خوش رکھتے ہیں ہر حال انہیں سب من کا کاج بناتے ہیں

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

جو آپ گرو نے بخشش سے اس خوبی کا ارشاد کیا
یاں جس جس نے ان باتوں کو ہے دھیان لگا کر یاد کیا
ہر بات وہی اس خوبی کی تاثیر نے جس پر صاد کیا
ہر آن گرو نے دل انکا خوش وقت کیا اور شاد کیا

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

دن رات جنہوں نے یاں دل سے ہے یاد گرو سے کام لیا
دکھ درد میں اپنے دھیان لگا جس وقت گرو کا نام لیا
سب منکے مقصد بھر پاکر خوش وقتی کا ہنگام لیا
پل بیچ گرو نے آن انہیں خوشحال کیا اور تھام لیا

اس بخشش کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
الطاف سے انکی خوش ہو کر سب خوبی سے وہ رہتے ہیں
وہ اپنی لطف و شفقت سے نت ہاتھ انہوں کے گہتے ہیں
دکھ درد انہوں کے کھوتے ہیں سو سکھ سے جگ میں رہتے ہیں

اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہردم بولو واہ گرو

جو ہردم اُنسے دھیان لگا امید کرم کی دھرتے ہین — وہ اُن پر لطف و عنایت سے ہر آن توجہ کرتے ہین
اسباب خوشی اور خوبی کے گھر بیچ اُنھون کے بھرتے ہین — آنند عنایت کرتے ہین اور سیس کی بپتا ہرتے ہین

اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہردم بولو واہ گرو

جو لطف و عنایت انمین ہین کب وصف کسی سے انکا ہو — وہ لطف و کرم جو کرتے ہین ہر چار طرف ہین ظاہر وہ
الطاف جنھون نیر ہین انکے سو خوبی حاصل ہے انکو — ہر آن نظیرؔ اب یان تم بھی بابا نانک شاہ کہو

اِس بخشش کے اِس عظمت کے ہین بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہردم بولو واہ گرو

تعریف گرو گنج بخش کی

ہو رہا مدام گورو گنج بخش کا — خوبی مین ہے قیام گورو گنج بخش کا
کریا مین اہتمام گورو گنج بخش کا — لے دل ہمیشہ نام گورو گنج بخش کا

رکھ دھیان صبح و شام گورو گنج بخش کا

ہردم اُنھین کی یاد کا رکھ دل مین تو خیال — اور رکھ سرت تو اپنی اُنھین کے چرن سے نال
کھوتے ہین سبکے دل کے وہی رنج اور ملال — سیوک کو اپنے کرتے ہین اک آن مین نہال

بخشش مین ہے یہ کام گورو گنج بخش کا

آتے ہین وہ مدد کے تئین جسکے ہر کہین — اُسکا ہوا جو دل سے کچھ بھی خطر نہین
یہ بات ٹھیک ہے اسے کر جی مین تو یقین — گرتا ہوا جو نام لے اُسکا تو اُسکے تئین

لیتا ہے نام مقام گورو گنج بخش کا

خوبی کچھ اُنکے لطف کی جاتی نہین کہی
کر بادہ اپنی رکھتے ہین ہر آن ہر گھڑی
کہتے ہین جسکو بھانو سہت ہوتے ہین خوشی
کہتے ہین جسکو لطف کی مسند ہوئی وہی

ہے دل سدا مقام گورو گنج بخش کا

رکھ اُنکی لحظہ لحظہ تو کر پا اوپر نظر
وہ اپنے گنج لطف سے دیتے ہین سیم و زر
جو چاہیے مراد اُنھین سے تو عرض کر
جو دل سے پوچتے ہین تو اُن سب کے حال پر

الطاف ہے مدام گورو گنج بخش کا

اُنکی سرن مین آیا تو پھر دکھ نہو کبھو
رکھ لینگے اپنی مہر سے وہ تیری آبرو
رکھ اپنے جی سے اُنکی ہی کرپا کی آرزو
ارداس کر کے سر کو جھکا اُنکے در پہ تو

لطف و کرم ہے عام گورو گنج بخش کا

کر عرض اُنسے اپنا تو احوال اے نظیر
اپنے کرم سے لینگے تجھے پال اے نظیر
رکھ اُنکی یاد جی مین تو ہر حال اے نظیر
رہتا ہے جگ مین خوشدل و خوشحال اے نظیر

ہے دل سے جو غلام گورو گنج بخش کا

درگاجی کے درشن

من باش نہ کیسے کیونکر جی ہے کاشی نگری تن کی
ہے تیر کیانی دھیانی کا ہر بندہ ترے موہن کی
جو جسنی ہار رو رکے ہین یہ ہم دو جان ترسن کی
اس دیکھنی ہونی نت گھٹ کی ہے جا چرن برن کی

پر سند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رہی ہے ہر سن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

انچل الو بچکٹ ہین جو ہی آپ ہر لبتے ہین
تن اپرن ایسے جھلکت ہین جو دیکھ چندرما لاجت ہین

دھن پوجا کھن تقن کی اشتی نوبت باجا بجت ہین
اس منڈ مورت دیکھی جو برن ہو سب جھا جھت ہین

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو مہر سنی اس دیبی کی وہ دور رنسا سی دھاوے ہے
جب کرپا واکی ہووت ہے تب درشن وہ پاوت ہے
جو دھیان لگا کر دھاوت ہے سب واکی سن جاوت ہے
کچھ دیکھت ہے جا سورت کا من تن مین سیس نواوت ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جو نیمی ہین وا مورت کے وہ انکی بات سدھارن ہے
ہر گیانی واکی سرتن ہی پہر دھیانی سا دھوا دھارن ہے
سکھ چین جو داتین مانگت ہین وہ انکی چنتا ہارن ہے
جو سیوک ہین وا مورت کے وہ انکے کاج سنوارن ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

جب ہولی یا چھی پہ اُسجا گرد آن کر منگل ہوتا ہے
تک دیکھو جیدھر آنکھ اُٹھا نا ہر یکا طل ہوتا ہے
ہر چار طرف اُس بول مین تبوہ منگل ہوتا ہے
ہر نمین منگل ہوتا ہے آنند بر چھ پھل ہوتا ہے

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو باغ لگے ہین مندر تک وہ لوگون سے سب بھرتے ہین
کچھ بیٹھے ہین خوشوقتی سے دل عیش و طرب سے دھرتے ہین
وہ جھیلین تی ہین جتنی سب من بیچ بیچ بسرتے ہین
کچھ دیکھ بہارین خوبان کی ساتھ انکے سیرین کرتے ہین

پرسند بہت من ہوتے ہین یہ ریت رچی ہے برسن کی
تعریف کہوں مین کیا کیا کچھ اب درگا جی کے درشن کی

جو چیزین میلو مین ملتی ہین سب اُس جا آن جھمکتی ہین ۔۔۔ پوشاکین جنکی زرّین ہین وہ تن پر خوب جھلکتی ہین
محبوبون سے بھی حسینون کی ہر آن نگاہین پکتی ہین ۔۔۔ لون نام نظیر اب کس کس کا جو خوبیان آن جھمکتی ہین

پر سند بہت من ہوتے ہے [illegible] رچی ہے برسن کی
تعریف کہون مین کیا کیا کچھ اب درگا جیکے درشن کی

تعریف بھیرون کی

دیکھا ہے جب سے مین نے تیرا جمال بھیرون ۔۔۔ رکھتا ہون تب سے دل مین تیرا خیال بھیرون
دن رات ہے یہ میرا تجھسے سوال بھیرون ۔۔۔ اب درد و غم سے آکر مجھکو سنبھال بھیرون

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

آنکھون مین چھا رہا ہے تیرا سروپ کالا ۔۔۔ تن من بھبھوت ملکر گل بیچ سند ڈالا
آنکھین دیا ہے روشن ہاتھون مین لے کا پیالا ۔۔۔ ہون دل سے داس تیرا سن آ رے دیالا

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اِی پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

کیا کیا مچی ہین تیرے دربار کی بہارین ۔۔۔ بھگتی کلا پہ تیرے جی جان اپنا وارین
سب اپنا اپنا کارج من مانگا سنوارین ۔۔۔ سیوک چرن کو چومین اشٹی گھڑی پکارین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اِی پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ماتھے پہ تیرے ٹیکا سیندور کا براجے ۔۔۔ مد مد ہوے پاس کھاد جو توکری سو چھاجے
ترسول کا مدھ او پنڈ سور کی گت بہی باجے ۔۔۔ سب بیچ کے یہی نے ہاتھو تیری پالکے کاجے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

تو راچھسون کے تن سے ہر آن سر اکھاڑے — چاہے جسے بساوے چاہے جسے اجاڑے
جو تجھ سے دوبرو ہو اک آن مین لتاڑے — دانون کو چیر ڈالے دشمن کو پچھاڑے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

غصے مین تو جو اگر اپنی جٹا ہلادے — دھرتی اکاس پربت پاتال ہل جاوے
سر کاٹ راچھسون کے جھونٹے پکڑ ہلاوے — جھانکے کلال خانہ کتنون کو خون چٹاوے

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

جوگی اتیت جنگم تیرے چرن نے لاگین — سیون جو تجھ کو انکے سوتے نصیب جاگین
جب نام لیکے تیرا بھڑکاوین تپ کی آگین — جن ہاتھ دیو چوڑین بھوت اور پلید بھاگین

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
ای پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

ہے کون اب جو نکلے تجھ مست سے اکڑ کر — دشٹون کو لات ملی سو دیکے سر کو ٹکر
کرپا ہے تیری میرے حق مین تو تندو شنکر — اب سب طرح سے مین نے تیری پاکو تک کر

تیری سرن گئی ہے کر تو نہال بھیرون
اے پرتپال دیوت مدہ مست کال بھیرون

میرا تو کوئی اسجا اپنا ہے نے یگانا — بیکس ہون بے ہنر ہون در ہے ترا ٹھانا

اے بیکسوں کے والی میری مدد کو آنا
تیرے سوا کسی جا میرا نہیں ٹھکانا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

پوجا سمجھا میں تیرے میں گن بکھانتا ہوں
تجھکو ہی پوجتا ہوں تجھکو ہی مانتا ہوں
دھول اب ترے چرن کی تجھ سے پہسانتا ہوں
تیرا ہی ہو رہا ہوں تجھکو ہی جانتا ہوں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

تو شاہ میں بھکاری میں کیا کہوں کہ کیا دے
جو دل میں تیرے آوے داتا مجھے دلا دے
مجھ سے بگڑ رہے کو اب مہر کر بنا دے
اب جس طرح سے چاہے چنتا مری مٹا دے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

اب غم مرے جگر کو تیروں سے چھانتا ہے
اور گرد بیکسی کی نت سر پہ چھانتا ہے
کس سے کہوں میں جاکر کون آہ مانتا ہے
جو دکھ ہے میرے جی پر سو تو ہی جانتا ہے

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

جو دکھ ہے میرے جی پر اب کس کو جا سناؤں
کس سے پناہ مانگوں یہ دکھ کسے دکھاؤں
اب بیکسی میں اپنی جاکر کسے سناؤں
تیرا کہا کے اب میں کس کا بھلا کہاؤں

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
ای پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

اب کس طرح جتاؤں میں اپنی بیکلی کو — نے سکھ ہے میرے دل کو نے چین ہے جی کو
پوچھے جو میرے دکھ کو اب کیا پڑی کسی کو — مجھ سے بھلے برے کی اب لاج ہے تجھی کو

تیری سرن گہی ہے [illegible] نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

ہے جن کا اب جہان میں تجھ اشٹ کا سہارا — دن رات باجتا ہے انکا سدا نقارہ
ہے بے نظیر تیری کرپا کا ٹھاٹھ سارا — نانک جنے بچے ہے بھیروں سرن تمہارا

تیری سرن گہی ہے کر تو نہال بھیروں
اے پرتپال دیوت مدمست کال بھیروں

مسدس

اے صبر و قناعت ساتھ میاں جب چھوڑ یہ تنگی مجبوری — جو لوبھ کرے اُس لوبھی کی نت کھیتی ہوتی جان ہری
سنتوکھ توکل ہر تو نے جب حرص کی کھیتی آن چری — پھر دیکھ تماشے قدرت کے اور لوٹ بہاریں ہری بھری

جب آسا ترشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

ٹک اپنی ہمت دیکھ میاں تو آپ تو تار رہی ہے — پر حرص طمع کے کرنے سے اب تیرا نام بھکاری ہے
ہر آن کھڑا ہے لالچ ہر ساعت لوبھ لہو ہاری ہے — اس لالچ مارے لوبھ سے پھر سب جگ میں اس کی خواری ہے

جب آسا ترشنا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے ہم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا اور لالچ کی سب دولت تیرے پاس بھری — تو خاک سمجھ اس ثروت کو کیا سونا روپا لال ہری
ہاتھ آیا جب سنتوکھ دھن سب دولت نے جو جھول بھری — گر ریشم عمر سنتوکھ بنا سب جھول مرلیا والے کی

جب

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص ہوا کے بیجوں کو جو دل میں بوتے ہیں — رہ چنتا مارے لوبھ بھرے وہ خوار ہمیشہ ہوتے ہیں
جو ہاتھ سپ رنج کر وہ ماتھا کوٹے روتے ہیں — اور ہاتھ جنھوں نے کھینچ لیا وہ پاؤں پسارے سوتے ہیں

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس لوبھ بھری کی گلیوں کی جب منھ پر تیرے دھول گئی — بے چین رہیگا ہر ساعت آرام نہو گا ایک گھڑی
چل لوبھ کے سر پر جوتی مار اور لوبھی تن پر مار چھڑی — کر سمرن کنج بہاری کی جے بول مکٹ کی گھڑی گھڑی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ شہد برا ہے لالچ کا اس میٹھے کو مت کھا پیارے — یہ شہد نہیں یہ زہر بھرا اس زہر اوپر مت جا پیارے
جو مکھی اس میں آن پھنسی پھر پنکھ رہے لپٹا پیارے — سر ٹپکے روئے ہاتھ ملے ہے لالچ بری بلا پیارے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

یہ لوبھ بڑی ہی پت کھوتا ہے اس لوبھی لالچ ہارے کی — یہ لوبھ چمک کھو دیتا ہے ہر آن چمکتے تارے کی
تو ایک تنک کر لالچ پر بن صورت لال نگاری کی — کر یاد مدن متوارے کی جے بول کنھیا پیارے کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

گر حرص ہوا کے پھندے میں تو اپنی عمر گنواوے گا — نا کھانے کا پھل دیکھیگا نے پانے کا سکھ پاویگا

اک دو کپڑے کے تار سوا کچھ ساتھ نہ تیرے جاویگا
اے لوبھی بندہ لوبھ بھنور تو مر کر بھی پچھتاویگا

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اس حرص و ہوا کی جھولی سے ہے تیری شکل بھکاری کی
پر تجھکو اب تک خبر نہیں ہے لوبھی اپنی خواری کی
سنتوکھی سادھ سروپن تج مت نزاد ر ناری کی
لے نام کشن منموہن کا جی بول اٹل بنواری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

ہے جب تک تجھ میں لوبھ بھرا تو چور اُچکا ٹھگڑا ہے
ہے پیچ پرانی پگڑی سے جو سر پر تیرے پگڑا ہے
ہر آن کسی سے قصہ ہے ہر وقت کسی سے جھگڑا ہے
کچھ میں نہیں کچھ سیکھ نہیں سب حرص ہوا کا جھگڑا ہے

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

اب دنیا میں کچھ خیر نہیں اس لوبھی کے نستاری کی
ہے کیچڑ اُس پر لٹ رہی سب حرص ہوا لگاری کی
کیا کہیے واکی بات نظیر اس لوبھی کے سنوآری کی
سب یارو مل کر جے بولو اس بات پہ نند دلاری کی

جب آسا نستا دور ہوئی اور آئی گت سنتوکھ بھری
سب چین ہوئے آنند ہوئے بم شنکر بولو ہری ہری

مہادیو کا بیاہ

پہلے نانوں گنیش کا لیجے سیس نوائے
جاسے کاج سدھ ہوں سدا مہورت لائے
بول بچن آنند کے پریم پیت اور چاہ
سن لو یارو دھیان دھر مہادیو کا بیاہ
جوگی جنگی سے سنا وہ بھی کیا بیان
اور کتھا میں جو سنا اسکا بھی پرمان

سننے والے بھی رہیں ہنسی خوشی دن رین — اور پڑھیں جو یاد کر اُنکو بھی سکھ چین
اور جنہنے اِس بیاہ کی مہمان کہی بنائے — اُسکے بھی ہر حال میں شیوجی ہیں سہائے
خوشی رہے دن رات وہ کبھی نہو دلگیر — مہلاں اُسکے بھی رہیں جسکا نام نظیر

آغاز قصّہ

یوں کہتے ہیں اس دنیا میں اک راجہ تھی ہماچل تھا — وہ دھرمی عدلی نیک جیو کہہ جنہ دولاد بھجبل تھا
گڑھ کوٹ بڑے گر بیرسے اور فوج سپہ کا دنگل تھا — گج ہستی اونچی جھول زری انباری ہودے کنچل تھا
رتھ بہلیں میانے لال بچھیں چنڈول پہ اطلس مخمل تھا — خوش رنگ ترنگا تیز قدم ہر زین جھمکتا ہر پل تھا
اسباب جڑاؤ گجکا ہن کوئی چنچل تھا کوئی کوتل تھا — ہر ستر چیر چھلا جھل کا دھن دولت پلو آنچل تھا
پکھراج زمرد لعل منون من مکتا بھی انکل تھا — محلات سنہری رنگ بھرے دربارے اور سکھ منڈل تھا
کل برتن سونے روپے کے اور چیر اچیر بکادل تھا — باغات بڑی تیاری کی ہر ڈالی پر گل اور پھل تھا
زر زیور ٹھاٹھ اسباب بہت اور عیش خوشی کا ہر پل تھا — گھر جگمگ جگمگ کرتا تھا سکھ چین آنند اور منگل تھا

ہر آن طرب ہر دم چہلیں جی جان ہر اک و تاج خوشی
وہ راجہ بھی ہر وقت خوشی اور پرجا بھی دن رات خوشی

اب بیان سے آگے سُنو خوبی سے رکھ دھیان
پاربتی کے وصف کا جتنا ہوا بیان

اِس راجہ ہماچل کے گھر میں اک لاڈلی سُندر بیٹی تھی — مکھ اُسکا چندر لگن تھا نام اُس کا گورا پاربتی
لب لعل یمن اور غنچہ دہن تن برگ سمن قد سرو سہی — پوشاک جھلکتی تاش زری ان گنتی پہنے موتی کی
دو کٹھلے کنگن کنٹھ کچے وہ بازو چھلے اور مُندری — وہ جھانجھن بجتی چاندی کی اور جوڑ گھنگھرو جوڑی کی
ماں باپ کی پیاری ناز بھری آنکھوں کے نیچے نت سندر پھرتی — نت رہتی ہاتھوں چھاؤں میں اور مانی آس مراد کی

سکھ بھوجن نو رس او رمیوے پکوان مٹھائی دودھ دہی
سب پیار کرین تن من وارین سنگ کھیلین جیسین پہلے جی
کوئی اچھلے کودے سوانگ کرے کوئی ہنس ہنس کرکے کھیلے

سو ساتھ سہیلی ساتھ پھرین ہم عمر ہین بھی بالی بھولی
گہنے مین سر پانون لدی سو ہا سالو اور چنری
زرتار ہنسین اور چین کرین ہار ان کی خدمت شوقی

تھی رہتی گورا پاربتی ان روپ سروپون ابرن مین
سب حور خوشی سے پھرتی تھی نت اپنے گھر اور آنگن مین

اب یان سے آگے سنو اسکی یہ تقریر
جیسے گورا کی نسبت کی ہوئی تدبیر

اک رات وہ راجہ رانی تھے سکھ بیٹھے اپنے مندر مے
وہ بالی سندر پاربتی خوش بیٹھی آگے دونون کے
مکھ دیکھ دلاری کنیا کا یون بولے راجہ رانی سے
تب بولی رانی راجہ سے کرجوڑ بہت منتی کرکے
تم صاحب ہو تم مالک ہو سب سوبھا سکی ہے تم سے
جو راج پتی گھر اونچا ہو ہر شہر نگر مین جا ڈھونڈو
ہے جیسے گورا چندر مکھی ویسا ہی بر اسکا ہو تو

مکھ یان برا چین دونون کے اور ہنس ہنس باتین کرتے تھے
سر چیرے باندھے ہاتھ کڑی پوشاکین سچ اور گہنے
اب اپنی گورا پیاری کی کچھ فکر سگائی کی کرلیے
جو آپکے نمین سوچ ہوا ہے وہ ہی من مین ہے میرے
دو حکم پرو ہت کو اپنے رکھ دھیان سگائی کا اس کے
وہ بر بھی ایسا سندر ہو جو میری گورا کو سوہے
یہ بات جو ٹھہری دونون نے کچھ دیر نہین اسکو ہوے ہے

جب صبح ہوئی تو راجہ کے من مین تھا وہی دھیان بھرا
دربار مین آئے خوش ہوتے سنگاسن اوپر پانون دھرا

اب یان سے آگے سنو اور بچن اس آن
نسبت گورا کی ہوئی جگ مین جس عنوان

جب راجہ اپنے محلون سے سنگاسن پر بیٹھے آکر

دربار ہوا کل لوگ ہوا سب حاضر نوکر او ر چاکر

یہ بات کہی جب راجہ نے لے آؤ پروہت کو جاکر
اُس وقت پروہت آپہونچے آشیر بچن ستالا کر
سر پاگ جڑاؤ کی سوہی اور چندن رویے ماتھے پر
تن جامہ خاصہ ململ کا کلائی رنگین پیتمبر
مکھ ماہ... گلے موتی مالا اور مونگا سونا بھی اکثر
نش صورت سیرت نیک بچن قابل علم دانشور
مکھ دیکھ پروہت کا اپنے یوں راجہ نے خوش ہوکر
تم جاؤ سگائی گورا کی ڈھونڈو اچھی ساعت دھر
ہیں جتنے شہر پھرو اُنمیں اور سیر کرو ملک اور نگر
جن دیس میں دیکھو راج تپی ہو اونچا گھر اور ہو سندر
شہر اور سگائی گورا کی سب ساعت سے تم آسکے گھر
جب شہر چلے واں خوبی سے دو اُسکی ہمکو آن خبر

جسوقت پروہت سے اپنے یہ راجہ نے فرمان کیا
خوشحال پروہت نے ہوکر واں ڈھونڈھنے کا سامان کیا

اب یاں سے آگے سنو بات پروہت آن
چلے سگائی ڈھونڈھنے گورا کی رکھ دھیان

ہو شاد پروہت چلنے کو اس شہر سے جب تیار ہوئے
یوں جلد چلے اُس نگر سے جو بن بچن کیوت چلے
ہر دیس گئے ہر نگر گئے شہر بسے ہر دیس پھرے
پر ایک نہ پایا بر ایسا جو راجہ کے پرسند پڑے
مقدور تلک تو دیکھ پھرے اور اپنے تئیں ڈھونڈھ ہو چلے
تدبیر بہت سی کی لیکن جو چاہے سو تقدیر کرے
جو بات لکھی ہو کرمونمیں ہر طور وہی کر ہو وے
جو چاہے پھیرے کوئی اسے کیا بات جو تل بھر سرکے
جب لکھی ہی بات نصیبوں نے پھر اُسکے آگے ہار گئے
واں سے پھر پھرتے آخر کو کیلاش کے اوپر جا پہونچے
کیا دیکھیں فراق کیلاس اوپر سو آپ کیلے ہیں بیٹھے
کی استت اور خوشوقت ہے سکھ پا اُنکے قدموں پہ گرے
جب من کو سکھ آنند ہوئی پھر تھوڑی دوا کو ہے
کہ ٹیکا اُسکا جلد بہت خوش ہو کر ماتھے پر سوہے

جس آن پروہت کھینچ چلے دو کیسر ٹیکا شاد کیا
پھر واں سے اپنے دیس پھر کر کاج مبارکباد کیا

وان کتنے راج سے آکر اس ٹیکا کی آ بات کہی
سن نانوں نند اشیو شنکر کا ہوئی راجہ کے گھر بہت خوشی

سب خویش کنم دلشاد ہوا اور چاکو بھی ہوئی خوشی تب
کوئی بولی ہر دم خوش ہوکر ہو آئی سگائی گوری کی
کوئی آنکھیں جن سے پیار کرے کوئی دوڑ بلائیں لیتی تھی
تب راجہ نے پھر پنڈت سے وان لگن گھڑی کی پوچھی
ٹھہرا یا ہے آنیکا پھر ساعت شادی لگن دھری
وہ تیری شیو کے پاس گئی لے ہاتھ انھوں نے سب باچی

اک بار منڈلی ڈھول بجا آنند خوشی کی دھوم مچی
کوئی گود چڑھا کر کہتی تھی آ میری گورا پاربتی
جب گھر گھر میں مشہور ہوئی یہ بات خوشی آنند بھری
سب بولے ماہ مہینے کی یہ ساعت ہے اور نیک گھڑی
تب راجہ نے شیو شنکر کو اس بات کی تیری لکھ بھیجی
ہونا دیا را سوار چلے اور آئے نگری راجہ کی

جو آن کے اترے بیاہنے کو تھا اس جا اک پرمان بڑا
تو شوقت نویلی جاؤ بھری کر جوگی کا سامان بڑا

اب بیان سے آگے سنو یہ برنن اس آن
جب وان سے شیو نے کیا جوگی کا سامان

وان جانے بوجھے کون انھیں تھے یہ تو اترے جوگی بن
اک میلی گدڑی پیٹھ پڑی اور راکھ بھبوت کا لیپ تن
جلیان کرین ان شیو جیسے وہ تو مٹیا تونبی کا برتن
کچھ راکھ بھرا اور لال آنکھیں کچھ سندر رے کر میں ایک سرن
وہ راکھ ملی جو کچھ تن پر وہ راکھ نہ تھی وہ تھا ابٹن
وہ مہرن تھی یا تو وہ پیا ہے جیون باندھے دولہا ہاتھ کنگن
وہ مندرے کانوں بیچ پڑے یوں جیسے موتی ہو کانن

ترسول چلکتا کاندھے پر اک بھر لسب تکمہ اور تن
وہ منکہ پدم تھا مال متاع وہ گھنٹا کھنیر جھولی دھن
اور سیس لٹائیں بکھر رہیں مرگ چھالا کا ڈالی آسن
اس جوگی بن میں شیو جی کا تھا دولہا کا نیچی برن
اور لال سہانا باگا تھا وہ گیروا انگا پیراہن
وہ سیس لٹا پر یوں بکھرن جیسے بانی باندھے سہرا نیک چمن
وہ لڑیاں سیلی کی الفی جو ان زیور ہوکے زیب بدن

کچھ ٹھاٹھ نہ باجا گاجا تھا اور کوئی سنگ سلاتھی تھا
وہ آپ سداشیو دولھا تھے اور ناد یابین براتی تھا

اب یان سے آگے سنو اُس جوگی کی بات
لوگون نے جسدم سُنی سلے ہر ایک نے ہات

وان لوگ براتی آنیکے تھے دن رات بھی تلک ٹلے
ہر چار طرف خوشوقتی سے کچھ بیٹھے تھے کچھ پھرتے تھے
یون اُنسے پوچھا جوگی جی کوئی دیکھی رات برآتے
یہ بات سُنی جب لوگون نے تب ہنسکر سب بیہوش گئے
یہ بات کہی اس جوگی کی تب راجہ بھی حیران ہوئے
سب محلون اندر شور مچی یہ بھاگ تھے کیسے گورا کے
کوئی دیکھ کے صورت گورا کی رو دیکو ٹھنڈی سانس بھرے

معلوم نہ تھا یہ دولھا ہیں تھے راہ خوشی کی سب تکتے
وان سب نے جوگی جان اُنھیں اُس دیس نگر مین ہین پھرتے
اُسوقت سداشیو ہنس بولے ہین بیاہ کیا ہم ہین تو آئے
دل سُست ہوا اور من بھی پھر جاکر آگے راجہ کے
تحقیق کیا تو ٹھیک وہی تقدیر سے روئے ہاتھ ملے
کوئی ماتھا کوٹے سیس دھنے کوئی آنسو ہر دم بھر لائے
کوئی بولی کرم یون لکھا نے جو کرم لکھی ہو سو ہووے

وان جن جن نے یہ بات سُنی افسوس اُسے فی الفور ہوا
جو چاہا تھا کچھ اور ہی تھا اور پیر پٹ یان کچھ اور ہوا

اب یان سے آگے سنو میان اِدھر کو لائے
آزردہ جی سے ہوئی پاربتی کی مائے

رو جھینک اُدھر مان گورا کی وہ جوگی کو یون اُٹھ بولی
یہ میری گورا پاربتی بالی نکی مُنہ بھولی
کچھ جسکا چمکے چاندی بین اور مصری ہو تو نہین گھولی
ہر کنگن جسکا بیش بہا ہر پہونچی جسکی انمولی

یہ کیسی بپتا آن بنی کس مشکل نے صورت کھولی
یہ بالی دھن اور دولت کی یہ پھول ترازو کی تولی
وہ الگن کچھ پر جھوٹ رہین کستور سی جس بولی
سو پلے باندھے ایسے کے جو پہنے کنٹھا اور جھولی

تو راکھ ملے گدڑی اوڑھے کیا رکھو دھتورے کی گولی
نے محل مکان نے زر زیور نے بھل سہانا رتھ ڈولی
اب لاج گئی کل میں ہولی سب دشمن بولیں کڑوی بولی
کیا کیسے لال نہیں جوں لال مہادیو کی کولی
چڑھ بیل بجاتا سنکھ پھرے بن پربت کھاتا جھجھولی
تدبیر نہیں کچھ بن آتی تقدیر جو ہونی تھی ہولی

تھی میری گورا پیاری کی یہ بات چھٹی کی رات لکھی
کچھ باور ہو ہو انت وہی جو ماتھے میں ہو بات لکھی

اب یاں سے آگے سنو شیو نے جب اُس آن
اپنی مایا سے کیے کیا کیا وہاں سامان

جب راجہ نے بھی ترش ہو کر دربار پر برات بلوائے
سب لوگوں نے بھی یوں دھرے تب جیسے ہو شیو کے پاس آئے
جو بادنے جھاڑ چلی خس کٹ رہا ول ہانی چھڑکائے
نگیرے جھالر موتی کے کمخواب مشجر جھلکائے
مقیش زری کے بچھے بھی بچھونے جا کر لٹکائے
بھر تھال لاچی لونگوں کے بھی خوب طرح سے چنوائے
ہر چار طرف تیار کیے اسباب طرب کے ٹھہرائے
جب آئے تو یہ بات کہی یہ کیسا ٹیکا کر آئے
لجیا نادکھیہ برات کو وہاں ٹھاٹھ یہ شیو نے دکھلائے
بانات قنات دیئے شیما نے دل بادل تنبو تنوائے
کل فرش حریر اور دیبا کے خوش رنگ چمکتے بچھوائے
گل عطر و گلاب اور پان دھرے کستوری عنبر رکھوائے
ہنگیر دھرے سوزیب بھرے اور طرح ہار بھی گندھوائے
جو ٹھاٹھ پڑے ہاں شادی کے اک پل بھر میں سب جھمکائے

آکاس کے دیوت جتنے ہیں سب خوب براتی آن بھرے
وہ پہلا ہی میدان بھرا اور ویسے دس میدان بھرے

اب یاں سے آگے سنو خوش ہو کر اس آن
جیسے شیو دولہا نے اُس کا کیا بیان

جب بیٹھے شیو کی شادی میں کل تینتیس کروڑ جو تھے دیوتا
سب آپ آگے آگے اور برہما اور اندر نارد من اس جا

اور مہگنز اور بر سہیت بھی ورنا نون سنیچر بھی جنکا
اُسوقت خوشی سے مندر پر شیو بیٹھے بنکر یون دولھا
ہر تار جھمکتا جھریکا اور تاش سنہریکا باگا
ہر کلن مرصع کندن تھے اور مکھ پر سونے کا سہرا
وہ موتی مالی گلے جھلیں اور اُنمیں لعلونکی مالا
جب بیٹھے شیو یون دولھا بن سب پریونکا وان ناچ ہوا

وہ روپ سروپ اور شوبھا کیون وہ انچی شانین زیب فزا
مکھ بانکی لال کرے منہدی اور آنکھون بیچ لگا کجرا
اُس تار زری کے جامے پر جوبن مہر تیا کمت بھرا
وہ سہرا مکھ پر یون چمکے جون سورج ہووے کرن بھرا
وہ مانگ جڑاؤ بازو پر اور ٹیکا بیچ جھمک رہا
اور کنر ناسر ناچا جھنجھ بجے نقارہ گونجے شور مچا

یہ ٹھاٹھ بناکر دکھلایا جب شیو نے مایا اپنی کا
ہر چار طرف آنند ہوے غل شور ہوا خوشوقتی کا

اب یان سے آگے سنو اس شادی کے طور
دیکھ اسے جی سے خوشی لوگ ہوئے ہر ٹھور

یہ دھوم مچی وان آپسمین کیون لوگو کیسا یہ جوگا
ہر ناری نکلی چھوڑ مندر رکھ من مین چاہ تماشے کی
سب دیکھنے کو وان آن کے پھر سو ٹھٹھ ہوا اور بھیڑ لگی
جب دیکھا تو وان کوسون تک ہے زور برات آکر اُتری
ہوئی محلون مندر بیچ خوشی اور عیش طرب کی دھوم مچی
منہ دیکھ کے خوش ہو بیٹی کا اور ماتھا چوم گھڑی گھڑی
کوئی دھن من بھاگ کہے رہ رہ کوئی واری ہو سو باری

ہم سمجھے اُسکو جوگی تھے اور نکلا یہ تو راج پتی
اور بوڑھیا بوڑھے طفل جوان اور کیڑے لنگڑے چیری بھی
یہ بات سنی جب راجہ نے تب چڑھکر کوٹھے پر جلدی
خوشوقت ہوے خوشحال ہوے بر آئی منتا من کی
دل شاد ہوے سب کنبے کے ما گورا کی بھی شاد ہوئی
کوئی پار تبی کے پانون چھو کوئی ہووے ہر دم بلہاری
اب چاہ بھی اور چاہ ہی جو دیکھیں صورت دولھا کی

تھے جیسے جوگی دیکھ اُنھین وان غصے دل پامال ہوے
جب ٹھاٹھ یہ دیکھے شادی کے سب شاد ہوے خوشحال ہوے

اب یاں سے آگے سنو بھوجن کے سامان
جسکی ہے تعریف سے میٹھا ہوا بیان

جب راجہ نے یہ حکم کیا تیاری ہو اب بھوجن کی	منگوا کے میدا لاکھوں من اور منوں مصری شکر گھی
حلوائی ہزاروں آ بیٹھے کر گرم کڑھاؤ تھال نئی	کر کھوئے ستھرے دودھ منگا اور ڈالی چینی شکر تری
پھر ڈالا خوب گلاب اُسمیں اور ڈال ڈلیاں مصری کی	انبار لگائے پیڑوں کے اور ڈھیر گلابی اور برفی
پھر لڈو بھی تیار کیے دی قند بہت بادام گری	براق مگدل اور خرمی بھی خوش رنگ امرتی بربلی
وہ خوب جلیبی اور کھجلے وہ گھیور بالوسائی بھی	سب اتنے وان تیار ہوئے جو ٹھانوں رکھنے کو پائی
کی عرض یہ جا کر راجہ سے سب جنسیں وہ تیار ہوئی	تک دیکھو تم بھی آن اُن سے جو ہے کتنی اور ہے کیسی
جو حکم ہوا تھا اتنی تو سو خوبی سے بنوا ڈالی	جب راجہ نے بھی آنکھ اُٹھا ہر جنس بہت ستھری دیکھی

مسرور ہوئے یہ کہ من میں جب آن براتی آویں گے
سب اپنے من بھر کھاوینگے اور ڈھیر پڑے رہجاوینگے

اب یاں سے آگے سُنو عیش خوبی کی بات
جیسے جیسے ٹھاٹھ سے شیو کی چڑھی برات

جب رات ہوئی تب شیو شنکر خوش وقتی سوار ہوئے	آگے پیچھے دولھا کے دلشاد براتی ساتھ چلے
فانوسیں رنگیں جھلملیاں اور جھاڑ بڑی گلکاری کے	ہر آن ٹراؤ چنور ڈھلیں اور سیس کے اوپر چھتر پھرے
وہ پریاں ناچیں تختوں پر پوشاکیں گہنے جھمک رہے	نقارے نوبت طبل نشان الغوزے بجتے اور ڈفلے
ہر سرنائیں دھن میں کئی اور کرنا بڑی جھانجھ بڑے	کر دھوم نسے دھوں دھوں باج رہے اور تاشے بجتے کڑکڑکے
مردنگ منڈ سیلے تال بجیں اور سارے گھنگرو بھی جھنکے	وہ ڈھول دھما دھم شور کریں اور جھانجھ بھی جھم جھم کرتے
وہ ہاتھی گنجل اور رنگنے انباری ہودے اور بنگلے	وہ جھومتے چلتے قدم قدم اور بجتے جاتے گھنٹا لے

وہ جھاڑ مشعلین نچنیان نے سب روشن لیے پھر مشعلونکے
وہ صحرا جھمکا کوسون تک بر آجابی جا پہونچے

وہ گھوڑے میانے گھور بھلین رتھ او نچے پہیے ڈھلتے تھے
سب باجے بجتے جاتے تھے اور ہوئے ہوئے چلتے تھے

اب یان سے آگے سو چلے جو بھولا ناتھ
اور براتی بھی ہوئے ایسے اُنکے ساتھ

پھر اور ہزارون ساتھ چلے جو بھوت پریت اور راچھس تھے
جو مل و نچے انکے برج بھن اور سیسن بھی نگٹ سے
ہر بگڑا انکا سو من کا اور موٹے رسونکے تھے پلیے
اور بگڑ ون پر طرون کیطرح تھے ساکھو برگھے
کوئی ننگے سو وہ بال سکے جو بانش سی ڈاس اگر نکے
کوئی منڈ کوئی رنڈ اور کوئی بن پانون نچے پا اور کوئی
کوئی ہاتھی رکھے کاندھے پر کوئی اونٹ بغل میں چکائے
کوئی ارنا بھینسا گود لیے کوئی گینڈا سر پر بٹھلائے
کوئی سانپ گلے مین لٹکائے پھین اُنکے دم پر دم جوڑے
کچھ لنبے سونٹے لوہے کے کچھ ہاتھ لیے بھاری لکڑے
کوئی گاوے پھاڑ گلا اپنا کوئی نرت کرے چکھ پھیری نے
کوئی شور کرے خوشحالی سے یون جیسے ہاتھی چنگھاڑے
کوئی ہاتھ نچاوے رہ رہ کر کوئی نین خوشی سے مٹکاوے
کوئی لنبے لنبے ڈگ رکھے کوئی دوس گنی کی جست کرے

کچھ رنگ عجب کچھ ڈھنگ نئے سب سج سج وضع دکھلاتے تھے
تھے دھوم مچاتے رستے مین ہر آن اُچھلتے جاتے تھے

اب یان سے آگے سنو شادی کے اطوار
چلے سداشیو جسطرح پاربتی کے دوار

جب دیکھا انکے لوگون نے وہ کوسون تک کا اُجیالا
وہ سرنا کی آواز سنی اور نقارون کا شور سنا
تب بولے برات آتی ہے یہ شور اُجالا ہے اُسکا
تب راجہ نے بھی بھیجدیا ہرکارہ وہان پر ہرکارا
وہ آتے جاتے جلد بہت جو دیکھتے وان سو کہتے آ
کوئی کہتا اب وے آن پہونچے کوئی کہتا آئے آپہنچا

کوئی کہتا بہت براتی ہین اور ساتھ لیے ہین ٹھاٹھ بڑا
کوئی کہتا گھوڑی ہاتھی ہین انبوہ رتھون کا ہے آتا
یان لگ بہت سے آتے ہین خیمے کے بیچ کہا یہ چلا
پردھان کھڑے تھے جو آگے جب اُنسے اپنا بھید کہا
کوئی کہتا اتنے ہاتھی ہین کچھ چھور نہین جھمکا ملتا
یہ باتین سنکر راجہ نے گھبرا کے من کے بیچ کہا
یہ پھیر کب اسمین مل بیٹھے کچھ بن نہین آتا کریے کیا
یہ ٹھاٹھ جواب یان آتا ہے کچھ ہمنے اسکا فکر کیا

وہ بولے کیا تدبیر کرین اور کیا کیا اسکا دھیان کرین
آجاوے اتنا ٹھاٹھ جہان وان کس کس کا سامان کرین

اب یان سے آگے سُنو باتین ہین یہ ٹھیک
آئے شیو جس طرح وان دوارے کے نزدیک

جس آن برات آئی در پر یہ خوبی ٹھہری سیہری
وہ ڈنکے لگتے دھونسے پر دھن کرنا سُرنائی ریجی
کل زیب براتی چار طرف اور بیچ سواری دولھا کی
سب واہ کرین اور چاہ کرین اور ٹھاٹھ کو دیکھین ٹھہری گھڑی
وہ آتے تھے جو ساتھ لدے اور آتشبازی تھی چھوٹی
اک پہر تلک دروازے پر وان پھول لگی پھلواری سی
وہ طبل بجین اور ڈفلے بھی نقارے تاشے اور ترئی
وہ پریان ناچین تختون پر جھنکارین پائل جھرون کی
دروازے کوٹھے گونج رہے آواز سہانی اُنکی تھی
سب چھجے چھجے کوٹھون پر وان دیکھین زینت اور خوبی
ہون دیکھکے صورت دولھا کی ان سو دل سے قربان بلہاری
مہتاب انار اور پھلجھڑیان ہاتھ پھول ہوائی خوب کڑی
سب ہلکی گھوڑی بیل اچھلین غل شور ہوا اور دھوم مچی
وہ دہل طبل جھانجھ بجے اور گھر گھر مین آواز گئی

سب شاد ہوے خوشوقت ہوے یہ دیکھ تماشے خوبی کے
کر وصف بہت بلہار ہوے اُس دولھا کی محبوبی کے

اب یان سے آگے سنو شادی کے رسم اور
جسکی ہر اک رسم سے جی خوشی ہو فی الفور

جب باجے کے دروازے پر ہوئی آن برات اس طور کھڑی
سب باجے باجے دیر تلک اور چھوٹی آتشبازی بھی

جب سمدھی آئے ملنے کو اور من ملا دیکے ٹھہری
اسوقت بلایا دولہا کو تو ہوئے زینت مندر کی بھی

جب دولہا ڈیوڑھی بیچ گئے تب نکلی سُندر سہری
لے آئیں مندر بیچ دولہا کو تب ہوئے زیب مندر کی بھی

وہ چاند سا ماتھا وہ سہرا وہ پہونچی کنگنا تار زری
وہ روپ سُہانا جب دیکھا ہوئی سب کے من کے بیچ خوشی

کوئی بولا دولہا خوب ملا اس دولہا کی مین بلہاری
کوئی بولی مین اس دولہا پر اب روں من من خوش ہوتی

کوئی دیکھ ہوئی شاد بہت کوئی وار کے پانی پیتی تھی
چھن کہکر اُس جا دولہا نے نیگ اشرفی بہتیری

اس طور کہی کچھ جی سے جو ہر اک منھ کو دیکھ رہی
سب محلوں مندر بیچ ہوئی آنند خوشی اور خوشوقتی

جب بیٹھے دولہا مندر مین من بیچ خوشی کی بات لیے
جنماسے بیچ برات اُتری وہ ٹھاٹھ خوشی کا ساتھ لیے

اب یان سے آگے سنو اس صورت کی بات
جنماسے مین جسطرح بیٹھی آن برات

جب جنماسے کے بیچ گئے کچھ بیٹھے جا دالانوں مین
کچھ آنگن بیچ بچھونے پر کچھ بیٹھے بالاخانوں مین

کچھ آن برابر ڈیوڑھی مین مشغول خوشی کی باتوں مین
کچھ باہر آکر بیٹھ رہے کچھ بیٹھے رتھ اور بانون مین

شہر سجن کرنا سرنا اور ترئی طبل بجی محلوں مین
ہر جانب دھوں دھوں باجے نقارے بجنے کو چوکوں مین

اور باجے نوبت جھانجھ بڑی اور شادی کے رنگ رلیوں مین
کچھ بات بچھے کان بھری ان باجوں مین ان دھونسوں مین

کچھ میانے رتھ اور گھوڑ بہلین لاکر کھڑی کی اپنے ہاتھوں مین
کچھ گھوڑے اُچھلے بیل لڑے کچھ ہاتھی جھومے گلیوں مین

تھے جتنے وان بازار بنے کچھ اتر رہے ان بازاروں مین
اور جتنے وان تھے باغ لگے کچھ اُتر رہے ان باغوں مین

جب جگہ نہ پائی بستی مین کچھ اُترے شہر سوادوں مین
وان ڈیرے تمبو تان لیے اور بیٹھے خوش ہو ڈیروں مین

وہ تھے وان جس جس طور اور کل فرحت آہنگ ہوئے
غل شور ہوئے اور ناچ ہوا اور راگ ہوا اور رنگ ہوئے

اب یان سے آگے سنو اُسکا بھی بستار
جس طور سے آنکر ٹھہری وان جیونار

جسوقت براتی بیٹھ چکے تب راجہ نے وان لوگون کو ‌ یہ حکم کیا اب خوبی سے ان سب کو جاکر بھوجن دو
سب جاکر نوکر جلد چلے اور خیما سے مین آکر دو ‌ یون بولے اب سب کر پاکر جیونار سر رنج چلو
اب تم بھی جیمون اور انکو دلواؤ جنھین دلوانی ہو ‌ کتنے ڈھیر مٹھائی کے درکار ہون جتنے اتنے دو
اس بات کو سنکر ہنس بولے ہے خوب پر اتنی بات سنو ‌ یہ دو بالک جو بیٹھے ہین تم پہلے اُنکو جموا دو
دو گو دو اُٹھاکر خوش ہوتے جیونار مین لائے دونو کو ‌ تھے جتنے وان انبار لگے اور ڈھیر مٹھائی کے تھے جو
اک ڈھیر نوالا کر بیٹھے پھر مچلے اب کچھ اور رکھو ‌ اُن لوگونکے تب ہوش گئے اور بھاگے وان سے لرزان ہو
یہ بات کہی جب راجہ سے تب وہ بھی نپٹ سندرہ کہو ‌ حیران ہوا اور چپ رہ گئے من بیچ بہت شرمندہ ہو

مغرور ہوے تھے کہکر یون جا بھوجن کے انبار کرین
سو اُسکی تو یہ شکل ہوئی اب کاہے کو جیونار کرین

اب یان سے آگے سنو خوش ہوکر یہ شان
جیسے دولہا دولھن کے ہوئی پھیرون کے سامان

جب ساعت آئی پھیرونکی تب ٹھہری اُس جا یہ خوبی ‌ گھر بیچ بلایا دولہا کو اور پھیرون کی تیاری کی
کچھ بیٹھے لوگ ادھر ادھر سب اُنکے من بیچ خوشی ‌ جو فرش مقرر ہے اُسپر آ بیٹھے دولہا دولھن بھی
جب وے دولہا دولھن مل بیٹھے تب ریت ہوئی گٹھ جوڑنکی ‌ وہ پنڈت آئے ہوم کیا سب لاکر اسکی چیز سبھی
سب پنڈت بیٹھے بید پڑھین کوئی منتھا ڈالے سنگ گھی ‌ گنیش کی پوجا کرکے وان پھر پوجا کی نو گرہونکی
پھر مال جواہر نیگ ملین ہین جلد ہوے اور سنگی ‌ اور سے لے نیگ دعائین دین سب دولہا دولھن کو انکی
یہ ساعت نیک مہورت سے وہ دولہا دولھن پھیری ‌ اسطور پھر مل آپسمین ہے ریت جو ہوتی پھیرونکی

جب پھیرے چار ہوے آکر کل عیش و طرب کی دھوم مچی ۔۔۔ ہر چار طرف چمکی جھلکی خوشحالی خوبی خوشوقتی

آ ہر نین سو سو عیش بھرے اور فرحت سے پہچان ہوئی
ہے جگ میں جو آنند [illegible] اور [illegible] ہر سب اُس آن ہوئی

اب یاں سے آگے سنو اور بچن دو چار
آئے باہر شاد ہو دولہا جس اطوار

وہ پھیرے بھی جس وقت ہوے اس خوبی اور خوشوقتی سے ۔۔۔ جو ہمرا اور معین واں تھیں اُنسے بھی سب شاد ہوے
دس روز رہے ہو ٹیلے میں اور جاؤ بر آئے سب لے کے ۔۔۔ شیو باہر آکے منڈل سے جوں سورج وقت سحر نکلے
وہ چیرا سر پر چمک رہا وہ مکٹ جڑاؤ بھی مکے ۔۔۔ تن با کا جھلکے ہر ساعت اور لعلوں کی مالا جھلکے
کچھ کانوں موتی چمک رہے کچھ مانگ جھمکے بازو کے ۔۔۔ سو زیب جھمک سے خوش ہو آ مندر پر اپنے بیٹھے
وہ خوبی سو بھا دولہا کی سب دیکھیں وانکے لوگ کھڑے ۔۔۔ سب ہو کر خوش یہ بات کہیں یہ دولہا اور بڑھا ڈھڑے
اور دیکھیں اپنی آنکھوں سے ہوں جگ میں بھاگ تری جیکے ۔۔۔ وہ راجہ رانی شاد بہت اور لوگ خوشی سب کنبے کے
وہ چیرا چیری بھی خوشدل اور نوکر چاکر خوش ہیں بڑے ۔۔۔ اُس نگری کے طالع چمکے اُن لوگوں کے بھی بخت کھلے

جس طور ہوئی وہ خوشحالی کب اسکی حالت جاتی کہی
ہر چار طرف خوشوقتی کی شور ہوے اور دھوم ہوئی

اب یاں سے آگے سنو بات خوشی آمیز
جو جو راجہ نے دیا اُس جا دان دہیز

جس آن ہوے شیو چلنے کو تب لا کر یہ اسباب بھرے ۔۔۔ پوشاکیں رنگیں زیب بھریں ہر تار طلا اجھکا جھمکے
زر زیور کے واں ڈھیر لگے جو باہر ہوے گنتی سے ۔۔۔ وہ موتی ہیرے انمولے وہ لعل زمرد کے ڈلے
وہ کلسے نئے نئے چاندی کے وہ تھال کٹورے سونے کے ۔۔۔ وہ فرش سنہرے نقش بھرے جو بچھتے محلوں بیچ بڑے

وہ چیرے خوب لباس سونکے اور گنتی مین بہتیرے
وہ کنچن جھول جھلکتی کی بناری جنپر اور ہودے
پھندون جھلکتے وہ جنپر بانات زری کے تھے پڑے
وہ رنگین جھالر دار بھتین وہ بیل بہت سے اونچے

وہ چیریان اچھی صورت کی پھر ہاتھوں تلک زیور کے
وہ گھوڑے گلگون شال ہوا زر و زری جنپر زین دھرے
رتھ بہلین اور گھوڑ بہلین سب ٹھاٹھ چمکنے جھنکے تھے
یہ ٹھاٹھ رکھا دروازے پر اور بعد ہی بوجھ اٹھا نیکے پھر چلنے

۱۶

تھے جتنے شادی بیاہ نمت سامان جو وان تیار ہوئے
ہر ٹھاٹھ کے وان دروازے پر ہر جانب سو انبار ہوئے

اب یان سے آگے سنو راجہ نے اُس آن
جو باتین شیو سے کہین اُنکا کیا بیان

یہ ٹھاٹھ کیے دھن دولت کے تب راجہ شیو سے یون بولے
کس لائق ہین جو دیتے ہم سب تمہارے لائق کے
ہین بھاگ ہمارے بہت بڑے جو چرن تمہارے ہم نے چھوئے
تم تھام نہ لیتے جو ہمکو پھر کہیے کیونکر ہم تھمتے
ہم جیسے نہین کچھ گنتی کی اور تم ہو لاکھون خوبی کے
ہر وقت ہماری بانہہ پکڑ کر پاس اپنے لگنے
تم لاج ہماری رکھنے کو ہر آن سہو کرپا کرتے

کچھ بن نہین آیا جو ہمسے من بیچ ہوئے ہم شرمندے
تم اچھے جگ مین ایسے ہو جو پائے ہو لاکھون ہمسے
اس نگری مین اس منڈل مین تم آئے اپنی کرپا سے
جو کرپا تمنے ہم پر کی کب استت اسکی ہو ہمسے
اس آن دیا جو آپنے کی وہ دیکھی کاہے کو ہم نے
من بیچ ہوئے ہم بہت خوشی اور بھاگ ہمارے جاگ اٹھے
جو من مین تھی سو بات کہی اب رہین کہا ہم آگے

جب راجہ نے یہ بات کہی در پیر وم ادھکا دھینی کی
تب شیو نے ہنسکر راجہ کے وان من کی بہت تسلی کی

اب یان سے آگے سنو من اید پھر کو لاے
پاربتی وان جسطرح گھر سے ہوئی بدائے

جب شیو نے وان یہ حکم کیا طیاری ہوا جب چلنے کی
یہ بات بدا کی سنتے ہی وان گورا کی ماں یوں بولی
من اسکا بہت رکھیو خوشی مت میلا کیجو اسکا جی
یوں کہکر بولی گورا سے مل مجھسے میری پیاری بیٹی
وہ ماں بھی روئی دیکھ اُسے اور دُہن جتنی تھیں گھر کی
تو آنکھیں بھر بھر رو لال نکر میں ٹہرے ڈبکہ کی بہاری
پھر آخر وان اس روئی کو کر پیار بہت سا گھڑی گھڑی

اور آپ مندر کے بیچ گئے تو ہو کی بدوا ان دولہن کی
سب طور تم اسکے مالک ہو یہ چیری میں نے تمکو دی
بیاری ہے من کی میری اور روشنی میری آنکھونکی
جب گورا پیاری دوڑ گلے وان اپنی ماں کے آ لپٹی
ماں دیکھکے روئی گورا کو کر پیار اُسے یوں کہتی تھی
کچھ اپنے منکے بیچ نہ لا میں تجھکو جلد بلاؤں گی
چنڈول منگا کر ڈیوڑھی پر وان بیٹی روتی بٹھلائی

سچ پوچھو تو ماں باپ تئیں ہے بیٹی سے یاں پیار بہت
جسوقت وہ بیاہی جاتی ہے جب ہوتے ہیں ناچار بہت
اب یاں سے آگے سُنو اتنی یہ بھی بات
جیسے وان اس دیس سے شیو کی چلی برات

جب ڈیوڑھی سے چنڈول اُٹھا دروازے پر سو خوبی سے
اسوقت بہت خوشوقتی سے شیو شنکر بھی اسوار ہوئے
اسوار ہوئی دولہا آگے چنڈول دولہن کا تھا پیچھے
اسباب جو راجہ نے تھے اُسکے جاتے اونٹ لدے
وہ ہاتھی گھوڑے ہر جانب اسوار ہیں جو گہنا پہنے تھے
ہر کوٹھے کوٹھے بھیڑ لگی اور رستے رستے لوگ بھرے
جسطور خوشی سے بیاہ ہے کو شیو آئے گھر میں راجہ کے

بو جھا ور اتنی کی سر کل موتی پھولوں کی مٹھی بھر بھر
وہ خوبی حشمت چار طرف سب ساتھ براتی زیب بھرے
وہ باجے لائے ساتھ جو تھے سب ہر دم بجتے ساتھ چلے
وہ جتنے چیرا چیری تھے سب تھے اور میانو میں بیٹھے
اس دیس کے رہنے والے بھی سب دیکھنے نکلے گھر گھر سے
غل شور خوشی ہے چار طرف سب دیکھیں ان کا ٹھاٹھ بڑے
پھر ویسی ہی خوشوقتی سے کیلاس کے اوپر جا پہنچے

یوں ٹھاٹھ ہوا یوں بیاہ ہوا اب آگے بولو
ڈنڈوت کرو ہر آن نظیر اور ہر دم شیو کی جے بولو

کنھیا جی کی راس

کیا آج رات فرحت و عشرت اساس ہے — ہر گلبدن کا رنگین و زرین لباس ہے
محبوب دلبرون کا ہجوم آس پاس ہے — بزم طرب ہے عیش ہے پھولون کی باس ہے

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

بکھرے پڑے ہین فرش پہ نقشیں و زری — بجتے ہین تال گھنگرو مردنگ خنجری
سکھیان بھری ہین ایسی کہ جون حور اور پری — سُن سُن کے اُس ہجوم مین ہرن کی بانسری

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

آئے ہین دھوم سے جو تماشے کو گلبدن — گویا کہ کھل رہے ہین گلون کے چمن چمن
کرتے ہین ترت کنج بہاری بصد ہرن — اور گھنگروؤن کی ٹُھنک کے صدائین چھنن چھنن

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

پہونچے ہے آسمان تئین مردنگ کی گمک — آواز گھنگروؤن کی قیامت جھنک جھنک
کرتی ہے مست دل کو کٹ کی ہر اک جھلک — ایسا سمان بندھا ہے کہ ہر دم الک ملک

ہر آن گوپیون کا یہی مکھ بلاس ہے
دیکھو بہارین آج کنھیا کی راس ہے

حلقہ بنا کے کشن جو ناچین ہین ہاتھ جوڑ — پھرتے ہین اس مزے سے کہ لیتے ہین دل مروڑ

آکر کسی کو پکڑے ہین دین ہین کسی کو چھوڑ	یہ دیکھ دیکھ کشن کا آپس مین جوڑ توڑ

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج [illegible]یا کی راس ہے

ناچین ہین اس بہار سے بن ٹھن کے نندلال	سر پر مکٹ براجے ہے پوشاک تن مین لال
ہنستے ہین چھیڑتے ہین ہر اک کو دکھا جمال	سکھیون کے ساتھ دیکھ کے یہ کانھ جی کا حال

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہے روپ کشن جنکا جو دیکھو بہت انوپ	اور اُنکے ساتھ چھلکے ہے سب گوپیون کا روپ
مہتابیان چھٹتی ہین گویا کھلی ہے دھوپ	اس روشنی مین دیکھئے وہ روپ اور سروپ

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

ہنستی ہوئی جو پھرتی ہین ساتھ اُنکے گوپیان	ہین اُنمین رادھا ایسی کہ تارون مین چندرمان
کرتی ہین کرشن جی سے ہر اک آن بان	آپس مین اُنکے رمز و اشارات کر کے عیان

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

اس شہر مین نظیر جو بیکس غریب ہے	رہتا ہے مست حال مین اپنے نصیب سے
شب کو گیا تھا راس مین کچھ کر کے راہ سے	جا کر جو دیکھتا ہے تو وان ناچ ہو رہے

ہر آن گوپیون کا یہی سکھ بلاس ہے
دیکھو بہار مین آج کنھیا کی راس ہے

خاتمة الطبع

تقدیس ذات خدای کبیر منزہ و مبرا ہی بدلیل اشہد ان لا الہ الا اللہ اسی طرح صفات بےنظیر اسکی احاطہ تقریر و تحریر سے معرا لا احصی ثناء علیک مصداق شعر ثنا از تہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاعت جن و انس پھر کیوں نہ محبوب مرغوب القلوب اسکا بھی بےنظیر اکبرآباد عالم ہو نام نامی جسکا احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہوا اشہد ان محمدا رسول اللہ مصداق مقال پر گواہ شعر حبیب خدا اشرف انبیا + کہ عرش مجید ش بود متکا + اما بعد ارباب صافی مذاق کو مژدۂ طرب افزا ہو کہ اس زمان مسرت اقتران مین **کلیات نظیر اکبرآبادی** جسمین مصنف باکمال نے ہزار ون طرح کے پند و نصائح کو چٹکلون اور مثالون مین نظم فرمایا ہی خواب غفلت دنیا کی میٹھی نیند سونے والون کو کس کس حسن ادب سے جگایا ہی حق تو یہ ہی کہ اگلے لوگون کا کلام بھی عجب پر تاثیر ہی کہ ہر زمانہ اور ہر وقت مین اسکا مداح ہر صغیر و کبیر ہی یہی کلیات ہی کہ اگر چشم ظاہر سے اسکو دیکھو تو طرح طرح کی دل لگی کی باتون اور مذاق کی حکایتون سے مملو ہی اور اگر دیدۂ حق بین سے بغور و تامل ملاحظہ ہو تو سراسر دنیا ے ناپائدار کی مذمتون اور چرخ کجرفتار کی شکایتون کا دریا گویا بہ سبو ہی وہ کون دل ہی جسمین محبت دنیا کا تخم نہ بویا گیا اور وقت درو ثمرۂ ناکامی اُس کو نہ ملا اور وہ کون سر ہی جسمین الفت گیتی اور اُسکی نیرنگیون کا سودا نہ سمایا اور آخر مین وہ سنگ حوادث سے چکنا چور نہوا الغرض یہ کلیات صنعت آیات مطبع نامی گرامی منشی **نولکشور** واقع شہر **لکھنؤ** مین حسب الحکم معلی القاب عالی جناب منشی **بشن نرائن** صاحب بہادر مالک مطبع دام اقبالہ بماہ فروری سنہ ۱۹۲۲ع باہتمام **کیسری داس** سیٹھ سپرنٹنڈنٹ دسوین مرتبہ حلیۂ طبع اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا

نام کتاب	قیمت
کلیات وہبی۔ کاغذ دو قسم	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۱۲/
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۱۰/
دیوان غافل۔	۶/
دیوان ذوق۔	۸/
دیوان فدا۔ جلد ثانی۔	۹/
دیوان رند۔	۱۰/
دیوان غالب۔	۵/
دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب	عہ/
دیوان خواجہ میر درد	۲/
دیوان بہار عرب۔	۲/
بہارستان سخن۔	۱۰/
دیوان لطف۔	۳/
دیوان نیاز	۳/
شرح یوسفی دیوان حافظ۔	۷/
دیوان نعت سروری	۶/
دیوان جرار	۵/
دیوان عاشق	۲/
دیوان ضامن	۳/
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۹/

نام کتاب	قیمت
دیوان شائستہ پاسخ۔	۱۰/
ان احمد ایزدی	۳/
دیوان چمنستان جوش۔	۱۰/
دیوان میر حسن	۸/
مجمع الاشعار۔	۲/
چمن بے نظیر۔	عہ/
گلدستۂ امانت۔	۱/
دیوان حیرت۔	۶/
دیوان سخن دہلوی جلی قلم	
کاغذ سفید گندہ۔	۴/
،، کاغذ رسمی۔	۴/
اکسیر سخن۔	۵/
دیوان شہیدی۔	۵/
ریاض اکبر	۴/
گلدستہ حفیظ اللہ خان	۴/
ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ	
مولوی ابوالحسن	۸/
دیوان سحر سامری حصہ اول و	
دوم یکجائی۔	۷/
دیوان نعتیہ۔	۳/

نام کتاب	قیمت
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸/
دیوان مروان صفی اُردو	۵
شرح قصاید بدر چارچ اُردو	؏
بہار سخن بطور گلدستہ	۵/
دیوان مناقب خیر البشر	۲/
ذو لسانین مجمع البحرین فارسی و اُردو قصائد	؏ ۴/

کلیات و دواوین و قصائد فارسی

نام کتاب	قیمت
دیوان شمس تبریز متوسط قلم	؏ ۴/
کلیات عراقی	۱۲/
دیوان ناصر علی سرہندی	۵/
دیوان حافظ محشی جلی قلم محررۂ منشی شمس الدین	؏ ۲/
دیوان حافظ متوسط قلم محررۂ منشی جوالا پرشاد	؏ ۴/
شرح دیوان حافظ	۱۵/
دیوان نعمت خان عالی	؏
دیوان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۱۰/

نام کتاب	قیمت
حکیم اوحد الدین	؏ ۴/
کلیات مرزا بیدل شامل چار کتاب	؏
دیوان بیدل	۱۲/
دیوان عرفی شیرازی	۱۲/
کلیات جامی	؏ ۸/
کلیات نظم غالب دہلوی	؏ ۸/
کلیات غلام امام شہید	؏ ۲/
منتخب مجموعہ دواوین عناصر حضرت امیر خسرو	؏ ۴/
کلیات صائب	؏ ۱۲/
انتخاب دیوان صائب	۸/
کلیات حزین	۱۲/
کلیات ظہیر فاریابی	۱۴/
دیوان ظہیر فاریابی	۲/
طیبات نداقیہ شیخ سعدی	۱۱/
قصائد شیخ سعدی	۳/
دیوان حضرت احمد جام	۶/
دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۴
دیوان حضرت غوث الاعظم	۲/
رباعیات عمر خیام	۵